اشاعتِ سلسلۂ صابریہ۔ نمبر ۱

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے۔

اسیاف الامامۃ
علیٰ
سواطِ الصداقۃ

از تالیفات

حکیم و ڈاکٹر حاجی الحرمین الشریفین ابو المنظور نور حسین صابر کربلائی
جھنگ سیالوی۔ ثم پشاوری مصنف ثبوت نبوت و خلافت
وقرابادین حسینی وطب حسینی وغیرہ

سنہ ۱۹۱۶ء

در احمدیہ سٹیم پریس لاہور طبع شد

تقریظ انور

حجة الاسلام والمسلمین قدوة الفقهاء والمجتهدین یعسوب العلماء المتألهین نجم الملة والدین آیت الله فی العالمین وحجته علی المجاهدین رحا فنه العلوم العقلیة المتلاطم الامواج وزخار الفنون النقلیة المتقاذف الاثباج ابو تراب سرکار مولانا علامہ سید علی الحائری القمی مجتهد العصر و الزمان دام ظله

باسمه سبحانه

الحمد لله علی عمیم آلائه وجزیل نعمائه وله الشکر ملاء ارضه وسمائه وافضل صلواته وتسلیماته علی افضل انبیائه واشرف سفرائه محمد الهادی الی سبیل الرشد وسوائه وعلی المعصومین من عترته وخلفائه وذریته واوصیائه الباذلین نفوسهم فی اعلاء دین الحق واعلائه اما بعد ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للناس ومزیل الوسواس قامع اساس [illegible] الموسوم باسیاف الامامة علی اعناق المنحرفین عن طریق الاستقامة من مؤلفات طبیب الاسقام حکیم الابدان معالج القلوب والجنان بالدلیل والبرهان اسوة الاماجد الکرام مرغم انوف اللئام المتمسک بالثقلین جناب الحکیم نور حسین صاحب ایده الله وحماه ومن کل مکروه وقاه حیث کان من اهل السنة والجماعة فادخله الله فی طریقة اهل الفرض والامامة فتوجه للرد علی بقایا الفرقة الغاویة التائهة فی وهاد الغی والضلال الزائغة عن سبیل الرشاد فی وخم الویل والوبال فابطل خرافاتهم وترهاتهم وزخارفهم من رسائلهم واساطیرهم المموهة واقاویلهم واکاذیبهم المشوهة فلم یر لهم حجابا عن الحق الا وخرقه ولا فلکا تسری فی لجج عمایته الا واغرقه لانه قد احتوی علی مسئلة رائقة ومطالب فائقة بالبراهین الساطعة والقوانین القاطعة فانه ابلاه الله وابلیه العجب بنفسه فی مرضات ربه طلبا لمراضیه جعل الله مستقبل امره خیرا من ماضیه فکانی لا اراه الا مجاهدا همه وغمه صلاح امته فی دیانتهم وفلاحهم فی ابدانهم فشکر الله مساعیه الجمیلة واجزل علیه مواهبه الجلیلة فجزاه الله خیر الجزاء وادامه ما بدا النجم فی السماء انما دعاه الی ذلک بالخصوص ماله من قوة الایمان والخلوص فی تمسک الحق بالنصوص فعلی کافة المؤمنین ان یعاونوه علی ترویج کتابه ونشره لا یضیع اجره یوم حشره

نمقه الواثق بالله خادم الشریعة المطهرة
علی الحائری بقلمه
(اندرون مبارک حویلی لاہور)

لا اله الا الله القوی
عبده سید علی الحائری
ابن ابو القاسم الرضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ وآلہ الکریم

مقدمہ اسیاف الامامۃ

الحمد للہ الواحد الصمد المالک القہار۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وخیر خلقہ امام الاخیار وحبیبہ المختار سیدنا وشفیعنا محمد سید الابرار۔ وصہرہ وخلیفتہ بلا فصل قسیم الجنۃ والنار۔ وآلہ واوصیائہ الائمۃ الاطہار واصحابہ الذین ہم رحماء بینہم اشداء علی الکفار ولعنۃ اللہ علی مبغضیہم وغاصبی حقوقہم الی یوم القرار ۵

اما بعد اضعف دارین فقیر حقیر خادم خاندان رسول الثقلین حاجی الحرمین الشریفین ڈاکٹر ابوالمنظور نور حسین صابر جھنگ سیالوی اثناعشری سابق سنی المذہب خدمت حامیان دین ربانی و برادران ایمانی میں عرض پرداز ہے۔ کہ عرصہ تین سال کا گذرتا ہے۔ کہ ثبوت خلافت بلافصل اُردو میں شائع کی گئی تھی۔ تاکہ نواصب وخوارج کے ہدائت کا باعث ہو۔ وہ راہ راست پر آکر اہل بیت رسالت صلعم کی عداوت وبغض کا اثر مٹائیں۔ اور بنی امیہ کی بے جا حمائیت سے باز آجائیں۔ الحمد للہ ضلع جھنگ میں اس سے کئی ناواقف لوگ صراط مستقیم پر آکر راکب سفینۂ آل محمد ہوئے۔ مگر بدبخت ازلی شقی لوگ ہمیشہ مخالفت کرتے رہے۔ اور مخالفت اہل بیت نبوت صلعم میں اُجرتی مولوی پکڑ کر میرے مقابل کھڑا کرتے رہے۔ آج تک چار مولوی صاحبان جھنگ میدان مناظرہ میں اُتر چکے ہیں۔ مگر ہر ایک چار شانوں چت گر کر نعم ولیتم مدبرین میں جا شامل ہوئے۔ اب ایک اور دیہاتی ملاں صاحب۔ جو پکی روٹی۔ کنز قدوری وصرف میر تک شائد جانتے ہیں سپاہیوں سوار میں داخل ہو کر سوٹے تازیانے۔ ڈنڈے اور چھڑیاں ہاتھ میں لے کر دالیان دعجبان۔ حیدر کرار غیر فرار کے سامنے ہوئے ہیں۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ذوالفقار رہتے جس نے

تقریظ

حجة الاسلام والمسلمين قدوة الفقهاء والمجتهدين يعسوب العلماء المتألهين
نجم الملت والدين آيت الله في العالمين وحجته على المجاهدين رجا فيه
العلوم العقلية المتلاطم الامواج وزخار الفنون النقلية المتقاذف الامواج
ابو تراب سرکار مولانا علامه سید علی الحائری القمی مجتهد العصر و
الزمان دام ظله

باسمه سبحانه

الحمد لله على عميم آلائه وجزيل نعمائه وله الشكر ملأ ارضه وسمائه وافضل صلواته
وتسليماته على افضل انبيائه واشرف سفرائه محمد الهادي الى سبيل الرشد وسوائه وعلى
المعصومين من عترته وخلفائه وذريته واوصيائه الباذلين نفوسهم في اعلاء دين الحق
واعلائه اما بعد ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للناس ومزيل الوسواس قامع اساس الفتنة
الموسوم بسيف الامامة على اعناق المنحرفين عن طريق الاستقامة من مولفات طبيب
الاسقام حكيم الابدان معالج القلوب والجنان بالدليل والبرهان اسوة الاماجد الكرام
من غم انف اللئام المتمسك بالثقلين جناب الحكيم نور حسين صاحب ابرزه
الله وحماه ومن كل مكروه وقاه حيث كان من اهل السنة والجماعة فادخله الله
في طريقة اهل الفرض والامامة فتوجه للرد على مقالة الفرقة الغاوية التائهة في
وهاد الغي والضلال الزائغة عن سبيل الرشاد في وخم الويل والوبال فابطل
خرافاتهم وترهاتهم وزخارفهم من رسائلهم واساطيرهم المهلكة وافاويلهم
واكاذيبهم المشوهة فلم يدع لهم حجابا عن الحق الا وخرقه ولا فلكا سري في مجرى غاياته
الا واغرقه لانه قد احتوى على ادلة رائقة ومطالب فائقة بالبراهين الساطعة
والقوانين القاطعة فانه ابلاه الله وابلاه التعب بنفسه في مرضاته به طلبا لمراضيه جعل الله
مستقبل امره خيرا من ماضيه فكاني لا اراه الا مجاهدا همه وغمه صلاح امته
في دياناتهم وفلاحهم في ابدانهم فشكر الله مساعيه الجميلة واجزل عليه مواهبه الجليلة
فجزاه الله خير الجزاء وادامه ما بدا نجم في السماء انما دعاه الى ذلك بالخصوص ما له
من قوة الايمان والخلوص في تمسك الحق بالنصوص فعلى قاطبة المومنين ان يعاونوه
على ترويج كتابه ونشره لا يضيع اجره يوم حشره

نمقه الواثق بالله خادم الشريعة المطهرة
علي الحائري بقلمه (من مبارک حویلی لاهور)

لا اله الا الله القوي
عبده سيد علي الحائري
ابو القاسم الرضوي

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ وآلہ الکریم

مقدمہ اسیاف الامامۃ

الحمد للہ الواحد الصمد المالک القہار۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وخیر خلقہ امام الاخیار وحبیبہ المختار سیدنا وشفیعنا محمد سید الابرار۔ وصہرہ وخلیفتہ بلا فصل قسیم الجنۃ والنار۔ وآلہ واوصیائہ الائمۃ الاطہار واصحابہ الذین ہم رحماء بینہم اشداء علی الکفار ولعنۃ اللہ علی مبغضیہم وغاصبی حقوقہم الی یوم القرار ۵

اما بعد اضعف داریں فقیر حقیر خادم خاندان رسول الثقلین حاجی الحرمین الشریفین ڈاکٹر ابوالمنظور نور حسین صابر جھنگ سیالوی اثنا عشری سابق سنی المذہب خدمت حامیان دین ربانی و برادران ایمانی میں عرض پرداز ہے۔ کہ عرصہ تین سال کا گذرتا ہے۔ کہ ثبوت خلافت بلافصل اُردو میں شائع کی گئی تھی۔ تاکہ نواصب وخوارج کے ہدائت کا باعث ہو۔ وہ راہ راست پر آکر اہل بیت رسالت صلعم کی عداوت وبغض کا اثر مٹائیں۔ اور بنی امیہ کی بے جا حمائیت سے باز آجائیں۔ الحمد للہ ضلع جھنگ میں اس سے کئی ناواقف لوگ صراط مستقیم پر آکر راکب سفینۂ آل محمد ہوئے۔ مگر بدبخت ازلی شقی لوگ ہمیشہ مخالفت کرتے رہے۔ اور مخالفت اہل بیت نبوت صلعم میں اُجرتی مولوی پکڑ کر میرے مقابل کھڑا کرتے رہے۔ آج تک چار مولوی صاحبان جھنگ میدان مناظرہ میں اُتر چکے ہیں۔ مگر ہر ایک چار شانوں چت گر کر ثم ولیتم مدبرین میں جا شامل ہوئے۔ اب ایک اور دیہاتی ملاں صاحب۔ جو پکی روٹی۔ کنز قدوری وصرف میر تک شائد جانتے ہیں سپاہیوں سوار دَ میں داخل ہو کر سوٹے۔ تازیانے۔ ڈنڈے اور چھڑیاں ہاتھ میں لے نرہ لیان وتحبان۔ حیدر کرار غیر فرار کے سامنے ہوئے ہیں۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ذوالفقار رہتے جس نے

ہزاروں کفار و اشرار کو فی النار کیا ہے۔ بیچارے سدھانوی دیہاتی ملاں سوڈا واٹر
کی طرح کہاں تک جوش کھائیںگے۔ ہماری ایک ہی وار سے فرار ہو کر بیٹھ جائیں گے
اس ملاں صاحب نے مرزائیوں اور اہل حدیث سے مدد لے کر تین سال کی محنت
و مشقت کے بعد ایک کتاب اسواط الصداقتہ جس کو اسواط الحماقتہ کہنا بجا ہے۔
شائع کی ہے۔ اور اپنی زعم میں اس کو لاجواب کتاب تصور کیا ہے۔ مگر غور سے دیکھنے
پر اس کتاب کی حقیقت و قلعی کھل جاتی ہے۔ ۲۔ اس میں وہی مضامین۔ وہی جوابات
ہیں۔ جن کا سینکڑوں دفعہ جواب دیا گیا ہے۔ اور انہیں کتب مناظرہ۔ صواعق محرقہ۔ تحفہ
اثنا عشریہ۔ ازالتہ الخفاء وغیرہ۔ کے اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ جن کا جواب دندان شکن
مذہب شیعہ سے کئی بار ہو چکا ہے۔ دیکھو عبقات الانوار تشئید المطاعن۔ استقصاء الافحام
ہدم الجمرات۔ انوار الھدیٰ وغیرہ۔ حالانکہ اداب مناظرہ کی رو سے ملا صاحب کو کتب
مناظرہ سے نقل کرنا و حوالہ دینا واجب نہ تھا۔ (۳) ہمیشہ قاعدہ مناظرہ چلا آتا ہے۔
کہ اپنے مخالف کو اسکے مسلمات سے ساکت کیا جاتا ہے۔ جب ہم فخر الدین رازی۔
ابن جوزی۔ ابن تیمیہ۔ امام اعظم صاحب کوفی کو نہیں مانتے۔ تو ان کے اقوال پیش
کرنا اپنے اوپر جہالت و ناواقفیت مذہب کا الزام لگانا ہے۔ اگر ہم بخاری و مسلم۔
وغیرہ کو مانتے۔ تو شیعہ نہ ہوتے۔ پھر اقوال و روایات کا سلسلہ غیر متناہی ہے۔ سب سے
بہتر تو یہی طریقہ ہے۔ کہ آیات و بینات و احادیث صحیحہ سرور کائنات صلعم مسلمہ فریقین
سے بحث کی جائے۔ (۴) اس کتاب میں ملاں صاحب نے اپنے پیشوا امیر معاویہ کی
تقلید کر کے سب و شتم و گالی گلوچ کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اپنی ذاتی شرافت و لیاقت
کا اظہار کیا ہے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ سنی مولوی صاحبان کو سوائے فحش کلامی کے اور
کچھ لکھنا نہیں آتا۔ قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی
ھی احسن (النحل) پر عمل نہیں کرتے۔ (۵) عجب معاملہ ہے کہ ملاں صاحب نے جن
مورخین۔ محدثین۔ مفسرین اہل سنت والجماعت کو غیر معتبر۔ مشتبہ۔ مجہول۔ ضعیف
اور غیر ثقہ قرار دیا ہے۔ (صفحہ ۲ سے ۵) پھر تمام کتاب میں انہیں کے اقوال و روایات
کو پیش کر کے اپنا دعوے ثابت کیا ہے۔ اور کل مذہب اہل سنت کا تختہ اکھیڑ دیا ہے۔
ثعلبی۔ واحدی۔ بغوی۔ ابن جریر۔ ابی حاتم۔ بیہقی۔ طبرانی۔ ابو نعیم۔ ابن عساکر۔ دیلمی

پر جرح کر کے اُن کو جھوٹا قرار دے کر اپنی غیر معتبر گواہوں سے مقدمہ فتح کرنا چاہا ہے۔ معزز ناظرین ملاں صاحب کی لیاقت اور عقل کی داد دینگے۔ (۶) عجیب ماجرا ہے کہ کتب تفاسیر کو احادیث موضوعہ سے بھری ہوئی مان کر پھر کتاب میں جا بجا تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فخرالدین رازی۔ تفسیر حسینی۔ تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر مظہری وغیرہ سے استدلال کیا ہے فرمائیے ملاں صاحب کہاں تک حق پر ہیں۔ اور کتاب میں بغیر صفحہ وسطر و مطبع لکھنے کے جا بجا حوالے دیئے ہیں۔ یہ ملاں صاحب کی علم مناظرہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

(۷) جس اصول کو مُلاّں صاحب نے دیباچہ کتاب میں مقرر فرمایا۔ اس کو وہ آگے چل کر متن کتاب میں پورا نہ کر سکے ؎ دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت کا معاملہ کر بیٹھے۔ قرآن شریف وصحاح ستہ سے بہت کم تحریر فرمایا ہے ضعیف و مردود اقوال پر زور دیا ہے۔ اور تاریخ الخلفاء وغیرہ سے بغیر اسناد و عربی عبارت کے احادیث نقل کئے ہیں

(۸) حنفی المذہب کے کتب معتبرہ کو چھوڑ کر مُلاّں صاحب نے اہل حدیث کی جا کر پناہ لی ہے۔ اور اپنی مسلمات کو جواب دے کر ابن تیمیہ اور ابن جوزی کے اقوال پیش کئے ہیں۔ حالانکہ یہ ہر دو عالم مجروح و متروک ہو چکے ہیں۔ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی سُنّی کو جامع تشیع قرار دیا ہے۔ یہ اُن کی تعصب و حسد کا نتیجہ ہے۔

(۹) مُلاّں صاحب نے آیات بینات و احادیث سرور کائنات صلعم کو جو اہل بیت کرام علیہم السلام کے شان و مناقب و فضائل میں وارد ہیں۔ اور جن کو تمام متقدمین مفسرین و محدثین قبول کر چکے ہیں۔ صرف وہابیوں کے ایماء سے اور ابن تیمیہ جیسے متعصب شخص کے اقوال سے موضوع و مطعون قرار دیا ہے۔ اور تمام اپنے مذہب حنفی کو دھبا لگایا ہے۔ جو شخص ایک ظاہر و بیّن بات سے انکار کر بیٹھے۔ اور اپنے مسلمات کو جھٹلائے تو معزز ناظرین فرمائیں۔ کہ اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔

(۱۰) ملاں صاحب نے کسی آیت شریف و حدیث صحیح سے یہ ثابت نہیں کر دکھایا۔ کہ حضرات اصحاب ثلثہ منصوص من اللہ ہیں۔ اور نہ ہی اجماعی اقوال سے ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ ان کی افضلیت پر اجماع قطعی ہے۔ یا کہ ظنی حالانکہ اجماع نص قرآنی کے بالمقابل بالکل باطل ہے۔ پس اس کتاب کو دیکھکر میرا مصمم ارادہ تھا۔ کہ میں ہر کس و ناکس خاصکر گاؤں کے مُلاّ سے مناظرہ نہ کروں۔ بے فائدہ تضیع اوقات ہے۔ (مصنف مزاق ناظرین)

خود مُلّا صاحب کے متعارض کلام اور غلط و موضوع روایات کو دیکھ کر نتیجہ اخذ کر لیں گی۔ لیکن اپنے معزز ین احباب برادران مومنین کے اصرار و ارشاد پر قلم اٹھائی گئی۔ الامر فوق الادب پر عمل کر کے ایک ہفتہ کے اندر باوجود عدم فرصت کے مسودہ تیار کر لیا۔

(۱۱)۔ ہمارا شروع ہی سے جوابی و دفاعی پہلو رہا ہے کسی مذہب کی تردید میں پہلے قلم نہیں اُٹھائی گئی۔ مسلمانوں میں نفاق و مذہبی مباحثہ کو بہت بُرا خیال کرتے ہیں۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اہل بیت رسالت صلعم کی شان میں ہزاروں بے ادبیاں کھلم کھلا ہو رہی ہیں۔ اور ہم خاموشی کے ساتھ سُنتے جاتے ہیں۔ مذہب حقہ کی توہین و تذلیل کی جاتی ہے۔ ہماری غیرت کام نہیں کرتی۔ ہر ایک مذہب کے متعدد رسالے۔ پمفلٹ شائع ہو رہی ہیں۔ یہ شیعوں کی دل آزاری سے کوئی خالی نہیں۔ گفتگو ہے۔ آریوں۔ عیسائیوں۔ قادیانیوں سے تو چوٹ ہے شیعوں پر۔ وہابیوں اور قادیانیوں کا کیا پوچھنا۔ وہ تو شیعہ مذہب حقہ کی دل شکنی کے ٹھیکہ اُٹھائے بیٹھے ہیں۔ جھنگ مگھیانہ سے سالہا سال سے شیعہ مذہب کی تردید میں رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ مگر شیعوں کے حلم و بردباری نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ جب ہم کو میدان میں بلایا گیا۔ فتح الرحمانی میں چیلنج دی گئی۔ تب ہم نے طوعاً و کرہاً حمایت رسادات میں قلم اُٹھائی۔ اور برٹش گورنمنٹ کی آزادی سے جائز فائدہ اُٹھا کر سنیوں اور قادیانیوں کو جواب دینا شروع کر دیا۔ اپنا فرض ادا کر دیا جب خداوند کریم نے ہم کو دولت۔ عزت۔ علمی لیاقت دے رکھی ہے۔ تو اسکو حمایت اہل بیت رسالت میں کیوں نہ صرف کریں۔ اور حق بات کو کیوں چھپائیں۔ تبلیغ مذہب امامیہ میں اگر مال و زر و جان کو فدا کریں۔ تو بھی بہت کم ہے۔ خداوند کریم کا بیشمار شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ جس نے ہمارے سر پر عادل و مہربان گورنمنٹ انگلشیہ کو مسلط کیا ہے۔ جس کے زیر سایہ ہم مذہب حقہ کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور مخالفین کو زبان کے مقابل زبان۔ قلم کے مقابلہ میں قلم کتاب کے مقابل کتاب پیش کر رہے ہیں۔ نہ بنی امیہ کی تلوار سر پر ہے۔ اور نہ بنی عباس کے مظالم۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اشاعت مذہب حقہ میں متانت و سنجیدگی سے حصہ نہ لیں۔ جو ہمارا عین فرض ہے۔

اب ابن تیمیہ۔ ابن جوزی۔ علامہ ابن ابی الحدید کے حالات وغیرہ لکھ کر اس کتاب کا جواب اسیاف الامامتہ علے اسواط الصداقتہ کو شروع کرتے ہیں۔ اور

اہل سنت والجماعت کی کتب احادیث و تواریخ معتبرہ سے جواب دیتے ہیں۔ تا کہ ملاں صاحب کی علمی لیاقت طشت از بام ہو۔ صاحبان بصیرت اس کو پڑھ کر ملاں صاحب کی غلط بیانی راہ حق سے روگردانی کو دیکھکر اجماعی فرقہ سے دست بردار ہو کر مذہب امامیہ اثنا عشریہ شیعہ فلاحیہ فرقۂ ناجیہ میں داخل ہو کر نجات ابدی حاصل کریں۔ آمین ثم آمین۔

(اول) حالات ابن تیمیہ کے یہ عالم خاص دشمن جناب امیر علیہ السلام گذرا ہے۔ اور وہابیوں کا علامہ و سردار ہے۔ اس کے مداح و شاگرد بھی اس کو ناقص العقل و زبان دراز بتاتے ہیں۔ کہ اس کا علم اس کے عقل سے زیادہ تھا۔ اور متعصب شخص تھا۔

(۱) احمد بن عبد الحلیم المشہور ابن تیمیہ - ان علم ابن تیمیہ اکبر من عقلہ و علی تشددہ و تجاوزہ عن حدہ فی تقویرہ و تحریرہ۔

(۲) عن الذہبی انا لا نعتقدہ فی جمیع ما قالہ بل انا مخالف لہ فی مسائل اصلیۃ و فرعیۃ۔

(۳) قال ابن حجر نقلا عن رحلۃ الاقشہری و دھی ابن تیمیہ علی ابناء جنسہ و استشعر انہ مجتہد حصار۔ یرد علی صغیر العلماء و کبیرھم۔ قد یمھم و حدیثہم حتی انتہی الی عمر رضی اللہ عنہ۔ فخطاء فی شئی فبلغ ذالک الشیخ ابراھیم رقی فانکر علیہ فذھب الیہ و اعتذر و استغفر و قال فی حق علی رضی اللہ عنہ انہ اخطاء فی سبعۃ عشر شیئاً خالف فیہا نص الکتاب و کان لتعصبہ مذہب الحنابلہ یقع فی الاشاعرۃ حتی ان لیسب الغزالیؒ فقام علیہ قوم کادوا یقتلونہ انتہی۔

(دیکھو غیث الغمام علی حواشی امام الکلام صفحہ ۶ ۵ - ۷ ۵ مطبوعہ یوسفی لکھنؤ) خلاصہ مطلب -

علامہ ذہبی فرماتے ہیں - کہ ہم ہر قول میں ابن تیمیہ کے معتقد نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے مسائل اصولی و فروعی میں ہم ان کے خلاف ہیں۔ کیونکہ جس قدر علم اس کا وسیع تھا۔ اسی قدر کم عقل تھا۔ رحلۂ اقشہری سے ابن حجر لکھتے ہیں - کہ جب ابن تیمیہ کی جلالت و قدر نے ترقی کی وہ سمجھے کہ اب مجتہد ہو گئے - تو کل علماء دین کی رد کرنا شروع کر دے۔ چاہے وہ چھوٹے درجہ کے عالم ہوں یا بڑے درجہ کے حال کے علماء ہوں یا سابق کے یہاں تک حضرت عمر کی خطاء بھی انہوں نے ثابت کی جس پر شیخ ابراہیم رقی نے بہت

کچھ اعتراض کیا۔ اور انکار کیا۔ تو ابن تیمیہ نے جا کر ان سے معذرت کی اور توبہ کیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ سترہ مسئلہ میں حضرت نے غلطی کی۔ اور نص کتاب کے خلاف کیا۔ ابن تیمیہ حنبلیوں کے بارے میں اس قدر متعصب تھے۔ کہ اکثر اشعریوں پر اعتراض کرتے یہاں تک کہ امام غزالی کو گالی دینا شروع کیا۔ جس پر لوگ امادۂ قتل ہوئے انتہی۔

(۴) ابن حجر درکامنہ میں علامۂ حلی علیہ الرحمۃ کے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ ان کی کتاب منہاج الکرامہ کی رد ابن تیمیہ نے لکھی ہے۔ اس رد میں ابن تیمیہ نے بہت طول دیا ہے۔ اور خوب لکھا ہے۔ مگر بہت سے مقامات پر بہت زیادتی کی ہے۔ کہ احادیث موثوقہ کو رد کر دیا۔ اور موضوع کہا۔ لسان المیزان میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے ابن تیمیہ کی وہ رد دیکھی ہے۔ جو ابن مطہر حلی علیہ الرحمۃ کے جواب میں لکھی گئی۔ اس میں انہوں نے بہت سے مستند و معتمد حدیثوں کو رد کر دیا۔ اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن تیمیہ نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ کہ قبروں کی تعظیم نہ کرنی چاہئے۔ زیارت صرف بغرض ترحم وحصول عبرت جائز ہے۔ بشرطیکہ شد و حال نہ ہو۔ اس مذہب کی ایجاد میں ابن تیمیہ کی یہ حالت ہے۔ کہ جب جواب نہیں بن پڑتا۔ تو کہہ دیتا ہے۔ کہ یہ حدیث جھوٹی ہے یا موضوع ہے۔ کیا خوب کہا گیا ہے۔ علمہ اکبر من عقلہ۔ کہ اس کا علم عقل سے زیادہ ہے۔ (ترجمہ حاشیہ امام الکلام صفحہ ۵۷۔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی)۔

نوٹ:۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ملاں صاحب سدھانوی نے حنفیہ کا لباس پہن کر حنفیوں کو دھوکا دیا ہے۔ کہ اہل حدیث کے امام اعظم ابن تیمیہ و محدث دہلوی کی تقلید و شاگردی اختیار کر کے جابجا احادیث صحیحہ مصدقہ و مسلمہ اہل سنت و الجماعت سے انکار کر دیا ہے۔ اور ان کو موضوع قرار دیا ہے۔

(۵) علامہ عسقلانی ابن تیمیہ کو مجسمہ کہتے ہیں۔ کہ جسمیت خداوند عالم کا قائل تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ابن تیمیہ زندیق تھا۔ کیونکہ وہ اس کا قائل تھا۔ کہ استغاثہ وفریاد آنحضرت صلعم سے نہیں ہو سکتا۔ یا رسول اللہ نہیں کہنا چاہئے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کی تنقیص کرتا ہے۔ اور تعظیم رسول اللہ صلعم سے مانع ہے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے۔ کہ ابن تیمیہ منافق تھا۔ کیونکہ حضرت علی کو خطا پر کہتا تھا۔ اور یہ بھی کہتا تھا کہ معاذ اللہ حضرت علی مخذول تھے۔ اسکا

مقولہ تھا۔ کہ حضرت علیؓ طالب ریاست تھے۔ اور حضرت عثمان مال کو دوست رکھتے تھے۔ (زیادہ دیکھو عقل و تہذیب اہل حدیث)۔

(۶) رسالہ عجالہ المسماۃ بالتعوذ برب الناس من شر الوسواس الخنّاس صـ۱ مطبوعہ نول کشور پریس مولفہ مولوی محمد غازی صاحب سنزیل گوڑگاؤں صفحہ اول۔ اعلان۔

(الف) ابن تیمیہ متولد ۶۶۱ھ متوفی ۷۲۸ھ نے مدینہ طیبہ کی طرف جانا بقصد زیارت قبر نبی صلعم حرام کہا۔ اور اللہ تعالے کو محل حوادث وغیرہ بدعات سیئہ پر جرأت کرنے کے باعث فرمان ذیل مندرجہ فقہ اکبر کا مصداق بنا وصفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہما او شك فہو کافر باللہ تعالے ۵ؐ

(ب) شیخ یوسف بن اسمٰعیل لکھتے ہیں۔ درباره کتب ابن تیمیہ و لکنہن مرصودۃ من بدعۃ و مخالفۃ للامۃ مدرجات فی تلافیقہا فہی تمنع الناس من الاقبال علیہا والانتفاع بہا صفحہ ۹ عجالہ۔

(ج) عجالہ صفحہ ۳ اپر ہے۔ ملا علی قاری حنفی شرح شفاء میں لکھتے ہیں۔ وقد افرط ابن تیمیہ من الحنابلۃ حیث حرم السفر لزیارۃ قبر النبی صلعم۔

(د) صفحہ ۲ پر قصیدہ طویلہ میں ثابت کیا ہے۔ کہ ابن تیمیہ حشویہ فرقہ سے ہے۔ کتب ابن تیمیہ بالحشو مشاہدۃ علیہ فیما حشاءہا من تمذ ھبہ۔

(لا) صفحہ ۳۳ رسالہ عجالہ پر ہے۔ امام سبکی لکھتے ہیں۔ ولکتاب العرش من اقبح کتبہ۔ شیخ ابوحیان پہلے ابن تیمیہ کے معتقد تھے۔ مگر اس کتاب کو ملاحظہ کرکے بعدہ لعنتیں بھیجتے تھے شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی لکھتے ہیں۔ وھذہ العبارۃ التی ذکرہا ابوحیان انہ راہا بخط ابن تیمیہ تدل علی اعتقادہ التجسیم فی جانب اللہ تعالیٰ وتقدس عقائد جلالی کا شارح لکھتا ہے۔ وکان تقی الدین ابن تیمیہ حنبلیا لکنہ تجاوز عن الحدود وحاول ما ینافی عظمۃ الحق تعالیٰ واثبت لہ الجسم ولہ ھفوات۔

آخر امام ذہبی و امام ابن حجر وعز بن جماعہ نے اسکی ہفوات کی تردید کی انتہی ملخصا۔

(۷) اگر ابن حجر کو آپ نہ مانئے۔ اس وجہ سے کہ وہ شافعی تھے۔ اور مجدد ثانی ابن تیمیہ مولوی عبدالحکیم صاحب فرنگی محل لکھنؤ کی حل المعاقد دیکھئے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں صفحہ ۴۸۔

کان تقی الدین ابن تیمیہ حنبلیا لکنہ تجاوز عن الحد وحاول اثبات ما ینافی عظمۃ الحق تعالیٰ و جلالہ فاثبت لہ الجہۃ والجسم ولہ ھفوات اخر کما ان یقول ان امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کان یحب المال وان امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ ما صح ایمانہ فانہ امن فی صباہ

عصاہ وتفوھہ فی حق اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وعلیھم وما لا یتفوہ بہ المومن المحق وقد ورد الاحادیث الصحاح فی مناقبھم فی الصحاح وانعقد مجلس فی قلعۃ جبل وحضر العلماء الاعلام والفقہاء العظام ورئیسھم کان قاضی القضاۃ زین الدین المالکی وحضر ابن تیمیہ فبعد القیل والقال بہت ابن تیمیہ وحکم قاضی القضاۃ بحبسہ وکان ذلک سنۃ سبع مائۃ وخمس من الھجرۃ ثم نودی بدمشق وغیرہ من کان علی عقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ ودمہ کذا فی مرأۃ الجنان للامام ابی محمد عبد اللہ الیافعی ثم تاب وتخلص من السجن سنۃ سبع مائۃ وسبع من الھجرۃ وقال انی اشعری ثم نکث عھدہ واظھر مکنونہ ومعونہ فحبس حبسا شدیدا مرۃ ثانیۃ ثم تاب وتخلص من السجن واقام فی الشام ولہ ھنالک وقائع کتبت فی کتب التواریخ ورد اقاویلہ وبین احوالہ الشیخ ابن حجر فی المجلد الاول من الدرر الکامنۃ والذھبی فی تاریخہ وغیرھما من المحققین۔

یعنی ابن تیمیہ حنبلی تھا۔ مگر حد سے بہت بڑھ گیا۔ خدا کے لئے جسم وجہت ثابت کرتا اور اس کے بہت سے ہفوات ہیں کہ کہتا ہے حضرت عثمان محب مال تھے۔ اور جناب امیرؑ کا ایمان صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ کمسنی میں ایمان لائے تھے اور بچپنے کا ایمان معتبر نہیں اسی طرح حق اہلبیت رسول میں ایسے ایسے کلمات اوسنے کہے کہ کوئی مومن محق اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ احادیث صحیحہ کس قدر ان حضرات کے فضائل ومناقب میں وارد ہیں۔ قلعہ جبل میں ایک مجلس اسکے لئے منعقد ہوئی۔ کہ اس کے عقائد کی تحقیقات کی جائے۔ قاضی القضاۃ زین الدین مالکی سے اُن سے مناظرہ ہوا جس میں ابن تیمیہ آخر مبہوت ہوکر رہ گیا۔ اور قاضی نے اس کے قید کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۷۰۵ہجری کا ہے۔ اور تمامی شہر دمشق میں منادی کرائی گئی۔ کہ جو شخص ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوگا۔ اس کی جان اور مال حلال ہے ۷۰۷ھ میں اس نے توبہ کیا۔ پھر اس نے نکث عہد کیا۔ اور اپنے دلی عقائد کو ظاہر کیا جس سے پھر وہ قید کیا گیا۔ اور دوبارہ توبہ کیا۔ اور ملک شام میں آکر اس ... نے قیام کیا۔ اس کے احوال اور رد کو ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ میں اور ذہبی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

(۸) فی المینۃ مسک علی تحفیۃ الحلیۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ لعلامہ عبد الحی ص۲۲ من المحدثین من لہ افراط ومبالغۃ فی الحکم بوضع الاحادیث وبابطالھا وبضعفھا منھم ابن الجوزی وابن تیمیہ الحنبلی والجوزقانی والصغانی وغیرھم۔ قال السخاوی فی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث بما ادرج

ابن الجوزی فی الموضوعات الحسن و الصحیح مما ھو فی احد الصحیحین فضلاً عن غیرھما۔ حاشیہ المصنوع فی احادیث الموضوع لعلی القاری صـ۲۶ـ لاھور پریس)

پس ابن تیمیہ جو مجسمہ زندیق۔ منافق اور بے عقل عالم تھا۔ اسکی سند اہل سنت اور شیعہ کے نزدیک معتبر نہیں۔ یہ حالات محدث حویلوی غور سے پڑھیں۔ جن کے ایماء سے ملاں صاحب سدھانوی نے ابن تیمیہ استاد پکڑا ہے ۔

دوم ابن جوزی کی تمام علماء حنفی المذہب کا اتفاق ہے کہ یہ عالم صحیح اور حسن احادیث کو بھی موضوع قرار دیتا تھا۔ اور حضرت غوث صمدانی قطب ربانی سید عبد القادر گیلانی قدس سرہ العزیز کو برا کہتا تھا۔ تلبیس ابلیس انکے حق میں لکھی ہے۔ ان کی کرامت و ولایت کا منکر تھا امید ہے کہ ملاں سدھانوی کے چکمے میں آ کر دشمن پیران پیر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو گیلانی سادات اپنا پیشوا اور عالم نہیں مانینگے اور انکے اقوال کو سند نہ پکڑیں گے ۔

(۱) علامہ سیوطی اپنی کتاب تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی کے صفحہ اول مطبوعہ محمدی پریس لاہور پر فرماتے ہیں۔ فان کتاب الموضوعات جمع الامام ابی الفرج ابن الجوزی قد نبہ الحفاظ قدیماً وحدیثاً علی ان فیہ تساھلا کثیرا۔ واحادیث لیست بموضوعۃ بل ھی من وادی الضعیف وفیہ احادیث حسان واخری صحاح بل وفیہ حدیث من صحیح مسلم نبہ علیہ الحافظ ابو الفضل بن حجر ووجدت فیہ حدیثاً من صحیح البخاری من روایۃ حماد بن شاکر انتھی ۔

(۲) ابن جوزی نے محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ کو حوالہ جہمیہ میں شامل کیا دیکھو فتوحات صمدیہ مولفہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ۔ (۳) قال السیوطی فی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مطبوعہ مصر صـ۱۰۱ـ۔ قد اکثر جامع الموضوعات فی نحو مجلدین اعنی ابا الفرج ابن الجوزی فذکر فی کتابہ کثیراً مما لا دلیل علی وضعہ بل ھو ضعیف بل وفیہ الحسن بل والصحیح واغرب من ذالک ان فیھا حدیثاً من صحیح مسلم کما سا بنیہ۔

(۴) صفحہ ۱۰۱ پر کتاب شیخ ابن حجر عسقلانی جو استاد ابن جوزی کے رد میں احادیث مسند احمد کی تائید و تشیید میں بنائی ہے القول المسدد فی الذب عن المسند الاحمد اس کا نام رکھا ہے اسکا ذکر کر کے علامہ سیوطی لکھتا ہے و ذیلت ھذا الکتاب بذیل فی الاحادیث التی القیت فی الموضوعات من المسند وھی اربعۃ عشر مع الکلام علیھا الخ پھر بیان کیا کہ یہ القول الحسن فی الذب۔

عن السنن تصنیف کیا جس میں ترمذی۔ ابوداؤد نسائی۔ ابن ماجہ۔ صحیح بخاری وغیرہ کی احادیث کو جو ابن جوزی نے موضوعات میں درج کی تھیں۔ ان کا بیان کیا۔ (۵) قال المولوی عبدالحی لکھنوی فی تحفۃ الطلبہ صفحہ ۳۴ فی المنتہہ لـــہ۔ بعد بیان متشددین کے ابن جوزی و ابن تیمیہ وغیرہ کا حال لکھکر فرمایا۔ وحکم اقوال ہذہ الطائفۃ المشددۃ المتساہلۃ ان لا یبادر الی قبولہا ولا یقطع بصحتہا الخ پس ابن جوزی کو خود حنفی المذہب نے متشدد و متساہل مانا ہے۔ جو صحیح حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیتا ہے۔ تو ہمارے واسطے کیا حجت ہو سکتی ہے۔ پہلے ابن تیمیہ اور ابن جوزی کو ثقہ ثابت کرو۔ بعد ان کی روایات و اقوال کو حجت پکڑو۔

سوم علامہ ابن الحدید معتزلی اہل سنت والجماعت کے فرقہ معتزلہ میں سے ایک بڑا بھاری جید عالم گذرا ہے۔ جو با ترتیب خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ کا قائل تھا۔ اور تمام عقائد اہل سنت میں متفق تھا۔ سوائے دیدار و رؤیت حق تعالے کے۔ چونکہ وہ محب خاندان رسالت صلعم تھا۔ اور نہج البلاغت کی شرح بیس جلدوں میں لکھی ہے۔ یہ سنیوں کا قاعدہ چلا آیا ہے۔ کہ جو اولاد رسول مقبول صلعم کے ساتھ محبت رکھے۔ اور ان کی عزت و توقیر کرے۔ ان کی اطاعت و تابعداری کرے۔ اور ان کی مدح و توصیف کرے۔ اور بعد النبی صلعم اُن کو افضل سمجھے۔ اس کو رافضی کہتے رہتے ہیں۔ امام شافعی صاحب کو صرف مدح اہل بیت النبی صلعم کی خاطر رافضی کا خطاب ملا۔ ۵ جیسے امام شافعی نے فرمایا ۶ ان کان حب آل محمد رفض فلیشہد الثقلان انی رافض۔ اگر محبت اولاد سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کے باعث انسان رافضی ہو جاتا ہے۔ تو دونوں جہان گواہ ہیں کہ میں رافضی ہوں۔ (وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۳۔ صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۳۱)

۵ قول شافعی رح

(۲) علی حبہ جنۃ قسیم النار والجنۃ وصی المصطفٰی حقاً۔ امام الانس والجنۃ

(۲) قول امام شافعی رح۔ از صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۳۱)

قالوا ترفضت قلت کلا ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک خیر امام وخیر ہادی
ان کان حب الولی رفضاً فاننی ارفض العباد ی

ترجمہ۔ لوگ مجھے کہتے ہیں۔ کہ تو رافضی ہو گیا۔ میں ان کے جواب میں کہتا ہوں۔ معاذ اللہ میں رافضی نہیں ہوں۔ دین اور اعتقاد میرا رافضیانہ نہیں۔ لیکن سب سے بہتر امام سب سے اچھے

ہادی کی ہیں نے دوستی پکڑی ہے۔ اگر وصی علیؑ کی دوستی کا نام رفض ہے۔ تو تمام لوگوں سے میرا رفض زیادہ ہے۔ (۴) مولوی عبدالرحمٰن صاحب جامی اہل بیت رسالت صلعم کی محبت میں رافضی کہلانا پسند فرماتے ہیں ؎

رفض گر ہست حبّ آلِ نبیؐ ۔۔۔ رفض فرض ہست بر زکی و غبی
آں نہ رفض است محض ایمان ہست ۔۔۔ رسم معروفِ اہل عرفان است
دوستدار رسولؐ و آل او ام ۔۔۔ دشمن خصم بدخصال اوام (وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۹)

(۵) کفانی فضل مولانا علی ۔ وقوع الشک فیہ انہ اللہ ۔ ومات الشافعی ولیس یدری علیٌ ربہٗ ام ربہ اللہ ۔ (دیکھو مناقب مرتضوی کشفی بمبئی صفحہ ۱۰)

پس علامہ ابن الحدید کا بھی یہی قصور ہے۔ کہ وہ محب خاندان رسالت صلعم تھا۔ اس لئے اس کو ملّاں صاحب سدھانوی نے شیعہ قرار دیا۔ اب ہم علامہ صاحب کے توثیق اہل سنت کی کتب سے کرتی ہیں۔ (اول) کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن ابی المعالی الشیبانی الفوطی کتاب مجمع الاداب فی معجم الالقاب میں لکھتے ہیں۔ عزالدین عبدالحمید بن ابی الحسین ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد ابی الحدید المدائنی الحکیم الاصولی وکان من اعیان العلماء الافاضل واکابر الصدور الاماثل حکیما فاضلا کاملا عارفا باصول الکلام یذہب المعتزلہ وحذم فی الولایات الدیوانیہ والقدم السلطانیہ الخ (الکلام صفحہ ۲۵) کمال الدین عبدالرزاق لکھتے ہیں۔ عزالدین عبدالحمید بن ابی الحدید مدائنی حکیم اصولی میں مشاہیر علماء افاضل سے تھی۔ اور اکابر صدور اماثل سے حکیم فاضل کاتب کامل اور عارف باصول کلام۔ معتزلی المذہب تھے۔ شاہی دیوان خانوں میں خدمت کئے ہوئے تھے۔

(دوم) فضل بن روزبہاں مولف ابطال الباطل سنی المذہب نے ابن ابی الحدید کو ابن الجوزی کے علم وفضل کے پہلو بہ پہلو ذکر کیا۔ اور ان کی کلام سے سند لائی۔ حالانکہ فضل بن روزبہاں علماء متکلمین سے ہیں۔ جو معتزلہ کے جانی دشمن ہیں مگر ابن ابی الحدید کی تحقیقات ایسی درجہ عالیہ پر فائز ہے۔ کہ فاضل موصوف نے اس سے سند لائی۔

(سوم) علامہ محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر علیہ الرحمۃ نے روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ سے علامہ ابن ابی الحدید کے قول سے استدلال کیا ہے۔ اور بلقب علامہ یاد کیا ہے۔ پس اگر شیعہ اس ابن ابی الحدید کے اقوال یا روایات سے بمقابلہ اہل سنت استدلال کریں۔ تو کسی طرح وہ یہ کہہ کر نہیں ٹال سکتے۔

کہ یہ عالم معتزلی ہے۔ ہم اس کے پابند نہیں۔ کیونکہ جب وہ لوگ خود ان کی روایات و اقوال مثل کرتے ہیں۔ تو ہم ان پر کیوں حجت قائم نہ کریں۔ ایسا ہی جن کتابوں سے علماء اہل سنت دلائل پیش کرینگے۔ ہم کو بھی حق حاصل ہے۔ کہ ہم بھی انہیں کتب سے اپنا ثبوت پیش کریں۔ خاص کر تاریخ روضۃ الصفا۔ تاریخ الخلفاء و ازالۃ الخفا وغیرہ سے جنکو ملاں سدھالوی معتبر شمار کرتا ہے۔

(۵) **بطلان اجماع اہل سنت** (۱) اجماع اہل سنت دلیل حقیت خلافت و امامت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خلیفہ و امام نبانا من جانب اللہ ہے۔ مثل نبوت اختیار پاک پروردگار ہے ماکان لھم الخیرۃ اور کہ مجموعہ ناقص الخلقت ناقص ہوتا ہے۔ ہزار نابینا جمع ہوں۔ تو ایک بنیا نہیں بنا سکتے۔ لاکھوں بے عقل ملکر ایک کامل عقلمند نہیں ہوسکتے۔ اور اجماع کسی امر میں تب مفید ہوسکتا ہے۔ کہ تمام افراد نوع انسان ایک امر پر متفق ہوں۔ اور کوئی فرد خارج نہ ہو۔ چنانچہ اہل سنت حنفی المذہب کی مسلمہ اصول کی کتاب نور الانوار شرح المنار مطبوعہ لکھنو صفحہ ۲۲۱ میں ہے۔ واشترط اجماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر لان لفظ الامۃ فی قولہ علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ یتینا ول الکل فیحتمل ان یکون الصواب مع المخالف (کذا قال النووی فی شرح المسلم جلد دوم صفحہ ۷۰ وقال وھذا ھو الصحیح المشہور۔

یا کم از کم تمام اہل اسلام جمع ہوں۔ یا کم از کم ایک ملک یا ایک شہر کے جملہ اہل اسلام متفق القول ہوں۔ مگر بے جا محبت خلیفہ اول میں سنیوں نے اس اصول کو اڑادیا۔ کیونکہ خلافت بقول حضرت عمر فلتۃً واقع ہوئی۔ اور حضرت عثمان پر شوری ہوا پس عبدالرحمن بن عوف نے ان کی رعائت کرکے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بنی امیہ نے قبول کرلیا۔ دیکھو شرح مواقف طبع نول کشور صفحہ ۷۳۴ عقل سلیم اس کو تسلیم نہیں کرسکتی۔ کہ صرف حضرت عمرؓ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی طرفداری سے خلیفے مقرر ہوں۔ اور تمام بنی ہاشم و جلیل القدر صحابہ مخالف ہوں۔ حالانکہ ایک سیدنا علی مرتضے جو افضل البشر بعد خیر البشر صلعم تھے۔ انکا انکار اجماع کو باطل کرتا ہے۔ چنانچہ محدث ابن حزم جلیل القدر عالم سنی نے محلی میں لکھا ہے۔ سفر خامس سابع در باب مسئلہ قرعہ صفحہ ۲۸۶ لعنۃ اللہ علی کل اجماع خرج منہ علی ابن ابی طالب و من بحضرتہ من الصحابت۔ زیادہ دیکھو ثبوت خلافت

(۶) **شیعہ رواۃ و نواصب**:۔ بنی امیہ و بنی عباس کے زمانہ میں نواصب و خوارج دشمنی

وعداوت اہل بیت رسالت پر جوان ہوئے۔ بوڑھے ہوئے۔ اور مر گئے۔ سلطنت کے خوف سے محققین بھی خوف کرتے تھے محبت واظہار فضائل و مناقب اہل بیت نبوت نہیں کر سکتے تھے۔ امام شافعی کو رافضی کہا گیا۔ امام نسائی کو مار مار کر نیم جان کر دیا گیا حضرت جبیر رضی اللہ عنہ وحضرت قنبر غلام مولا مرتضےٰ علی علیہ السلام حجاج بن یوسف کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جو زمانہ کے رفتار و آزادی سے حق بھی ظاہر ہوتا گیا۔ اور لوگ حق و باطل میں تمیز کرنے لگے۔ گو اب بھی ہوا میان و محبان یزید و معاویہ اظہار حق کیواسطے محبان و موالیان اولاد رسول مقبول صلعم سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور حق کو چھپانا چاہتے ہیں مگر وہ کب تک زور لگائینگے۔ برٹش گورنمنٹ کی آزادی میں سچائی اپنا کام کر کے رہے گی۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ شافعی نے کہا کہ اہل بیت کی فضیلت اور مناقب کو میں نے چھپایا تاکہ بدگو لوگوں کی زبان سے بچا رہوں۔ (براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۲۴۵) صرف لفظ شیعہ یا رافضی کے ڈر سے ائمہ مجتہدین فضائل کو چھپاتے تھے۔ پس کس طرح اُن روات کی احادیث کو محدثین صحیح اور مقبول بناتے جن پر شبہ حب آل نبی صلعم تھا۔ اہل سنت کے تعصب کو دیکھیے۔ کہ سلام و درود جو خاصہ رسول مقبول صلعم اور اس کی اولاد کیواسطے ہے۔ جو نماز پنجگانہ بغیر درود و سلام کے مقبول و جائز ہی نہیں ہوتی اور تفسیر کبیر جلد سادس صفحہ ۲۹۷ پر ہے۔ (المسئلۃ الثانیۃ) هذا دلیل علی مذهب الشافعی لان الامر للوجوب فتجب الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام ولا تجب فی غیر التشهد فتجب فی التشهد (المسئلۃ الثالثۃ) سئل النبی علیہ السلام کیف نصلی علیك یا رسول اللہ صلعم فقال قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید

اور نواب صدیق حسن خاں صاحب عون الباری فی حل ادلۃ البخاری علی هامش نیل الاوطار مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں۔ کہ سلام و درود آل نبی پر فرض ہے۔ اور امتثال امر الٰہی پورا نہیں ہوتا۔ اگر صرف سیدنا محمد پر صلواۃ پڑھا جائے۔ اور آل رسول صلعم پر نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ تعلیم رسول مقبول میں جناب رسول خدا صلعم نے آل کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے۔ اس میں عوام الناس کو آل نکال کر داخل کرتے ہیں۔ اور سنیوں کے کتب صحاح ستہ یا اور تصانیف کو غور سے دیکھو۔ اس میں جناب سرور عالم صلعم کے اسم گرامی کے بعد صرف صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوگا۔ آلہ ہرگز نہ ہوگا۔ اور ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۴ پر قول علی علیہ السلام من شعائر اهل البدعۃ۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۴۔ قیومی پریس کانپور فرماتے ہیں۔ ان فی الانجاز عن ابی حنیفۃ و لا تصلی علی غیر الانبیاء

والملائکة ومن صلی علی غیرهما لا علی وجهة التبعیة فهو غال من الشیعة التی منهما الروافض ومفهوم ان حکم السلام لیس کذلك ولعل وجهه ان السلام تحیة اهل الاسلام ولا فرق بین السلام علیه وعلیه السلام الا ان قول علی علیه السلام من شعائر اهل البدعة ولا یستحسن فی مقام المرام انتهی۔ کیوں حضرات یہ تو حضرت امام اعظم ابی حنیفہ صاحب کوفی کی فقہ اکبر کی شرح ہے جس کا شارح متعصب علی علیہ السلام کہنا بدعت جانتا ہے۔ اور طریقہ شیعہ مانتا ہے۔ پس علماء حنفی کو تو یہ گوارا بھی نہیں۔ کہ معمولی سلام کا لفظ بھی جناب امیر علیہ السلام کے نام کے ساتھ لگایا جائے۔ جبکہ خداوند کریم جہال کو بھی سلام سے خطاب کرتا ہے واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما اس فتوے سے ملاں سدھانوی بدعتی ہے۔ کیونکہ کتاب میں علیہ السلام لکھتا ہے۔ کیا یہ علامت بغض وعداوت علی المرتضیٰ ہے یا نہیں۔ اسی کا نام نفاق ہے پس سنیوں کا صرف زبانی دعوے ہے۔ کہ وہ محبان اولاد رسول مقبول ہیں۔ مگر واللہ کہ وہ اکثر انہیں سے بنی امیہ کے ٹھیکہ دار ودشمنان اولاد رسول ہیں پس اسی بناء پر ملاں سدھانوی اور اس کے معاونین موالیان اہل بیت کرام کو رافضی وشیعہ کہہ دیتے ہیں۔

چنانچہ عبدالرزاق۔ حاکم اور ابن ابی الحدید کو شیعہ کا خطاب دے دیا۔

(ز) عبدالرزاق بن ہمام۔ ثقہ۔ حافظہ۔ مصنف۔ شہیر۔ (تقریب التہذیب صفحہ ۲۴۴) میزان الاعتدال صفحہ ۱۲۶۔ وبستان المحدثین مولفہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے صفحہ ۴۷ میں ہے۔ عبدالرزاق صاحب مصنف در حفظ حدیث مشہور وممتاز است۔ امام احمد حنبل واسحق بن راھویہ۔ ویحییٰ بن معین ازوی استفادہ حدیث کردہ اند۔ وروائت او در صحاح ستہ واقع ہست۔

(ح) حاکم۔ صاحب مستدرک۔ ابوالشیخ وطبرانی ودیگر محدثین عمدہ شاگرد او اند (بستان صفحہ ۴۰)

چونکہ محدث عبدالرزاقؒ ومحدث حاکمؒ کو نسبتاً محبت اہل بیت زیادہ تھی۔ اس لئے انکو شیعہ کہنے لگے۔

دوسری بحث اصول حدیث انتخاب از معیار صداقت مقدمہ ثبوت خلافت جدید

(۱) بنی امیہ وبنی عباس کا زمانہ اہل بیت رسالت علیہم السلام کیواسطے بہت ہی سخت گذرا ہے۔ ان پر تمام قسم کے مظالم ومصائب ٹوٹ پڑے۔ ان پر علانیہ طور ممبروں پر سب وشتم کیا گیا۔ قتل کئے گئے جلا وطن ہوئے۔ زندہ دیواروں میں چن دیئے گئے۔ ان کی مناقب وفضائل کو ملیا میٹ کیا گیا جس نے اہل بیت نبوت کی مدح وتوصیف کی۔ اس کی زبان کاٹ دی گئی۔ بنی امیہ وبنی عباس کو دنیا طلبی نے حق سے کوسوں دور کر رکھا تھا۔ وہ سادات کرام وآئمہ عظام علیہم السلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی خاطر

سر توڑ کوششیں کرتے تھے۔ تلوار ان کے ہاتھ میں تھی۔ خزانوں کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ تلوار کے ڈر اور دنیا کی لالچ سے تمام مشائخ و علماء اسلام بادشاہوں کے رنگ پر رنگے ہوئے تھے۔ اُن کا اثر رعایا پر اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ معاویہ نے بدھ کے روز جمعہ کی نماز پڑھا دی۔ اور لوگوں نے پڑھ لی۔ داماد رسول ابن عم رسول فرزندان رسول و بتول صلعم کو کھلم کھلا گالیاں دی جاتی تھیں۔ اور کوئی زبان تک نہ ہلا سکتا تھا۔ منصور عباسی نے اپنی استحکام حکومت کی غرض سے اجماع کو نص ربانی کا حکم دیا۔ اور ایسے بادشاہ کو جو لوگوں کے اجماع سے بنایا گیا ہو۔ خلیفہ منصوص من اللہ منوا دیا۔ تمام مجتہدین و محدثین نے بادشاہوں کی رنگت اختیار کر لی۔ اور ان کی مرضی و منشاء کے موافق مسائل بنائے گئے۔ اور تمام علماء دین بادشاہت و سلطنت کے ساتھ ساتھ وابستہ رہے۔ اور شاہی مذہب اہل سنت والجماعت کہلایا۔ اور ہمیشہ وہ سلطنت کے زیر سایہ پھلتا پھولتا رہا۔ اگر مذہب شیعہ کی طرح ایک زمانہ بھی اس پر تعدی و ظلم کا آجاتا۔ تو اسکی بیخ و بنیاد اکھڑ جاتی۔ (۲) ابن مبارک کہتے ہیں۔ کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا۔ تو اسکا دل مہدی کی ایک کنیزک پر آ گیا۔ اور اسکو طلب کیا۔ لیکن اسنے یہ کہکر انکار کر دیا کہ میں تمہارے والد کی ہم خوابہ رہ چکی ہوں۔ اس لئے تم مجھ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن ہارون الرشید دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ اسنے فوراً قاضی ابو یوسف (شاگرد امام اعظم صاحب کوفی) کو بلایا۔ اور اسنے چارہ کار پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ امیر المومنین یہ فرض کر لیںا ہے کہ تمام کنیزکیں سچ بولا کرتی ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ جھوٹ بولتی ہو۔ اسکو آپ سچا نہ جانئے۔ اور کام دل حاصل کیجئے۔

(ب) عبداللہ بن یوسف کہتے ہیں۔ کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ میں نے ایک کنیزک خریدی ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ کہ اس سے قبل از استبراء صحبت کروں۔ اگر کوئی حیلہ ہو۔ تو بتلائیے۔ قاضی ابو یوسف نے کہا کہ اس کو اپنی کسی بیٹے کو ہبہ کر دیجئے۔ اور پھر اس سے نکاح کر لیجئے۔ اسحٰق بن راہویہ کہتے ہیں۔ کہ ہارون الرشید نے رات کو قاضی ابو یوسف سے ملا کر کوئی مسئلہ پوچھا۔ اور پھر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابو یوسف نے فرمایا۔ کہ یہ درہم مجھے صبح سے پہلے مل جانے چاہئیں۔ چنانچہ امیر المومنین نے حکم دیا۔ کہ فوراً ادا کر دیئے جائیں۔ لیکن ایک شخص نے کہا۔ کہ خزانچی اپنے گھر ہے۔ اور خزانہ کا دروازہ بند ہے۔ قاضی ابو یوسف نے فرمایا۔ کہ دروازے تو اس وقت بھی بند تھے۔ کہ جب میں بلایا گیا تھا۔ یہ سنکر فوراً خزانہ کھلوا دیا۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی۔ ص ۲۹۵ مطبوعہ زمیندار پریس لاہور) غرض ایسے مفتی اور واضعان احادیث اٹھ کھڑے ہوئے۔ لاکھوں موضوعی احادیث فضائل و مناقب صحابہ ثلاثہ و بنی امیہ و بنی عباس میں بنائی گئیں۔ ان کو خلعت و انعام

ملتے رہے۔ لاکھوں مسلمان بغض وعداوت اہل بیت رسالت پر پیدا ہوئے۔ لاکھوں دشمنان اہل بیت ہوکر مر گئے۔ لاکھوں نے فضائل وشانِ سادات کو مٹانا چاہا۔ اور مٹانے کی کوشش کرتے رہے انہیں نواصب وخوارج کی اولاد ہندوستان میں اکثر پائی جاتی ہے۔ جن کی رگ و ریشہ میں خون بنی اُمیہ وبنی عباس سرائت کر گیا ہوا ہے۔ کہ وہ فضائل ومناقب اولاد رسول مقبول صلعم کو بھی سننا پسند نہیں کرتے۔ اور جہاں سادات کرام اہل بیت عظام علیہم السلام کا نام آیا جھٹ عداوت وبغض کی شریاں تڑپ اُٹھی۔ اور بھڑک اُٹھی۔ شقاوت قلبی بڑبڑاتی ہوئی چل دی۔ سینکڑوں نے اس بات پر کمر باندھ لی ہے۔ کہ مناقب و فضائل مرتضوی کے برخلاف رسالے وپمفلٹ شائع کئے جائیں۔ اور ان کے اوصاف کو مٹا یا جائے۔ مقابلہ مباحثہ ومناظرہ میں جہاں فضائل اہل بیت کرام کے آیات بینات و احادیث سرور کائنات صلعم کو پیش کئے جائیں۔ تو جھٹ جرح وقدح کرنے لگ جاتی ہیں۔ اور خود موضوعات کا طومار پیش کرتی ہیں۔ گویا ان کی نزدیک اولاد رسول مقبول صلعم کی کچھ شان ہی نہیں

اصول حدیث } اب ہم حدیث قابل عمل یا قابل سند یا لائق احتجاج کو بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔ تاکہ مخالفین احادیث پیش کردہ پر نا قابل حجت کا اعتراض نہ کرسکیں۔ اہل سنت کے نزدیک حدیث مقبول متواتر مشہور مرفوع اور حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہے۔ مگر اتفاق نہ متواتر پر ہے نہ باقی اقسام پر اگر کسی فرد اہل سنت کی یہ خواہش ہو کہ جو حدیث بالاتفاق متواتر یا مشہور یا صحیح وغیرہ پیش ہو۔ وہ قابل حجت سمجھی جاوے گی۔ تو ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ کوئی نہیں۔ پھر تو مذہب اہل سنت تمام جھوٹھ معلوم ہوتا ہے۔ نہ صحیحین پر اجماع ہے۔ نہ دیگر کتب پر نہ کسی حدیث کی صحت پر اور اگر یہ منشاء ومطلب ہو کہ وہ حدیث مسلمہ ہوگی۔ جو کسی کتاب صحیحہ سے منقول ہو۔ خواہ بعض نے غیر صحیح بھی کہا ہو۔ یا قوانین مسلمہ اہل سنت سے قابل حجت ہو۔ تو البتہ ہر مسئلہ میں مل سکتی ہیں اہل سنت کا اجماع تواتر وصحت حدیث پر نہیں۔ بعض تو حدیث متواتر کے قائل ہی نہیں مثل ابن حبان وحازمی اور ابن الصلاح کہتے ہیں۔ کہ اگر دعوے کیا جائے۔ کہ حدیث متواتر مل سکتی ہے۔ تو من کذب علی متعمداً الحدیث پر دعوے صحیح نکلے۔ تو عجب، نہیں بعض کہتے ہیں۔ کہ تعدد طرق سے ایک مضمون ایسا ثابت ہو کہ احتمال کذب نہ ہو۔ تو متواتر بالمعنی اکثر مل سکتے ہیں۔ دیکھو شرح نخبتہ الفکر لابن الحجر صفحہ ۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی+ (۲) فان الاحاد لیفید الظن ومجموعها اذا بلغت حد التواتر افید القطع (فتاوی عزیزی صفحہ ۱۰۵) کسی کے نزدیک ایک متواتر ہوتی ہے۔ کسی کے نزدیک نہیں۔ یا کسی زمانہ میں متواتر ہوتی ہے۔ اور کسی زمانہ میں احاد (دیکھو تفسیر اتقان

جلد اوّل صفحہ ۸۲) و شرح مسلم الثبوت بحر العلوم۔ (۳) مشہور حدیث میں اسناد ما فوق الاثنین اور اُمّت کا قبول کر لینا معتبر ہے۔ تو اس میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ کسی نے دو تک اسانید کسی حدیث کے صحیح بیان کئے کسی نے زیادہ اور اُمّت سے کل اُمت مراد ہو تو بہت مشکل ہے اور بہت کم احادیث ایسی ہونگی۔ جو مقبول ساری اُمت کی ہوں۔ اور اگر بعض حصہ اُمّت مراد ہو۔ تو بعض ایک کو قبول کر لیں گے بعض دوسرا کو تو سب کے مقبول نہ ہوگی۔ نہ اتفاق ہوگا۔ (۴) صحیح یا حسن کہنے میں بھی بے حد اختلاف ہے۔ پھر تعارض کے قائم کرنے یا وجوہ ترجیح میں بہت اختلاف ہے۔ لہذا باجماع صحیح یا راج اور قابل قبول کوئی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو شافعی۔ حنفی۔ مالکی۔ قادیانی۔ حنبلی۔ غیر مقلدین کا اختلاف۔ ہر ایک اپنے اعتقاد کے مطابق احادیث کی صحت بیان کرتا ہے۔ اور دوسرا فرقہ اسکو ضعیف یا منسوخ یا مرجوح یا موضوع قرار دیتا ہے۔ یہ کوئی معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک صاحب اجتہاد ایک امر کو فرض اور دوسرا گناہ قرار دیتا ہے۔ ایک حرام کہتا ہے۔ تو دوسرا حلال۔ ایک نماز ہی کو لو۔ اس میں حنفیہ اور شافعیہ کا کسقدر اختلاف ہے۔ بسم اللہ بالجہر۔ آمین بالجہر۔ قراۃ خلف الامام۔ رفع الیدین اور دعاء قنوت پر حنفیوں اور وہابیوں کی کتنی لٹھ بازی چلی۔ اور کس قدر مقدمات ہوئے۔ حالانکہ ہر دو احادیث سے مسائل ثابت کرتے ہیں۔ کسی کے ضعیف یا موضوع کہہ دینے سے حدیث نامقبول نہیں ہوجاتی۔ یا چودھویں صدی کے دیہاتی ملاں یکی روٹی اور کریما پڑھ کر احادیث مسلمہ فریقین پر جرح قدح کرنے لگ جائیں۔ اور مسلمات اہل سنت کو جھٹلائیں۔ تو ان کے چاند پر تھوکنے سے مُنہ خراب ہوجاتا ہے بلکہ اگر کوئی اسکا شاہد یا اور کسی طریق سے مروی نہ ہو۔ یا کسی نے بھی محدثین معتبرین سے اسکو قبول نہ کیا ہو۔ تب نامقبول ہوگی۔ فی الاجوبۃ الفاضلۃ ص۵۲ نقال النسائی لا یترک الرجل حتی یجتمع علی ترکہ الجمیع مذہبہ) کثرت یا قلت افراط۔ (۵) پر حقیقت یا ناجی ہونا موقوف نہیں۔ بلکہ برہان سے حق ثابت ہوگا۔ اور سواد اعظم یا ما انا علیہ سے بھی مراد اہل حق ہیں خواہ ظاہر میں قلیل ہوں مطلق کثرت پر حقیقت موقوف ہوتی۔ تو اکثر انبیاء علیہم السلام کی جماعت ابتداء اور بعض کی انتہاء بھی قلیل ہوتی تھی۔ تو کیا حق مخالفین انبیاء علیہم السلام کی طرف ہوتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے اصحاب بہت تھوڑے تھے سیدنا عیسٰے علیہ السلام کے حواری صرف بارہ تھے۔ کربلا معلےٰ میں کوفی شامی نواصب و خوارج کی تعداد ہزاروں تک تھی۔ اور شہدائے کربلاء معلےٰ کی تعداد صرف بہتر تن تھی۔ کیا حق شامیوں کی طرف تھا ہرگز نہیں۔ پس اہل سنت کا دعوے کہ سواد اعظم وہ ہیں۔ سراسر بے بنیاد۔ باطل اور غلط ہے۔ وقلیل من عبادی الشکور۔ پڑھو۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر مطبوعہ مصر جلد اول نمبر۲ میں لکھتے ہیں۔ وکان اسفیان الثوری یقول اہل السنۃ والجماعۃ ہم من کان علی الحق ولو واحدا۔ کذالک ۱۰)

اذا سئل عن السواد الاعظم من هم وکذالک کان یقول الامام البیہقی۔

(۶) **حدیث صحیحین بالاتفاق راجح نہیں۔** اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو کہا جاتا ہے۔ مگر اجماع مقبول اس پر بھی نہیں عون الباری لحل ادلتہ البخاری جلد اول صفحہ ۱۰ میں ہے۔ کہ امام بخاری نے اپنی کتاب تیار کرکے امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہ کے پیش کیا۔ انہوں نے چار احادیث کو اس سے قبول نہ کیا۔ اور حطہ مولفہ نواب صدیق حسن خاں باب ۴ فصل ۳ میں سیوطی کے دیباچ سے لایا ہے فکم حدیث صحیح علی شرط مسلم ولیس بصحیح علی شرط البخاری وکذ العکس فی نیل الاوطار جلد اوّل صفحہ ۲۱۸ حدیث استخارہ الحدیث مع کونہ فی صحیح البخاری ومع تصحیح الترمذی والی حاتم لہ قد ضعفہ احمد بن حنبل وقال منکر کذا قال ابن عدی ایضًا۔ فی عون الباری جلد اوّل صفحہ ۲۵ قال ابن الھمام الحنفی فی التحریر وفتح القدیر کون ما فی الصحیحین راجحًا علی ما روی برجالھما فی غیرھما او علی ما تحقق فیہ من شرطھما تحکم لا یجوز التقلید فیہ۔ فی تدریب الراوی صفحہ ۲۸۔ قال ابن الصلاح وشرح معہذ انقدام شتمل کتاب مسلم علی احادیث اختلفوا فی متنھا واسنادھا ھدی الساری مقدمہ فتح الباری صحیح بخاری صفحہ ۴۰۴ اور تدریب الراوی کے صفحہ ۲۰۱ پر تفصیل بیان کی ہے۔ کہ بخاری اور مسلم نے روات شیعہ مرجیہ جہمیہ نواصب خوارج۔ قدریہ وغیرہ فلاں فلاں سے روائت کی ہے۔ مگر چودھویں صدی کا دیہاتی ملاں اور اسکے معاونین محدثین اہل تشیع پر طعن کرکے حدیث متروک کرتی ہیں۔ اور ان کو ثقہ نہیں جانتے۔ فی الاجوبتہ الفاضلتہ لعبد الحی صفحہ ۵۶ نعم قد یرجح المخرج فی غیر الصحیحین علی المخرج فی احد الصحیحین بوجوہ آخر توجب الترجیح قال السیوطی فی التدریب مفصلاً وابن حجر فی شرح النخبتہ مفصلاً۔ فی التدریب صفحہ ۲۸۔ ولم یستوعبا الصحیح فی کتابیھما ولا التزماہ ای استیعابہ فقد قال البخاری ما ادخلت فی کتاب الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح مخافتہ الطول۔ وقال مسلم لیس کل شئ عندی صحیح وضعتہ ھھنا۔

مخالفین کو بخاری اور مسلم پر بڑا ناز ہے اسلئے ثابت کیا ہے۔ کہ اس میں کل احادیث بالاجماع مقبول نہیں بلکہ موضوعات سے بھی ہیں ضعیف و نا قابل قبول مرویہ خوارج بھی ہیں۔ اور حدیث صحیحین کو غیر صحیحین کی احادیث سنن اور مسند رکات وغیرہ پر مطلقاً ترجیح نہیں ہے۔ اور احادیث صحاح صحیحین میں محصور نہیں ہیں۔ اگر باقی کتب بیہقی۔ دارقطنی۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ۔ ابونعیم۔ ابن عساکر۔ ذہبی وغیرہ کو غیر معتبر مان کر جواب دے دیا جائے۔ تو تمام مذہب اہل سنت والجماعت کا تختہ الٹ جاتا ہے مشکوٰۃ شریف۔ صواعق محرقہ ازالتہ الخفاء شاہ ولی اللہ۔ تحفہ اثنا عشریہ و دیگر تصانیف علماء اہل سنت کا صفایا ہوجاتا ہے۔ اور مذہب

حنفی و شافعی سب کافور ہو جاتی ہیں۔ کسی مسئلہ کا ثبوت ملنا مشکل و محال ہو جاتا ہے۔

بڑے بول کا سر نیچا۔ دیکھو ملاں سدھانوی اور اسکے معاونین نے کتاب اسواسط کے صفحہ ۲ پر اصول مقرر کیا تھا۔ کہ جو حدیث یا روایت ہمارے سامنے پیش کی جاوے گی۔ تو اگر وہ قرآن شریف کے مطابق ہوگی۔ یا اندری اصول روائیت یا درائت صحیح ہوگی۔ تو ہم اس کو مانینگے۔ مگر آگے چل کر متن کتاب میں جواب دیتے ہوئے تمام تفاسیر۔ کتب احادیث طبقہ اولٰی اور تاریخ الخلفاء۔ ازالۃ الخفاء۔ تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ سے استدلال کیا۔ قرآن شریف کی ایک آئت بھی پیش نہ کر سکے اور نہ کسی حدیث مسلم و بخاری سے اپنا مدعا ثابت کیا۔ بلکہ جن علماء کرام اہل سنت کو جھوٹا۔ مشتبہ۔ ضعیف۔ مجہول قرار دیا تھا۔ انہی کے اقوال و روایات پیش کر کے اپنی کم علمی کا ثبوت دیا۔ اگر ملاں صاحب اور اس کے معاونین علم مناظرہ سے کچھ بھی واقف ہوتے۔ تو اپنا وعدہ نبھاتے۔ اور صرف جرح ہی سے کام نہ لیتے۔ یاد رکھو۔ اہل سنت والجماعت کی کوئی کتاب جرح سے نہیں بچی۔ اور نہ کوئی ان کا مجتہد و عالم طعن سے محفوظ رہا ہے۔ مطلق جرح سے حدیث غیر معتبر نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ دلائل کافی نہ ہوں۔

(۷) جرح ابی حنیفہ رح۔ دیکھو نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ لابن حجر العسقلانی صفحہ ۲۹۳۔ قال الدارقطنی وابن عدی لم یسندہ غیر ابی حنیفۃ وتابعہ الحسن بن عمارۃ وھما ضعیفان داعی فی الحدیث۔ اقول ولذا ضعف کثیر من المحدثین کالنسائی وابن عدی وغیرھما قال الذھبی فی المیزان نعمان بن ثابت بن زوطی الکوفی امام اھل الرای ضعفہ النسائی من جھۃ حفظہ وابن عدی وآخرون حضرت امام اعظم صاحب کو قیاسی اور حافظہ میں ضعیف فرماتے ہیں۔ وقال صاحب المنتظم عن عبداللہ بن علی المدینی قال سالت ابی عن ابی حنیفۃ فضعفہ جداً وقال خمسین حدیثاً اخطاء فیھا۔ وعن ابی حفص عمرو بن علی قال ابوحنیفہ لیس بحافظۃ مضطرب الحدیث ذاھب الحدیث۔ قال ابوبکر بن ابی داؤد جمیع ما روی ابوحنیفۃ الحدیث مائۃ وخمسون اخطاء او قال غلط فی نصفھا انتھی۔ درحقیقت اصول حدیث اہل سنت مثل اصول خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ سب منقوض ہے اور کسی قاعدہ کو کلیتہ یا اکثریہ نہیں کہا جا سکتا۔ کما لا یخفی علی وسیع النظر فی الکتب (زیادہ دیکھو مقدمہ ثمرت فتح الخلافت)

(۸) صحت حدیث اسناد پر موقوف نہیں۔ چونکہ فی زمانہ تصحیح یا تضعیف احادیث مشکل ہے اسلئے ہم معتمدین کی کتب یا انکی تصریح پر عمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آجکل کے مولویوں۔ ملانوں میں وہ علم ذکا، تقوے۔ زہد اور روحانیت نہیں۔ صرف مجادلہ و جھگڑا جانتے ہیں۔ یا کفر کا فتوے لگانا جانتے ہیں۔ جب ان کو علم تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ کلام نہیں۔ تو پھر اسناد پر معلوم نہیں۔ کہ کیوں زور دیتے ہیں۔ اور۔

راویوں کی پڑتال میں لگے ہوئے ہیں۔ حجت الاحادیث میں اکابر اہل سنت نے کشف کو بھی دخل دیا ہے
تدریب الراوی صفحہ ۱۵ پر ہے۔ قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول، وان لم
يكن له اسناد صحيح قال ابن عبد البر في الاستذكار لما حكى عن الترمذي ان البخاري صحح حديث البحر
هو الطهور ماءه واهل الحديث لا يصححون مثل اسناده لكن الحديث عندي صحيح لان العلماء تلقوه بالقبول
یعنی اسناد صحیح پر حدیث موضوع سوار کر لی جاتی ہے۔ فی التدریب صفحہ ۸۴۔ كثيرا ما يكون الحديث ضعيفا
او واهيا والاسناد صحيح مركب عليه كذا قال ابن عساكر (ب) اور احادیث ضعیفہ کثرت طرق سے بھی تقویت پکڑ کر حسن
یا صحیح کے درجہ کو پہنچ کر مقبول ہوتے ہیں۔ دیکھو مقدمہ اشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق دہلوی صفحہ ۵۔ تفسیر
عزیزی قصہ ہاروت۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۷ پر ہے۔ آنچہ بعض گفتہ اند کہ طرق ضعیف بہ ضعف افادہ نمی کنند
قوت ظاہر الفساد است۔ دیکھو تدریب الراوی صفحہ ۵۸ وفی تعقبات السیوطی علی موضوعات ابن الجوزی صفحہ ۷
المتروك والمنكر اذا تعددت طرقه ربما يرتقي الى الحسن كذا في نزهة النظر شرح نخبة الفكر۔
(ج) اور فضائل کے اثبات میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے۔ دیکھو اجوبہ فاضلہ مولوی عبد الحی صفحہ ۴۱
پس انہی قوانین و قواعد مسلمہ اہل سنت پر پابند ہو کر ہم نے کتاب ثبوت خلافت کو مرتب کیا تھا۔ اور آئندہ بھی
اسی کو مد نظر رکھ کر جو احادیث اپنے مقصد و مدعا کے اثبات میں پیش کریں گے۔ یا جو صحیحین کی بالاجتماع
یا بالانفراد ہونگی۔ یا محدثین ملتزمین بالصحۃ یا معتمدین ملتزمین بالتصریح للضعیف والقوی ہونگے۔
یا معتمدین کی کتب سے منقول ہونگے۔ جنکا قبول کرنا بھی حدیث کو قابل حجت بنا دیتا ہے۔ ویسے اہل
سنت کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مسلک چھوڑ کر ضد و تعصب میں آ کر اپنے علماء کی تقلید کو چھوڑ بیٹھیں۔
جیسا کہ عام علماء اہل سنت کا مناظرہ میں رویہ رہا ہے۔ کہ ہمارے مقابل ایک مولوی صاحب نے صحاح ستہ
کو غلط قرار دیا۔ اور فرمایا کہ یہ شافعی مذہب کی کتابیں حنفیوں کیواسطے قابل حجت نہیں۔ محدث پیر کوٹی
نے تمام تواریخ کو جھٹلا دیا۔ اب ملاں سدھانوی کل تفاسیر اور تواریخ اوسط وادنے طبقہ کے آئمہ احادیث
کو جھٹلاتا ہے۔ پھر اپنے حافظہ و نقل کو جواب یکر انہی کی روایات پیش کرتا ہے۔ اور محقق و علامہ نام رکھاتا ہے
بسم اللہ اگر تفاسیر اور تواریخ میں کذب اور افترا ہے۔ تو ذرا قرآن شریف کی تفسیر صحیح کا طریق جو بغیر تفاسیر
موجودہ کے کسی اہل سنت کو معلوم ہو۔ تو فرماویں۔ یا کسی بڑے واقعہ اسلام کا ثبوت دیں۔ یا خلافت
اجماعی کا ثبوت پیش کریں۔ حق تو یہ ہے۔ کہ بغض و عداوت خاندان نبوت نے ان نواصب و خوارج
کو اندھا کر رکھا ہے۔ اور بیجا حمایت اصحاب ثلاثہ میں اگر کوئی آیت قرآنی بھی پیش کرے۔ تو یہ لوگ
اسکو کبھی نہیں مانینگے۔ اور مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہتے جائینگے۔ مگر ہمیں اظہار حق مطلوب ہے۔ واللہ

یھدی من یشاء الی صراط مستقیم مخالفین۔ نے فضائل و مناقب اولاد رسول اکرم صلعم کو مٹانا چاہا۔ اور اب بھی یہ لوگ کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کے اجماع و قیاسی اجتہادی مسائل کا طلسم نہ ٹوٹے۔ حق بات کو چھپاتے رہتے ہیں ٭

(۹) اہل سنت نے حق کو عمداً چھپایا اور مٹایا

ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی صفحہ ۵ ۔ مقصد اول یہ ہے کہ انعقاد خلافت چار طریقے سے واقع ہوتی ہے۔ اول بیعت اہل حل و عقد۔ دوم استخلاف۔ سوم شوریٰ۔ چہارم استیلا۔ لیکن ثبوت خلافت میں ان چار طریقوں کو براہین قاطعہ سے توڑ کر دکھایا گیا ہے۔ جسکا جواب ملاں سدھانوی سے نہ بن سکا۔ اور اسکے معاونین نے اسکو نظر انداز کر دیا ہے۔ چونکہ خلافت یزید پلید میں یہ چار اصول جامع تھے اس واسطے اہل سنت نے اُسکو خلیفہ برحق جانا۔ اور جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام کو معاذ اللہ باغی مقرر کر دیا۔ بعض نے حق پر سمجھ کر یزید پلید کو کافر و ملعون قرار دیا۔ چونکہ شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ایک یہ بھی راز و سر الٰہی تھا۔ کہ اجماعی فرقہ کے چار اصول ٹوٹ جائیں۔ اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے خلیفہ رسول مقبول صلعم وہ ہوتا ہے۔ جو منصوص من جانب اللہ ہو اور لوگ اسکو انتخاب کرکے امام نہ بنا دیں۔ اسلئے عدم بیعت حسینی نے ثابت کر دکھایا۔ کہ یزید ظالم۔ فاسق۔ فاجر۔ تارک الصلوٰۃ۔ زانی۔ شرابی قابل امامت نہیں تھا۔ گو اجماع نے اسکو قبول کیا۔ اور اہل سنت کے اصول غلط ٹھیر گئے۔ جب ان کا طلسم ٹوٹ گیا۔ تو اسکے بعد انہوں نے شہادت حسینی سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ اور مظالم یزید پر پردہ پوشی کی۔ متوکل باللہ نے تو روضہ مقدسہ جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام کو مٹانا چاہا۔ مگر وہ خود مٹ گیا۔ بنی اُمیہ و بنی عباس نے سادات کرام پر بہت ہی ظلم اور ستم کئے۔ تاکہ اولاد رسول مقبول صلعم کا نام و نشان نہ رہے۔ اور اجماعی سلسلہ چلتا رہے۔ مگر حق کو کون مٹا سکتا ہے۔ اور نور الٰہی کو کون بجھا سکتا ہے۔ قولہ تعالےٰ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون مخالفین اہل بیت کرام نے باتباع ہوا و حرص فرمان سید المرسلین صاحب قاب قوسین حدیث ثقلین کی پرواہ نہ کی۔ قرآن شریف کو پس پشت ڈالدیا۔ اور انتظام کیا۔ کہ مذہب اہل بیت کو مٹایا جائے۔ اور اُنکے نشان و فضائل کی احادیث و آیات بینات کو مشکوک کر دیا جائے۔ تاکہ لوگ اولاد رسول صلعم کی پیروی نہ کریں۔ ورنہ اجماعی بادشاہوں کی سلطنت غارت ہو جائے گی۔ اور ان کی تعظیم و تکریم میں فرق آجائیگا۔ بلکہ سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کے نشان و خلفاء و اصحاب ثلاثہ کے منقبت میں احادیث وضع کی جائیں۔ تب جا کر بنیاد اہل سنت قائم رہ سکتی ہے۔ ورنہ نہیں صاحب جامع الاصول سنی لکھ

فرماتے ہیں۔ والبکریہ علی امامۃ ابی بکر لان ھذا وصفتہ الاحاد اولاً ونشوہ ثم کثر الناقلون فی عصرہ وبعد فی الاعصار فلذالک لم یحصل التصدیق ۔ یعنی تم ان روایات کو سچا مت جانو۔ حضرت ابوبکر کی حمایتی لوگوں نے دربارۂ نص امامتِ ابوبکر کی بنائی۔ کیونکہ ان روایات کو احاد نے وضع کیا۔ اولاً پھر اسکو شائع کیا جس سے لوگوں نے ہر زمانہ میں اسکی نقل کی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان روایات کی تصدیق نہیں ہوئی +

علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ میں فرماتے ہیں۔ فلما رات البکریہ ماصنعت الشیعہ وضعت لصاحبہا احادیث فی مقابلۃ ھذہ الاحادیث نحو لوکنت متخذاً خلیلاً فانھم وضعوہ فی مقابلۃ حدیث الاخاء ونحو سد والابواب فانہ کان لعلی فقلبتہ البکریہ الی بکر ونحو آئتونی بدوات وبیاض اکتب لابی بکر کتاباً لا یختلف علیہ اثنان ثم قال یابی اللہ والمسلمون الا ابابکر فانھم وضعوہ فی مقابلۃ الحدیث المروی فی مرضہ ائتونی بدوات وبیاض اکتب لکم کتاباً لا تضلون بعدہ ابداً فاختلفوا عندہ انتھی ۔ یعنی جب فرقہ بکریہ نے دیکھا۔ ان باتوں کو جو شیعوں نے کیں۔ تو بکریہ نے بھی اپنے صاحب کے لئے اسکے مقابلہ میں حدیثیں بنائیں۔ جیسا کہ حدیث لوکنت متخذاً خلیلاً کو اس حدیث کے مقابلہ میں بنایا۔ جو جناب امیر علیہ السلام کو مواخات کے بارہ میں تھی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یا یہ کہ سدوالابواب جو حضرت علیؑ کے واسطے تھی۔ بکریہ نے اسکو حضرت ابوبکر کے لئے بنایا۔ یا اسی طرح حضرت ابوبکر کے لئے آئتونی بدوات و بیاض اس حدیث کے مقابلہ میں بنایا۔ جو آنحضرت صلعم نے زمانۂ مرض میں فرمایا تھا جس پر لوگوں نے مخالفت کی۔ انتھی اور حدیث سید اشباب اھل الجنۃ کے مقابلہ میں کھول الجنۃ اور حدیث نور کے مقابلہ میں دوسری حدیث نور گھڑ لی۔ تاکہ جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت ثابت نہ ہو۔ اور جہاں افضیلت ثابت ہوئی جھٹ اسکو موضوع قرار دیا بعض محققین محبان اہل بیت رسالت نے حق گوئی سے مناقب و فضائل بیان کئے۔ مگر مخالفین مقربین سلاطین جور وظلم نے ان پر رفض و تشیع کا الزام لگا دیا۔ اور کہا کہ فلاں یمیل الی التشیع اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ خوارج نواصب چونکہ سلاطین کے وزرا اور امرا و مقربین سے تھے تو ان کردہ احادیث کی بہت قدر کی جاتی تھی چنانچہ بخاری اور مسلم میں اکثر حصہ خوارج کی احادیث کا ہے۔ کیا اندھیر وظلم ہے جو دشمن آل رسول مقبول صلعم ہو۔ اس کو تو صدوق۔ ثقہ اور مومن کہا جائے۔ اور محبان اولاد نبی اکرم صلعم کو رافضی کہہ کر قتل کیا جائے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ کثرت موضوعات اس سے ظاہر ہے۔ کہ بخاری و مسلم و ابوداود وغیرہ محدثین لکھتے ہیں۔ کہ سات لاکھ احادیث سے احادیث صحاح کو منتخب کیا ہے۔ اور پھر بھی صحیح احادیث کو چھوڑ

دیا گیا ہے۔ نیرنگیٔ زمانہ۔ خوارج و نواصب کے زور شور کے باعث احادیث مذہب اہل بیت صلعم مروج نہ ہو سکیں۔ اور نہ ہی انکو کبھی قرب شاہی ان کو نصیب ہوا۔ ہمیشہ انکے گلے پر تلوار چلتی رہی ساتھ زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ اور زبان جلاد کے حوالہ ہوئے۔ زمانہ نے انکو رافضی کا خطاب دیا۔ اور حقیر کر دیا۔ پس مناظرین ملاں و مولوی صاحبان اہل سنت قالو وجدنا علیہ آباءنا پر عمل کر کے اس پر مجبوراً اڑے رہے۔ اور اپنی مولویت۔ عزت وقار۔ آمدنی۔ شان و شوکت۔ دنیاوی آرائش کی قربانی بمقابلہ اظہار مدیت حق نہ کر سکے۔ اور سوائے چند نیک نصیب اشخاص کے پردۂ شقاوت و تعصب کو دور نہ کر سکے بلکہ عام مسلمانوں کو اس چاہِ ضلالت و گمراہی میں ڈبو ہی رکھا۔ اور ان کو راہِ حق کی طرف نہ آنے دیا۔ چونکہ ان لوگوں کے خون و رگ و ریشہ میں بنی امیہ۔ معاویہ۔ یزید وغیرہ کی حمیت و ہمدردی کوٹ کر بھری تھی اسلئے اہل بیت کرام کے دشمن رہے۔

(ب) دوم) معاویہ خاص دشمن اہل بیت رسول مقبول اور بدعتی تھا۔ (الف) عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثاً قالھن رسول اللہ صلعم فلن اسبہ لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ خصائص نسائی صفحہ ۸) عامر بن سعد بن وقاص سے مروی ہے۔ کہ معاویہ بن سفیان نے سعد سے کہا۔ کہ تجھ کو جناب ابو تراب پر سبّ کرنے سے کون چیز مانع ہے۔ حضرت سعد نے کہا۔ کہ جب میں ان تین چیزوں کو یاد کرتا ہوں۔ کہ جو جناب رسولِ خدا صلعم نے حضرت علیؑ کے حق میں فرمائی ہیں۔ وہی انکے برا کہنے سے مجھ کو مانع ہوتی ہیں۔ اگر ایک فضیلت بھی ان تین فضیلتوں سے میرے واسطے ہوتی۔ تو وہ میرے نزدیک سرخ ناقہ سے محبوب تر تھے۔ انتہٰے۔ (ب) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکر علیاً فنال منہ فغضب سعد وقال تقول ھذا الرجل سمعت رسول اللہ صلعم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلاً یحب اللہ ورسولہ انتھیٰ غلاصہ یہ کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہ معاویہ اپنے بعض حجوں میں مدینہ میں آیا۔ اور حضرت سعد ان کے پاس گئے۔ اس صحبت میں لوگوں نے حضرت علیؑ کا ذکر کیا۔ معاویہ نے حضرت علی کو برا کہا۔ حضرت سعد غضبناک ہوئے اور کہا تم ایسے مرد کو برا کہہ رہے ہو جس کی بابت میں نے حضرت پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ جس کا میں مولا ہوں۔ اسکا علی بھی مولا ہے۔ اور فرماتے تھے

کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون ہے حضرت موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ آج میں لشکر کا جھنڈا اسی شخص کو دونگا۔ جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ انتہیٰ (ابن ماجہ باب مناقب علیؑ) (ج) تاریخ ابوالفداء کی جلد اول صفحہ ۲۱۲ پر ہے۔ کان خلفاء بنی امیۃ یسبّون علیاً من سنۃ احدی واربعین وھی سنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین آخر ایام سلیمان بن عبد الملک۔ فلما ولی عمر ابطل ذالک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعہ بدل السب فی آخر الخطبہ (انتھی) - یعنی ابتدائی ۴۱ھ ہجری وقت خلع حضرت امام حسن علیہ السلام سے ابتداء ۹۹ھ ہجری تک کہ آخر زمانہ سلیمان بن عبد الملک کا تھا۔ خلفاء بنی امیہ جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ جب عمر بن عبد العزیز کا زمانہ ہوا۔ تو اس نے اسکو موقوف کیا۔ اور اپنے عاملوں کو اسکی موقوفی کا پروانہ لکھا۔ اور روز جمعہ میں آخر خطبہ میں سب و شتم کو بدل ڈالا۔ انتہیٰ۔ چونکہ معاویہ اہل سنت والجماعت کا بانی مبانی تھا اس واسطے سنی عالم ہر جمعہ کو سنت معاویہ یعنی سب امیر المومنین پر پابند تھے * (د) تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۱۴۳ پر ہے فبلغ ذالک معاویۃ فکان اذا قنت سب علیاً وابن عباس والحسن والحسین والاشتر۔ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ معاویہ دعاء قنوت پڑھتے وقت علیؑ و حضرت ابن عباس و حسنین الشریفینؑ و حضرت مالک اشترؒ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اب ملاں صاحب سدھانوی اور اسکے معاونین کا اختیار ہے۔ کہ خواہ معاویہ کو مخلص مومن و اصحاب رسول کہیں۔ یا دشمن اہل بیت رسالت صلعم زیادہ دیکھو ابن اثیر جزری کی تاریخ * (ہ) سنت رسول مقبول صلعم و مذہب علی علیہ السلام کو معاویہ کے خوف و لالچ سے لوگوں نے چھوڑ دیا۔ فی سنن البیہقی فی حدیث باسنادہ قال کان ابن عباس بعرفۃ فقال یا سعید مالی لا اسمع الناس یلبون فقلت یخافون معاویۃ فخرج ابن عباس من فسطاطہ فقال لبیک اللھم لبیک وان رغم انف اللھم العنھم فقد ترکوا السنۃ من بغض علی - (انتھی - حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ عرفات میں تھے۔ حضرت سعید سے فرمانے لگے۔ کیا سبب ہے۔ کہ میں لوگوں کی تلبیہ کی آواز نہیں سنتا۔ میں نے کہا معاویہ سے ڈرتے ہیں پس حضرت ابن عباس اپنے خیمہ گاہ سے نکلے۔ اور فرمایا لبیک اللھم لبیک۔ خاک بر سر۔ یا الٰہی لعنت کر ان لوگوں پر جنھوں نے بہ سبب عداوت جناب علی سنت رسول مقبولؐ کو ترک کیا * (و) بخاری و مسلم و احمد روائت کرتے ہیں۔ کہ متعہ حج کے لئے حضرت عمر اور حضرت عثمان منع کرتے تھے۔ مگر جناب علیؑ جواب میں فرماتے تھے۔ ما کنت لادع سنۃ النبی لقول احد۔ (عون الباری حل ادلۃ البخاری جلد چہارم صفحہ ۵۴۰ و صحیح مسلم مع شرح لکھنوی)

جلد دوم صفحہ ۲۰۴) دراسات اللبیب میں ہے۔ نہی معاویۃ ومنع الناس جہراً ان یاتو بہ علی مذھب علی معاویہ نے لوگوں کو جبراً منع کیا۔ کہ وہ طریقہ و مذہب علی علیہ السلام پر نہ چلیں (۲) کتب معاویہ نسخۃ واحدۃ الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان برئت الذمۃ ممن روی شیئاً من فضل ابی تراب واھل بیتہ۔ النصائح الکافیہ علامہ ابوبکر بن عبد الرحمٰن شہاب صفحہ ۷) معاویہ نے سنکہ جماعت کے سال کے بعد ایک پروانہ جاری کیا۔ کہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ جو فضائل جناب امیر و اہل بیت طاہرین کے بیان کرے یعنی خون اس کا جائز ہے سو کتب معاویہ الی عماله فی جمیع الافاق ان لا یجیزوا لاحد من شیعۃ علی شہادۃ صفحہ ۱۷) یعنی دوسرا پروانہ معاویہ نے یہ لکھا کہ شیعوں کی گواہی کسی بارے میں نہ لی جائے اسکے بعد دوسرا پروانہ لکھا کہ دیکھو جس کی بابت تحقیقات سے ثابت ہو جائے۔ کہ وہ حضرت علی اور انکے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے۔ تو اس کا نام دیوان سے کاٹ دو۔ جو روزینہ و وظیفہ اس کا مقرر ہو۔ اسکو بند کر دو۔ (ز) معاویہ نے صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کو اس پر لگایا تھا۔ کہ وہ جناب علیؑ کے حق میں برے اخبار شائع کریں۔ جن سے ان کی ذات میں طعن وارد ہو۔ اور لوگ بیزار ہوں۔ اور ان میں سے ابوہریرہ و عمرو عاص و مغیرہ تھے (شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۱۹۵)

غرض تمام قسم کے مصائب و مظالم شیعانِ جناب امیر المؤمنین علیہ سلام پر بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں ہوئے۔ جن کے خونی آثار آج تک کربلاء معلّٰی و دیوار سادات بغداد سے ظاہر ہیں ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ مذہب دنیا میں رہ سکتا ہے جس کی مخالفت میں اس طرح سلطنت کوشاں ہو۔ مگر خداوند کریم کو منظور تھا۔ کہ اولاد رسول مقبول صلعم جو امت محمدیہ کے امن و ایمان کے باعث ہیں۔ قائم رہیں۔ جب اولاد رسول اکرم نہ رہینگے۔ دنیا بھی نہ رہی گی۔ شیعان حیدر کرارؑ تم لوگ برٹش گورنمنٹ کا شکریہ بجا لاؤ۔ جس کے زیر سایہ تم پھولتے اور پھلتے ہو۔ اور مخالفین کو دندان شکن جواب دے رہے ہو۔

معاویہ باغی تھا معاویہ نے خلافت الہیہ کے امام برحق و قرآن ناطق سے بغاوت کی۔ اور صفین میں بہتر لڑائیاں لڑتا رہا۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام کو زہر دلا کر شہید کرایا۔ اپنے فرزند یزید پلید ملعون کو ولیعہد بنایا۔ حضرت بی بی عائشہ ام المؤمنین کو کنوئیں میں گرایا۔ (حبیب السیر جلد دوم (۱) اخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ جناب سرور دو عالم صلعم نے حضرت عمار بن یاسر کو فرمایا۔ کہ تجھ کو باغی فرقہ شہید کرے گا۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۱۵۳۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۰ سطر ۱۱) شہادت حضرت عمار بن یاسرؓ نے

بغاوت معاویہ پر مہر صداقت لگا دی۔ اور ملا علی قاری حنفی نے اسکو باغی قرار دیا۔ یاد رکھو خلافت الٰہیہ کا باغی مومن خالص نہیں ہوتا۔ (۲) شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بعض اپنی افادات میں ظاہر کیا ہے۔ کہ جنگ معاویہ علی کرم اللہ وجہہٗ سے خالی شائبہ نفسانیت سے نہیں ہے۔ اور اس حرب کو خطاء اجتہادی کہنا قول ضعیف ہے۔ (دیکھو ہدایۃ السائل فی ادلۃ المسائل صفحہ ۵۱۱)۔

(۳) معاویہ نے خلافت کے لئے جنگ کیا (حاشیہ ملا عصام برشرح عقائد کبیر مجتبائی صفحہ ۱۰۹)۔

(۴) مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح فرماتے ہیں۔ کہ اقوی شبہ حدیث کے نہ قبول کرنے کے واسطے سمرہ کا شمار راویوں میں ہوتا ہے۔ باوجودیکہ سمرہ اور اسکا امیر معاویہ سنن مشہورہ کی مخالفت کرتے تھے پس جو مذہب معاویہ پر ہو۔ اسکو بھی ثقہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور ہم اہل حدیث مروان اور اس کے تابعین اور بنی امیہ کے دشمن ہیں۔ کیونکہ وہ اہل بیت علیہم السلام کے دشمن ہیں۔ (دیکھو ہدیۃ المہدی عربی جلد خامس صفحہ ۱۵۸۔ ۱۷۱)۔ پوری کیفیت اصل و نسل و حالات معاویہ معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو کتاب تحذیر المسلمین حجۃ الاسلام علامہ حائری مدظلہٗ جس میں مسانید معتبرہ اہل سنت سے کوائف عجیبہ اور حالات غریبہ معاویہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور مریدان معاویہ کو مجبوراً سپر انداز ہونا پڑا ہے۔ معاویہ کے حالات پڑھکر یہ حدیث شریف پڑھو۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (رواہ احمد۔ مشکوۃ شریف باب مناقب علیؑ)۔

پس معاویہ بن ابوسفیان باغی اور دشمن اہل بیت کرام کی بیجا حمایت میں تمام ہند میں رسالہ بازی ہو رہی ہے۔ اور چند سنی ایڈیٹران اخبار نے تو طرفداری یزید و بنی امیہ کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ چونکہ ہم نے اپنے مال اور جان کو جناب امیر المؤمنین۔ امام المتقین سیدنا شاہِ مردان علیہ السلام پر قربان کر رکھا ہے۔ اسلئے شمشیر امامت سے ملاں سدھانوی اور اس کے معاونین محدثین مخالفین و معاندین کی مفروضہ صداقت کا قلع قمع کر دیا ہے۔ امید ہے۔ کہ معزز ناظرین میری اس تحقیقات کو نظر غور و انصاف سے ملاحظہ فرما کر داد محنت دینگے۔ اور ملاں صاحب سدھانوی اور اس کے معاونین یہ نوٹ فرماوینگے۔ ع

منہ آپ کا کھلا تو ہماری زباں کھلی
قلعی آپ کی ضرور اسے مہربان کھلی
جیسا کسی کو کہیگا سنئے گا آپ بھی
کچھ مہر تو نہیں۔ میرے منہ پر لگی ہوئی

(راقم صابر عفی عنہٗ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

اسیاف الامامۃ علی اسوط الصداقۃ

تردید باب اوّل

(۱) مذہب شیعہ امامیہ اثناء عشریہ ہی منصوص من اللہ اور فرقہ ناجیہ ہے۔ باقی اجماعی، قیاسی و تاویلی ڈھکوسلے ہیں۔ قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے اس کی حقیقت و حقانیت ثابت ہے۔ دیکھو اولی نعم الوصی سے

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق گمراہی

(۲) جواب صفحہ ۸ :- تمام اہلیان شہر جھنگ و مگھیانہ و مولوی صاحبان و اسود ستانہ پر روشن ہے۔ کہ رسالہ بازی کی ابتداء کس سے شروع ہوئی۔ اور کس نے نفاق بویا۔ اٹھارہ ہزاری تو بحث شیعہ دستی کی ہوئی۔ اور شہر جھنگ میں اجماع سقیفہ ہونے سے فتح الرحمانی رسالہ نکالا گیا۔ پھر محبان و موالیان جناب امیر علیہ السلام کو چیلنج دیا گیا۔ کیا ہم بھگوڑی و فراری تھے۔ کہ ھل من مبارز سنکر میدان میں آتے بھائی ہم کو تو مجبوراً قلم اٹھانا پڑا ۔ (۳) کتاب ثبوت خلافت کی اشاعت سے صرف مذہب شیعہ کے عقائد و اظہار حقیقت مطلوب ہے۔ اور خلافت بلافصل کے بارے میں جو ہمارے پاس دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ موجود ہیں۔ ان کا پیش کرنا ہے۔ اگر خلافت اصحاب ثلاثہ ختم ہوگئی۔ تو ہونے دو۔ خلافت آئمہ اطہار تو قیامت تک جاری ہے۔ سیدنا صاحب العصر والزمان امام محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور نور باقی ہے جس کے آپ لوگ بھی منتظر ہیں۔ اور وہ فرزند و اولاد بنی فاطمہ علیہم السلام سے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان کے والد امجد جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلا فصل سے منکر ہو۔ اور ان کے فرزند امام منتظر کی خلافت کے منتظر ہو عجب عقل و دانش ہے تفصیل کے لئے مجلدات اربعہ۔ غایۃ المقصود علامہ حائری مجتہد العصر ملاحظہ ہوں جس میں کوئی مسئلہ امام منتظر علیہ السلام چھوڑا نہیں کیا جس پر ادلہ قاطعہ سے مفصل بحث کی گئی ہو۔ اسی کتاب نے مرزائی شیرازہ کو ادھیڑ دیا۔ ہے۔ اور پھر وہ مسلمانوں میں جذب ہو رہے ہیں + (۴) جواب صفحہ ۹ = آپ تمام لغات و عقائد دھلوی السنی مقدمہ فتح الباری و دیگر کتب مذہب حنفیہ کو کھول کر پڑھیں۔ اس میں شیعہ کے یہی معنے ہیں۔ گے

کہ شیعہ وہ ہے۔ جو محب دوست دار جناب سیدنا علی علیہ السلام اور اس کی اولاد کا ہو۔ دیکھو قاموس منتہی الارب۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے جناب امیر علیہ السلام و اہل بیت کرام کی محبت اور اطاعت و ولائیت فرض ہے۔ اور جناب امیر علیہ السلام محبوب خدا اور محبوب جناب سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں پس جس مقدس و امام کو اللہ اور اسکا رسول مقبول صلعم دوست رکھتا ہو۔ تو ہم پر بھی فرض عین ہے۔ کہ اسی کی محبت و اطاعت میں مستغرق ہو جائیں ۔۔ من بعد ست دو امان آل رسول ؑ معانی لفظ شیعہ اور اس کی حقیقت کے واسطے میرا رسالہ اولی النعم الوصی دیکھو جس کا جواب آج تک آپ لوگوں سے نہ بن سکا۔ (ب) اصحاب النبی صلعم کا منکر اور ان کا حاسد فصل جلی سے واقعی فاسق ہے مگر پہلے اصحاب کی تعریف فرمادیں۔ جو رسول اللہ صلعم کی رسالت پر شک کرے۔ حقوق آل سیدنا محمد صلعم کو غصب کرے۔ رسول اکرم صلعم کے گھر کو جلائے۔ ان کی اولاد معظم کی تذلیل کرے۔ اور سالہا سال تک ممبروں پر سب کرے کیا۔ وہ بھی اصحاب میں داخل ہے۔ اور سب الشیخین و قتلھما لیس بکفر (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۶) کو بھی پڑھا کرو۔ آپ کے نزدیک تفاسیر تو احادیث موضوعہ (صفحہ ۳) سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو بسم اللہ ہی غلط ہوئے۔ قرآن شریف و صحاح ستہ کو چھوڑ کر ابن کثیر۔ شفار قاضی عیاض۔ فقہ اکبر۔ شامی کی جا کر پناہ لی۔۔ بس نرکی تمام شد۔

(۵) جواب صفحہ ۱۲ سے ۱۷۔ سواد اعظم اور جماعت کے معنی تمہید میں دیکھو۔ فرمائیے کونسی جماعت کا تمسک لازم ہے۔ کیا اندنوں جماعت احمدیہ جو کئی لاکھ کی تعداد میں بتاتے ہیں۔ جماعت نہیں۔ حالانکہ وہ بھی سنی کہلاتے ہیں۔ (۶) کتاب نہج البلاغتہ اور دیگر کتب صحاح و تواریخ کا آپ نے کہیں بھی حوالہ بہ قید صفحہ و سطر و مطبع نہیں دیا۔ تاکہ سیاق و سباق کلام سے آپ کا دھوکا و فریب اظہر من الشمس کیا جائے۔ یہ آپ کی سراسر چوری و سینہ زوری ہے۔ اس بات کو ہر ایک محقق مانتا ہے۔ کہ جہاں حضرات اصحاب ثلثہ میں کمزوری تھی سو ہاں ان میں نیکی و حسنات کا مادہ بھی تھا۔ نیکی و برائی کے ہر دو پہلو موجود تھے۔ اگر جناب امیر علیہ السلام نے انکی حسنات و محاسن و مکارم کو شمار کیا ہے۔ تو یہ جناب امیر علیہ السلام کی صداقت کو زیادہ روشن کرتا ہے۔ جناب سرور عالم صلعم نے حاتم طائی اور نوشیرواں عادل کی بڑی تعریف کی ہے۔ بیشک حضرات شیخین کی خلافت میں اسلام اہل سنت والجماعت کے عقاید پر پھیلا اور ممالک فتح ہوئے۔ مگر خود حضرات شیخین اور دیگر سنی مسلمانوں کا رویہ و طرز حکومت اہل بیت کرام کے واسطے مصیبت اور مظالم کا باعث تھے۔ اور بنی سقیفہ میں حضرت عمر نے ظلم کا پتھر رکھ دیا۔

(۷) تعزیہ بنانا مرثیہ خوانی۔ نوحہ گری و سینہ کوبی کے اثبات کے واسطے ہم قرآن شریف و

احادیث صحیحہ اور تمام آئمہ مجتہدین کے اقوال کو پیش کر سکتے ہیں۔ آپ ایک ہزار روپیہ سرکاری بنک یا کسی معتبر کے پاس جمع کرا دیں۔ اور ہم کو لکھیں۔ ہم بالمواجہہ آپ کو ثابت کر دکھائیں گے ورنہ دیکھیں آثار شہادت۔ انوار الشہادت **لوامع التنزیل جلد نمبر ۱۳**۔ اور مولوی حسن نظامی سنی دہلوی کا شہادت نامہ اور ناصر الایمان۔ جواز تعزیہ وغیرہ محمل شامی و محمل مصری جو ہر سال بڑی دھوم دھام و شان و شوکت و تزک و احتشام سے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آتے ہیں۔ اسکا ثبوت بھی پیش کریں حضرت پیران پیر صاحب کی گیارھویں اور تمام ولیوں اور صوفیائے کرام کے سالانہ عرس جو منائے جاتے ہیں۔ ان کا ثبوت قرآنی پیش کریں ۔ (۸) کحل العینین و ادلہ فرقانی والصدیق نعم الرفیق کے جواب میں جو کحل العینین و براہین قرآن و لولی نعم الوصی میری طرف سے چھپ کر مفت شائع ہو چکے ہیں۔ جنکا جواب علماء جھنگ سے نہ ہو سکا۔ (۹) جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی پاک و مقدس زندگی۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ خدمات اسلامی۔ ان کی بے لوث سوانح عمری۔ زاہدانہ گذران ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ ہر ایک نبی و رسول یا امام کی ذات معیار نبوت و امامت ہوتی ہے دیگر عوام الناس سے ممتاز۔ اور ان کے واسطے کامل صفات کے نمونہ ہوتے ہیں۔ اور انہی کے نقش قدم پر ہم کو چلنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ قولہ تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تحقیق تمہارے واسطے جناب رسول خدا صلعم میں پیروی کرنے کے واسطے کامل نیک نمونے موجود ہیں ۔

ملا صاحب کا علمی نمونہ غلط ترجمی۔ فریب دھوکا اور تحریف معنوی

(اول) اسواط الصداقت کے صفحہ ۱۶ سطر ۵ پر ہے۔ چنانچہ نہج البلاغت میں ہے لما سمع امیر المؤمنین لعن اہل الشام من اصحابہ خطب وقال انما اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام و علی ما دخل فیہ من الزیغ والاعوجاج والشبہۃ والتاویل ترجمہ جس وقت سنا امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے لعن کرنا شامیوں کو اپنے یاروں سے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا ہلاک ہو گئے ہم۔ قتال کریں ہم اپنے بھائیوں سے اسلام میں یا جو کچھ داخل ہوا ہے اسلام میں بے راہ اور کجروی اور شبہ اور تاویل انتہی ۔

(دوم) اسواط الصداقت کے صفحہ ۳۸ سطر ۱۰ پر ہے۔ چنانچہ نہج البلاغت میں ہے لما سمع امیر المؤمنین لعن اہل الشام من اصحابہ خطب وقال انما اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الزیغ والاعوجاج والشبہۃ والتاویل ترجمہ جب امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے اپنے یاروں سے شامیوں کو لعن کرنا سنا خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ اہل شام ہمارے بھائی ہیں۔ ہم ان سے لڑتے ہیں۔ مگر وہ ہرگز کافر نہیں۔ بلکہ انکو ہماری خلافت میں شبہ ہوا۔ اس سبب سے وہ ہماری خلافت میں تاویل کرتے ہیں انتہی

حضرات ناظرین غور فرمادیں۔ کہ پہلے خطبہ میں ہلاک ہوئے ہم اور دوسرے میں گو ہم ان سے لڑتے ہیں مگر وہ ہرگز کافر نہیں۔ کس عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور پھر ہر دو ترجموں میں کتنا فرق ہے۔ کیا صداقت اسی کا نام ہے۔ کیا اسکا نام دھوکھا فریب اور تحریف معنوی نہیں تو اور کیا ہے۔ ملاں صاحب خود اپنی کتاب کی تردید کر رہے ہیں ٭

(ب) یہ جناب امیرالمومنین امام المتقین سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی عالی حوصلگی۔ اخلاق حسنہ اور راماست کا کامل ثبوت ہے۔ کہ جب جناب امیر علیہ السلام شامیوں کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ اپنے اصحاب سے فرمایا۔ انی اکرہ لکم ان تکونو سبابین۔ ترجمہ میں تمہارے لئے اس بات کو مکروہ جانتا ہوں کہ تم سب کرنیوالوں سے ہو۔ (کشف الغمہ و نہج البلاغتہ وا سواط ملاں صاحب سادھانوی صفحہ ۱۳) مگر افسوس ہے۔ کہ ملاں صاحب کا امیر معاویہ تمام عمر جناب امیر علیہ السلام کو گالی دیتا رہا۔ (صحیح مسلم و ابن ماجہ دیکھو) ٭ (ج) شامیوں کو جناب امیر علیہ السلام نے ایسا اخوانناہمارے بھائی فرمایا۔ جیسا کہ آپ نے محدث دہلوی کو اپنا اخی قرار دیا ہے۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت نے اہل حدیث یعنی وہابیوں کو تکفیر کا فتوے دیا ہے۔ دیکھو کتاب فتح المبین رد ظفر المبین۔ اور قرآن شریف نبیوں کو مشرکین و کفار کا بھائی قرار دیتاہے ٭ (د) نیز اخواننا فے الاسلام فرمایا۔ نہ اخواننا فے الایمان۔ پڑھو آیت ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ ظاہری اسلام میں جملہ منافقین بھی شامل تھے۔ لیکن اس سے ان کی کوئی فضیلت متصور نہیں ٭ (۱) قولہ تعالےٰ۔ والی عاد اخاھم ھودا ترجمہ اور ہم ہی نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ (الاعراف۔ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب) (۲) قولہ تعالےٰ۔ والی ثمود اخاھم صلحا (الاعراف)۔ اور ہم ہی نے قوم ثمود کے بھائی صالح کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب) ملاں صاحب پہلے آپ کلام اللہ پر اعتراض کریں کہ حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام کو قوم عاد و ثمود کا کیوں بھائی قرار دیا۔ فافہم وتدبیر ٭

(۹) شفاء قاضی عیاض میں من عاض اصحاب محمد صفحہ ۹۔ غاض ض سے ہرگز نہیں۔ بلکہ بظاء معجمہ ہے۔ یعنی من غ ظ۔ ملاں صاحب یہ آپ کی لیاقت کا نمونہ ہے۔ نقل را عقل باید۔ اس پر دعوےٰ کہ آپ علامۂ زمان ہیں ٭ (۱۰) جواب صفحہ ۱۸ نبوت وخلافت الٰہیہ کے واسطے یہ سنت اللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں جاری رہی۔ کہ ان کے وارث ہمیشہ ان کے فرزند۔ بھائی ہوتے چلے آئے ہیں۔ کوئی خسر یا سالہ یا امتی اصحاب وارث النبوۃ نہیں ہوا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے موافق محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث بھی ان کے فرزند و بھائی ہوں۔ اس

مضمون کو دیکھو میری کتاب ثبوت خلافت کا مقدمۃ الامامت فی الاسلام اور تحفہ نورانی و ایمان قادیانی ۔ (۱۱) صفحہ ۱۹ ۔ جناب امیر علیہ السلام مومن کامل مجتبی مرتضی مجاہد فی سبیل اللہ ۔ تیغ بہادر اشجع الناس و افصح الناس داماد مصطفے و ابن عم رسول اللہ صلعم تھے ۔ یہ تقرب کسی کو حاصل نہیں ۔ نہ حضرت عباس و حضرت عثمان ہر دو سابق الاسلام نہیں ۔ ان کے مردود ... نہیں ہو اور نہ حضرت عثمان کی بیبیوں کی شان وقدر و منزلت جناب بتول بنت رسول مقبول کے برابر ہے ۔ وہ آئیت مباہلہ میں داخل نہ آئیت تطہیر میں شامل اور نہ وہ سیدۃ النساء العلمین و خاتون جنت ہیں ۔ اور نہ حضرت صلعم نے ان دونوں صاحبزادیوں کو بضعۃ منی کا لقب عطا فرمایا ہے ۔ فافہم و تدبیر ۔

(۱۲) صفحہ ۲۰۔۲۱۔ ملاں صاحب نے یہ روائیت شافعی حدیث نور تحفہ اثنا عشریہ سے بلا اسناد نقل کی ہے ۔ جو قابل حجت نہیں ۔ تحفہ اثنا عشریہ کوئی صحاح ستہ یا حدیث کی کتاب نہیں ۔ بلکہ مناظرہ کی کتاب ہے ۔ جس کی کئی دفعہ تردید ہو چکی ۔ دیکھو نزہۃ اثنا عشریہ ۔ عبقات الانوار ۔ تشئید المطاعن ۔ اگر بندۂ صابر کو حیات نے وفا کی ۔ تو تحفۂ صابریہ رد تحفۂ اثنا عشریہ مکمل شائع کیا جائے گا ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ یہ اسیاف الامامۃ بھی دراصل تحفہ کا جواب سمجھو ۔ (ب) احادیث نور شان مرتضوی میں دیکھو ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۵۲۶ ۔ حدیث نور ۔ علی مرتضے شیر خدا ہے ۔ حقیقت میں وہ نور مصطفے ہے ۔ (صابر) **قول ملاں بہ حوالہ تحفۂ اثنا عشریہ** ۔ یہ حدیث باجماع اہل سنت موضوع ہے ۔ وفی اسنادہ محمد بن المروزی قال یحیی بن معین ھو کذاب وقال الدارقطنی متروک لم یختلف احد فی کذبہ ۔ ویروی من طریق آخر وفیہ جعفر بن احمد وکان رافضیا غالیا کذابا وضاعا وکان اکثر ما یصنع فی قدح الصحابۃ بتر و سبھم (اسواط ص۲)

جواب صابر بہ حوالہ جلد ہشتم حدیث نور ۔ کتاب مستطاب عبقات الانوار فی امامۃ آئمۃ الاطہار ۔ ملاں صاحب چونکہ علم مناظرہ سے ناواقف ہیں ۔ اس لئے مردود عبارت کو دوبارہ پیش کرتے ہیں ۔ حالانکہ تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں کتاب مستطاب عبقات الانوار کی کئی ضخیم جلدیں چھپ کر تیار ہیں ۔ اور ہر ایک حدیث ولائیت ۔ حدیث طیر ۔ حدیث منزلت ۔ حدیث امامت ۔ حدیث نور پر علیحدہ علیحدہ جلدات ہیں ۔ جن کا جواب الجواب قیامت تک اہل سنت سے نہ ہو سکیگا ۔ ملاں صاحب پر واجب تھا ۔ کہ اگر انکو تحقیق حق منظور تھی ۔ تو اس کتاب لاجواب کو دیکھتے ۔ اگر پھر بھی شک و شبہ رہتا تب قلم اٹھاتے ۔ حدیث نور میں جن کا حوالہ میں نے ثبوت خلافت میں دیا ہے ۔ اسکا راوی نہ تو محمد بن المروزی اور نہ ہی جعفر بن احمد ہے ۔ تو پھر ملاں صاحب کا اعتراض کرنا جہالت نامہ کا نتیجہ ہے ۔ نقل را عقل باید

محمد بن المروزی اس حدیث کے راوی نہیں دیکھو کتاب اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ امام السیوطی صفحہ ۲۲ جزو اول مطبوعہ ... حدیث ... کے اسناد سنو:-

(۱) حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن الزہری عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی ابن ابی طالب نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعة عشر الف عام فلما خلق آدم قسم ذلك النور جزئین فجزء انا وجزء علی وفی روایة خلقت انا وعلی من نور واحد رواہ احمد ... تذکرة خواص الامة ... حدیث از جملہ هشتم عبقات ... صفحہ ۵۳ مطبع مشرق ... (۱۳۰۳ ہجری)

(ب) سبط ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور جس حدیث کو ضعیف کہا گیا ہے۔ اس کے الفاظ و اسناد اور ہیں۔ اور وہ حدیث ضعیف یہ ہے۔ **خلقت انا وہارون بن عمران ویحیی بن زکریا وعلی ابن ابی طالب من طینة واحدة** (کتاب اللآلی المصنوعہ صفحہ ۱۶۶ بھی دیکھو اس حدیث میں روایت محمد بن المروزی ہے۔ نہ کہ حدیث نور میں۔ ملاں صاحب شرم کرو اور دھوکہ مت دو) اور عبد الرزاق ثقہ ہے قال ہو اکبر شیوخ احمد بن حنبل وقد اخرج عنہ فی الصحیحین انتہی لفظ سبط ابن الجوزی قد نصب نفسہ لارغام الف جاہل ذیابغ فی ردہ وقل شاہد وقصو منکر تطاولہ ومد لہ +

جب روایات احمد ابن حنبل وعبد اللہ بن احمد وابن المغازلی واخطب وانطنزی وعاصمی وحمینی میں **محمد بن خلف مروزی اور جعفر بن احمد کا نام ونشان بھی نہیں** تو ملاں صاحب اور ان کے پیر شاہ عبد العزیز صاحب کا نقل کردینا اور نام جڑ دینا صریح مغالطہ ہے +

(ج) اسماء صحابہ کہ حدیث نور روایت کردہ اند۔ اول افضل الناس بعد النبی صلعم علی المرتضیٰ علیہ السلام وبروایت آنحضرت صلعم صالحانی وکلاعی وسید محمد بن جعفر مکی وابراہیم وصابی ومحمد واعظ ہروی ومحمد صدر عالم ذکر نمودہ اند

(دوم) حضرت ابو عبد اللہ الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ وعلی جدہ وابیہ واخیہ وابنائہ الطاہرین آلاف سلام رب العالمین۔ روایت آنحضرت را عاصمی واخطب خوارزم ونطنزی وشہاب الدین احمد نقل نمودہ اند +

(سوم) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ روایت اوشاں را احمد بن حنبل وعبد اللہ بن احمد وابن المغازلی وشیرویہ دیلمی ونطنزی۔ شہردار دیلمی واخطب خوارزم ابن عساکر وحموینی شرف الدین محمود طالبی وعلی ہمدانی ومحمد بن یوسف گنجی ومحب الدین طبری وابراہیم بن عبد اللہ وصابی۔ محمد واعظ ہروی۔ محمد صدر عالم ذکر نمودہ اند +

(چہارم) حضرت ابوذر غفاری روایت اوشاں را ابن المغازلی نقل نمودہ +

(پنجم) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری وروایت اوشاں را ابن المغازلی نقل نمودہ +

(ششم) ابن عباس روایت او شاں را خطیب بغدادی و نطنزی۔ محمد بن یوسف گنجی۔ حموینی نزندی شہاب الدین احمد و جمال الدین محدث ذکر کردہ اند۔

(ہفتم) حضرت ابوہریرہ سے۔ روایت اورا ابو المؤید ابراہیم بن محمد الحموینی ذکر کردہ۔

(ہشتم) انس بن مالک روایت اورا محمد احمد بن محمد بن علی عاصمی در زین الفتی فی شرح سورۂ ھل اتی ذکر نمودہ (حدیث نور جلد ہشتم عبقات الانوار صفحہ ۷ مطبع مشرق الانوار لکھنؤ)

(د) اس حدیث نور کو آٹھ صحابہ تابعین نے ذکر کیا ہے ثبوت دیکھو جلد ہشتم حدیث نور عبقات الانوار)

(۵) **چالیس علمائے کبار اہل سنت نے** اس حدیث کو اپنی اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے۔
(دیکھو نام بنام جلد ہشتم حدیث نور)

(۲) دوسری حدیث نور۔ احمد بن محمد العاصمی زین الفتی فی شرح سورہ ھل اتی میں فرماتے ہیں۔ اخبرنا الحسین بن محمد قال حدثنا عبد اللہ بن ابی منصور قال حدثنا محمد بن بشیر قال حدثنا محمد بن ادریس الرازی قال حدثنا محمد بن عبد اللہ بن المثنی قال حدثنی حمید الطویل عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی بن ابی طالب من نور واحد نسبح اللہ عزوجل فی یمنة العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن آدم الجنة ونحن فی صلبه ولقد رکب نوح السفینة ونحن فی صلبه ولقد قذف ابراهیم فی النار ونحن فی صلبه فلم نزل ینقلبنا اللہ عزوجل من اصلاب طاهرة الی ارحام طاهرة حتی انتهی بنا الی عبد المطلب فجعل ذالك النور بنصفین فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیاً فی صلب ابی طالب وجعل فی النبوة والرسالة۔ وجعل فی علی الفروسیة والفصاحة واشتق لنا اسمین من اسمائه فرب العرش محمود وانا محمد وهو الاعلی وهذا علی۔

خلاصۂ ترجمہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں اور جناب علی ابن ابی طالب ایک نور سے پیدا ہوئے۔ دنیا کی پیدائش سے پہلے ہم دونوں عرش کے داہنی طرف اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ جب آدم بہشت میں تھا۔ تو ہم اس کی پشت میں تھے۔ اور جب حضرت نوح کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اس کی پشت میں تھے۔ اور جب حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو ہم اس کی پشت میں تھے۔ از خداوند کریم نے ہم کو اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کیا۔ عبد المطلب میں یہ نور دو حصہ میں ہو گیا۔ مجھے حضرت عبد اللہ کی پشت میں اور جناب علیؑ کو حضرت ابو طالب کی پشت میں رکھا۔ مجھ میں نبوت اور رسالت مقرر کی اور جناب علی میں شاہسواری اور فصاحت اور اپنے نام سے ہمارے نام بنائے۔ رب العرش کا نام محمود ہے اور میں محمد صلعم ہوں۔ خدا کا نام اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔ انتہی۔

(۳) **تیسری حدیث نور**۔ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی نے اس حدیث کو زوائد کتاب مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام میں ذکر کیا ہے۔ حدثنا الحسن قال حدثنا احمد بن المقدام العجلی قال حدثنا الفضیل بن عیاض قال حدثنا ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمانؓ۔ قال سمعت حبیبی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ عزوجل قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم قسم ذالک النور جزئین فجزء انا و جزء علی انتھی۔

(۴) **چوتھی حدیث نور**۔ ابو الحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی نے اس حدیث شریف کو چھ طریق سے روایت کیا ہے۔ جس کا ایک طریق یہ ہے۔ قولہ علیہ السلام کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ اخبرنا ابو غالب محمد بن احمد بن سہل النحوی رحمۃ اللہ قال اخبرنا ابو الحسن علی بن منصور الحلبی الاخباری قال حدثنا علی بن محمد العدوی السمساطی قال حدثنا الحسن بن علی بن زکریا قال حدثنا احمد بن المقدام العجلی قال حدثنا الفضیل بن عیاض عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان الفارسیؓ۔ قال سمعت حبیبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ عزوجل یسبح اللہ ذالک النور ویقدسہ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذالک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیئ واحداً حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ و فی علی الخلافۃ (رواۃ۔ روایات۔ صحت اسناد۔ توثیق۔ مدائح علماء کرام ناقلین حدیث شریف دیکھنا چاہو تو دیکھو حدیث ہشتم حدیث نور عبقات الانوار صفحہ ۸۶) جس میں مخالفین و معترضین کو دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں اور تحفہ اثنا عشریہ کے جزو بندی ادھیڑ کر رکھدی ہے کہ قیامت تک سر نہیں اُٹھا سکو گے۔ حدیث نور کو چالیس طریقوں سے ذکر کیا ہے) حدیث نور متواتر حدیث ہے جس کا جھٹلانا خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

اعتراض ملاں بحوالہ تحفۂ اثنا عشریہ۔ جو حدیث صحیح ہے وہ یہ ہے روی الشافعی باسنادہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال کنت انا و ابو بکر و عمر و عثمان و علی بین یدی اللہ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اسکننا ظہرہ ولم نزل ننتقل فی الاصلاب الطاہرۃ حتی نقلنی اللہ تعالی الی صلب عبد اللہ ونقل ابا بکر الی صلب ابی قحافہ ونقل عمر الی صلب الخطاب ونقل عثمان الی صلب العفان ونقل علیاً الی صلب ابی طالب انتھی صنعہ اور اس

حدیث کے موید ایک اور حدیث مشہور ہے اور وُہ یہ ہے الارواح جنود مجندۃ ما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف انتہیٰ تحفہ اثنا عشریہ بحوالہ اسواط صفحہ ۲۱)

(ف) اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم عالم ارواح میں ایک دُوسرے کے دوست ہونگے۔ اس حدیث سے خلفاء ثلاثہ کی بڑی فضیلت ثابت ہو گی۔ انتہیٰ صفحہ ۲۱)

الجواب:۔ نواصب وخوارج کا ستیاناس ہو کہ جناب امیر علیہ السّلام کے فضائل ان کی آنکھ میں ہمیشہ کھٹکتے رہے۔ اور گولی کی طرح ان کے دلوں سے گذرتے رہے۔ اور ہر ایک فضائل مرتضوی کے مقابل ایک نہ ایک وضعی حدیث گھڑتے رہے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب دہلوی مؤلف تحفہ اثنا عشریہ سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ اس حدیث شافعی کے صحیح اسناد اور کتاب کا حوالہ دیں۔ مگر وُہ تو عالم خاموشی میں دنیا سے چل بسے۔ اب ان کے مرید ومقلد حاضر ناقل ملاں سلطانوی اور اس کے معاونین اس کی صحت۔ رواۃ۔ اسناد اور صحاح ستہ وغیرہ کا حوالہ دیں۔ ورنہ دعویٰ بلادلیل باطل و مردود ہے اور قابل حجت نہیں۔ یہ حدیث شافعی ذیل کے دلائل ووجوہات سے موضوع معلوم ہوتی ہے

اوّل۔ حدیث نور میں کنت انا وعلی من نور واحد اور کنت انا وعلی نورا بین یدی اللہ ہے اور حدیث شافعی میں لفظ نور ہرگز نہیں۔ اس لئے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تو اصحاب ثلثہ نور نہ ہوئے۔ کیا حضرات اصحاب ثلاثہ مجسّم وہاں موجود تھے یا ان کی ارواح۔ مجسّم تو امر محال ہے۔ باقی رہے ارواح تو اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ کل انسان۔ حیوانات ونباتات وجمادات وماکان وما یکون کا نقشہ جناب پاک پروردگار کے سامنے موجود تھا۔ اور کل ارواح ایک دُوسرے کے یمین ویسار تھے۔ خواہ وُہ مومن تھے یا مشرک۔ ایک نور سے پیدا ہونا اور بات ہے اور خدا کے سامنے رہنا اور بات ہے۔ فافہم ولا تکن من الجاهلین۔

دوم:۔ حضرات اصحاب ثلاثہ کے والدین مشرک وبت پرست تھے اور خود حضرات اصحاب ثلاثہ مشرک وبت پرست رہے تو انما المشرکون نجس کے موافق وُہ نور محمدی صلعم میں شامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پاک اور پلید کا ملنا اجتماع ضدین اور محال ہے۔ نور ونار۔ اندھا وبینا۔ مُردہ اور زندہ۔ پاک اور پلید۔ برابر نہیں ہو سکتے۔

سوم:۔ حضرات اصحاب ثلاثہ کے والدین بت پرست اور مشرک تھے۔ اس لئے اصلاب طاہرہ نہیں ہو سکتی ہے۔ چونکہ حضرت ثلاثہ کی والدہ صاحبان شرک کی حالت میں وفات پائیں۔ اس لئے

ارحام طاہرہ میں داخل نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ مشرک کے واسطے نجات ہرگز نہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یغفران یشرک بہ۔

چہارم:۔ قولہ تعالیٰ۔ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ ط (توبہ) تحقیق اللہ اور اُس کا رسول مشرکین سے دست بردار ہیں۔ چونکہ حضرات ثلاثہ ادھیڑ عمر تک بت پرست اور مشرک رہے اس لئے اللہ اور اس کا رسول ان سے بیزار رہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو نور محمدی صلعم کا دوست مانا جائے تو قرآن شریف کی تکذیب لازم ہوجاتی ہے کہ خدا کا قول اور فعل ایک نہیں تھا کہ معاذ اللہ نور محمدی کو شرک کی نجاست میں ملوث رکھا +

پنجم:۔ اس حدیث شافعی کے موضوع ہونے کی یہ بھاری دلیل ہے کہ نام ہر چہار کا ترتیب خلافت کے موافق لیا گیا ہے صاف ظاہر ہے کہ بعد گذر جانے خلافت اربعہ کے یہ حدیث گھڑی گئی۔ جس قدر سنیوں کی گھڑا ہوا احادیث ہیں ان میں ترتیب خلافت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ جناب سرور عالم صلعم کا معجزہ ہے کہ ان پر اتہام لگانے والا جھٹ پکڑا جائے اور جھوٹا قرار پائے۔ خلافت اور ترتیب خلافت کا ذکر تو کتب احادیث میں کسی جگہ نہیں۔ اگر ہے تو پیش کرو۔ اگر ترتیب خلافت کے بارے میں صریح احکام رسالت ہوتے تو پھر شیعہ اور سُنی کا کیا جھگڑا تھا؟ حضرات اصحاب ثلاثہ سرور عالم صلعم کی تجہیز و تکفین کو کیوں چھوڑتے؟ بنی سقیفہ کا کیوں جھگڑا اُٹھتا۔ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام و بنی ہاشم کیوں مخالفت کرتے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر باغ فدک کیوں غضب کرتے۔ اور رسول اللہ صلعم کے گھر کو کیوں جلانے کو دوڑتے۔ جناب حسنین الشریفین علیہم السلام حضرات شیخین کو اپنے باپ کے منبر سے کیوں اُتر آنے کو فرماتے۔ معاویہ اور بنی اُمیہ کی کیوں بغاوت ہوتی۔ اور سیدالشہدا علیہ السلام کربلاء معلیٰ میں کیوں ذبح کئے جاتے۔ اہل سنت والجماعت اجماع کی کیوں آڑ پکڑتے۔ پس حدیث شافعی میں اصحاب ثلاثہ کا نام بالترتیب خلافت صاف بتا رہا ہے کہ یار لوگوں کی چالاکی اور من گھڑت ہے۔

ششم:۔ حدیث نور میں نور مصطفوی و نور مرتضوی کی توحد و شرکت و معیت ہے۔ مگر حدیث شافعی میں قطعی علیحدگی اور مغائرت ہے۔ بنی ہاشم کا خاندان ایک ہے۔ اور وہ فخر قریش ہے۔ اصلاب شامخہ سے ارحام طاہرہ تک بالکل نزدیکی قربت و یگانگت ہے۔ ادھر بنی تمیم۔ بنی عدی اور بنی اُمیہ کے تین گھرانے علیحدہ علیحدہ شاخیں ہوگئیں اور تینوں بت پرست و مشرک رہے۔ وہ ذوی الارحام میں شامل نہیں ہوسکتے۔ اس میں حضرات ثلاثہ کی کیا فضیلت نکلی؟ بعد پیدائش آدم علیہ السلام کی پشت میں سب انسان ان کی پشت مبارک میں ودیعت رکھے گئے ہیں۔ ایک دانہ گندم

میں کروڑ ہا من وانے خالق مطلق نے ودیعت رکھے ہیں۔

ھفتم:۔ حضرات اصحاب ثلاثہ عالم ارواح میں بھی ایک دوسرے کے دوست ہونگے۔ بیشکیہ جملہ بیشک توحد روحانی کا بڑا اثر دنیا میں ہوتا ہے۔ جن دو آدمیوں کی روح ایک قسم کی پاک یا ناپاک ہوتی ہے توبوجہ ہم جنسیت کے ان میں نہایت درجہ محبت اور میل جول ہوتا ہے۔ خواہ باہم ایک دوسرے سے واقفیت بھی نہ رکھتے ہوں۔ مگر جنسیت روح کی وجہ سے ان میں نہایت درجہ کشش محبت ہوتی ہے کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔ پاک روح اور ناپاک روح کبھی دوست نہیں بن سکتی۔ ان میں نفرت و دشمنی رہتی ہے۔ اگر حضرات اصحاب ثلاثہ عالم ارواح میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست تھے تو عالم دنیا میں بھی ان میں دوستی و محبت کا اظہار ہوتا مگر تمام مورخین و محدثین اہل سنت اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ کہ حضرات اصحاب ثلاثہ ہر ایک جنگ اور غزوہ میں حضور انور سرور عالم صلعم کو نرغہ کفار میں اکیلے چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ مگر سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہر ایک غزوہ و جنگ میں ثابت قدم و جان نثار رہے۔ اور نور محمدی صلعم کو نہ چھوڑا۔ جنگ احد میں سرور عالم صلعم زخمی ہوئے تو جناب امیر علیہ السلام کو بھی ستر زخم لگے۔ کہ تمام جسم لہو لہان ہو گیا۔ **حضرت عمر بالاتفاق مورخین اہل سنت** اپنے ماموں ابوجہل کے الغامی اونٹ حاصل کرنے کے واسطے ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر حضور انور صلعم کو قتل کرنے کے واسطے نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام شب ہجرت میں بستر نبوت پر راضی برضا قتل ہونے کے واسطے سو رہے۔ صلح حدیبیہ میں حضرت عمر نے نور رسالت سے انکار کر دیا۔ وقت وفات آنحضرت صلعم کے حق میں ہذیان کا کلمہ کہا۔ **قوموعنی** کا خطاب پایا۔ تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر چلتے بنے۔ تیسرے روز قبر مطہرہ پر آ حاضر ہوئے۔ جناب بتول بنت رسول مقبول صلعم کو دھمکانے اور ان کا گھر جلانے کو مسلح فوج اور آگ لکڑیاں لیکر دوڑے۔ کیا یہی روحانی دوستی تھی؟

(ب) آنحضرت صلعم نے حضرات اصحاب ثلاثہ کو مسجد سے نکالدیا۔ سب کے دروازے بند کردیئے۔ سوائے دروازہ حضرت علیؑ کے) کیا یہ توحد باطنی وظاہری تھا۔ کیا یہی عالم ارواح کی دوستی تھی! جو عملاً و فعلاً دنیا میں ثابت ہوئی؟ نادانو! ان کو تو خداوند کریم نے آیت تطہیر میں بھی شامل نہ کیا۔ نہ آل عبا میں داخل نہ درود و صلواۃ پنجگانہ میں ان کا نام ہے پھر کس طرح توحد و یگانگت دوستی ثلاثہ ثابت ہوئی؟

(ج) مواخات کے وقت آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کا حضرت عمر سے بھائی چارہ کرادیا۔ کیونکہ عالم ارواح میں وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ مگر عالم ارواح میں چونکہ نور

مرتضوی و نور مصطفوی کا توحد باطنی و روحانی ایک تھا اس لئے دنیا میں فرمایا انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ۔ یا علی انت منی و انا منک۔ نادانو! سوچو توحد باطنی و ظاہری اس کا نام ہے۔ نبی و علی ایک ہی نور کے دو ٹکڑے تھے۔ اس لئے خداوند کریم نے ان کو آیۂ مباہلہ میں انفسنا سے یاد فرمایا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو ظاہری و باطنی معیت رسول مقبول کما حقہ حاصل ہوئی۔ عالم ارواح۔ عرش معلی۔ اصلاب طاہرہ۔ ارحام مطہرات۔ وقت ولادت زیارت رخ انور۔ دعوت قریش۔ شب ہجرت جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ خندق۔ جنگ حنین۔ جنگ خیبر۔ وقت مباہلہ۔ دوش مبارک سرور عالم صلعم پر سواری۔ شامل آیت تطہیر۔ آل عبا۔ صلوات۔ صدقات تحریمہ۔ ابواب المساجد۔ خم غدیر۔ سورہ برات۔ سریہ یمن۔ وقت وفات حجرہ شریف۔ شرکت دفن و کفن۔ لحد قبر النبی صلعم۔ ولادت خانہ کعبہ و شہادت مسجد میں معیت تامہ ملی۔ بہشت کے دروازوں پر نبی و وصی علی ولی ہر دو کا نام لکھا ہوا ہے جنت میں معیت ایک ہی مکان میں ہوگی۔ حوض کوثر پر ساقی کوثر جناب حیدر صفدر و شافع روز محشر ہر دو ہونگے۔ بتاؤ ایسی معیت اصحاب ثلاثہ کو کہاں نصیب ہوئی ہے

جو غیر کو جانشین نبی کا سمجھا — اور خویش پیمبر کو نہ آقا سمجھا
اس کی یہ مثال ہے عیاذاً باللہ — بندہ کو خدا خدا کو بندہ سمجھا

جناب امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب غالب علی کل غالب سیدنا و امامنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے توحد باطنی و ظاہری و یگانگت کے واسطے ذیل کی احادیث کو غور سے پڑھو جو حدیث نور کے موید ہیں۔

(۱) توحد فی النبوۃ:۔ عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (متفق علیہ۔ مشکوۃ شریف جلد ۸ مناقب علی صفحہ ۱۱۹) ہجری نویں سال جب حضرت صلعم جنگ تبوک کو چلے تو علی مرتضی کو مدینے میں خلیفہ کیا۔ منافقوں نے کہا کہ پیغمبر نے حضرت علی مرتضی کو بھاری سمجھا اس واسطے ان کو ساتھ نہ لیا علی مرتضی کو اس بات سے رنج ہوا۔ تیار ہو کر حضرت صلعم کو جا ملے اور یہ منافقوں کا طعنہ بیان کیا۔ اور کہا یا حضرت کیا آپ مجھ کو عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں؟ تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی اس میں کچھ رتبہ نہیں جاتا۔ دیکھو موسیٰ جب کوہ طور پر گئے تھے تو اپنے بڑے بھائی ہارون پیغمبر کو اپنے گھر بار اور بنی اسرائیل پر خلیفہ کر گئے تھے۔ تو جیسے ہارون کی عزت موسیٰ کے نزدیک تھی ویسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہے۔ ہاں اتنی بات البتہ ہارون میں زیادہ تھی کہ وہ پیغمبر

بھی تھے اور تم پیغمبر نہیں - اس واسطے کہ میں خاتم النبیین ہوں - میرے بعد کسی کا پیغمبر ہونا ممکن نہیں - اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت علیؑ کی ثابت ہوئی اور کمال رتبہ مرتضوی جلوہ گر ہوا انتہی ترجمہ مشارق صفحہ ۲۱۶ بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ شریف مطبع احمدی لاہور - ربع ۴ - جلد ۸ - صفحہ ۱۱۹ دیکھو)

(۲) فنا فی اللہ والرسول :- عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحبّ اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ الی آخرہ متفق علیہ - مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ صفحہ ۱۱۹ - ربع ۴ - جلد ۸ احمدی پریس لاہور - اس حدیث سے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی عمدہ فضیلت ثابت ہوئی اور آپ کا اللہ اور اُس کے رسول میں فنا ہونا ثابت ہوا اور یہ ظاہر ہو گیا کہ آپ محبوب خدا اور محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے - پس جن لوگوں نے (معاویہ شامیوں نواصب وخوارج) جناب امیر سے دشمنی وبغض وعداوت رکھی تو انہوں نے اللہ اور رسول کو ایذا دی اور ان سے دشمنی رکھی - اللہ اور رسول صلعم تو جناب امیر کو محبوب رکھیں مگر معاویہ خیل ان کی شان گھٹا کر چوتھے درجہ پر لا دیں - عجب اسلام اور عجب ایمان ہے -

(۳) وذکر حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر - (مشکوٰۃ شریف - باب مناقب علی اخیر حصہ حدیث رائت خیبر صفحہ ۱۲۰ دیکھو) ذکر کی گئی حدیث براء کی کہ فرمایا حضرت صلعم نے علیؑ کو تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں - یہ کیا یہ ہے کمال اتحاد اور اخلاص اور یگانگت اور مشارکت سے نسب میں (حاشیہ مشکوٰۃ احمدی پریس صفحہ ۱۲۱)

(۴) عن زید بن ارقم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (رواہ احمد وترمذی) صفحہ ۱۲۰ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس کا میں سردار ہوں اُس کا علی سردار ہے یہ توحد فی الولایت ہے - پڑھو تفسیر انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الاخرہ -

(۵) وعن حبشی بن جنادہ - قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا او علی - رواہ الترمذی ورواہ احمد عن ابی جنادۃ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی جلد ۸ صفحہ ۱۲۰ مطبع احمدی لاہور) روایت ہے حبشی بن جنادہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور نہ ادا کرے میری طرف سے کوئی مگر میں یا علیؑ - انتہی یہ توحد فی الرسالت ہے -

(۶) توحد فی الاخوت :- عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال رسول اللہ صلعم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب (مشکوۃ شریف باب مناقب علی صفحہ ۱۲۱) روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا بھائی چارہ کرا دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیان اپنے یاروں کے۔ پس آئے علی اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔ پس کہا علیؑ نے اپنے اپنے یاروں کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا اور میرے اور کسی اور کے درمیان بھائی چارہ نہ کرایا۔ پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تو میرا بھائی دنیا اور آخرت میں ہے۔ انتہی یعنی تجھ کو کیا حاجت ہے کہ کسی اور سے بھائی چارہ کرا دوں حاشیہ مشکوۃ صفحہ ۱۲۱) اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل دنیا کے تمام رشتے بقاء حیات تک قایم رہتے ہیں۔ موت ہر ذی حیات کے رشتے کو قطع کر دیتی ہے۔ مگر ہمارے پیغمبر صلعم کا رشتہ بعد ممات بھی دنیا و آخرت میں باقی رہتا ہے۔ قال النبی صلعم کل نسب وسبب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی اس لئے حضور صلعم نے علیؑ سے فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ ان کا یہ رشتہ بھی دنیا و آخرت میں باقی ہے۔ باقیوں کا رشتہ بعد وفات ختم تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر **لوامع التنزیل** حضور سیدنا حجۃ الاسلام علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب

(۷) **توحد فی الحکمت والعلم**:۔ قال رسول اللہ صلعم انا دار الحکمت وعلی بابھا رواہ الترمذی مشکوۃ ص۱۲ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے میں حکمت کا گھر ہوں علی اس کا در ہے۔ اور میں شہر علم ہوں علیؑ اس کا در ہے۔ جس کو علم کی ضرورت ہو وہ دروازہ کی طرف سے آئے (کتاب اللآلی سیوطی صفحہ ۱۸)

(۸) **توحد فی الطہارت والعصمت**:۔ قولہ تعالیٰ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک۔ ھذا حدیث حسن غریب (مشکوۃ شریف باب مناقب علی ص۱۲۲) اس میں عمدہ مقصود بیان کرنا علیؑ کی طہارت ظاہری و باطنی صوری و معنوی کا تھا۔ ورنہ ان کو بھی مسجد میں جنب ہونے یا جانے کی اجازت دوسروں کی طرح نہ ہوتی۔ اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ علیؑ خانہ زاد خدا ہے۔ پس خدا کے اسرار کا وہی واقف ہے مشہور ہے اھل البیت ادری بما فی البیت۔ ایک تیسری وجہ بھی اس میں ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ علیؑ کی ولادت بھی بیت اللہ میں ہوئی وفات بھی مسجد میں۔ اس لئے حق تعالیٰ کی مشیت کا اقتضاء ہوا کہ علیؑ کی ولادت و وفات کا درمیانہ عرصہ بھی بیت اللہ میں گذرنا چاہیئے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

والله ذو الفضل العظیم ۵ **شعر**

ایں سعادت بزور بازو نیست ؎ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ؂

ان حقائق کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب منہاج السلامہ مصنفہ علامہ حائری قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ۔

(۹) **لو صد فی الفضائل**:۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سبّ علیاً فقد سبّنی رواہ احمد۔ (مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب علیؑ صفحہ ۱۲۲) جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کو گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی۔ انتہی ملاں صاحبان جھنگ و گھیانہ۔ فرمائیے معاویہ اور اس کے حامیوں اور معاونین کا کیا حشر ہوگا جنہوں نے جناب امیر علیہ السلام کو اٹھاون سال برابر منبروں پر گالیاں دیں اب بھی حمایت بنی امیہ میں تحقیر و تذلیل مرتضوی کر رہے ہیں درحقیقت جناب سرور عالم کو گالیاں دیتے ہیں۔

(۱۰) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انا وعلی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (اخرجہ الطبرانی والدیلمی والحاکم وابو بکر مردویہ والخوارزمی وابن المغازلی۔ صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۰۹ وارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۵۳۰ جلد حدیث نور عبقات الانوار صفحہ ۲۴۳۔

(۱۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ الراس من جسدی۔ حضرت براء بن عازب سے روائیت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ سر میرے جسم سے (خطیب ابن مردویہ۔ دیلمی۔ ارجح المطالب صفحہ ۵۳۶)

(۱۲) عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فرعنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ فی القبور (اخرجہ الترمذی عبد البر فی الاستیعاب بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۵۵۳۔ باب چوتھا۔ نولکشور پریس ہو۔ بار دوم)

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت صلعم کا عَلم ہر ایک غزوہ میں انکے پاس تھا۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت صلعم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلعم کے ساتھ صبر کئے رہے۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتا

سے ؎ امامیکہ بعد از وفات پیمبر ؎ خلافت گذارد بہ ماتم نشیند

(۳۱) عن ابی ذرؓ قال رسول اللہ صلعم من فارق علیاً۔ فقد فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ عزوجل (اخرجہ احمد والدیلمی) (ب) عن بریدۃ الاسلمیؓ قال قال رسول اللہ صلعم من نیقص علیاً فقد نیقصنی (اخرجہ الدیلمی) (ج) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلعم من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (ابن مردویہ)

(د) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔ قال قال رسول اللہ صلعم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی۔ (اخرجہ الحاکم ارجح المطالب صفحہ ۱۴۰-۱۴۱) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جس نے علیؑ کو چھوڑا۔ اُس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھ کو چھوڑا اُس نے خدا کو چھوڑا (ب) جس نے علیؑ کی شان گھٹائی اُس نے میری شان گھٹائی (ج) جس نے علیؑ سے حسد کیا اُس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وُہ کافر ہُوا (د) جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی۔ جس نے اُس کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ انتہی۔ مُلّاں صاحب اور اس کے معاونین سنتے ہو؟

(۴۲) توحد فی البدن۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال قال رسول اللہ صلعم لام سلمۃ ان علیاً لحمی ودمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا بی بی ام سلمہؓ سے کہ اسے ام سلمہ تحقیق علیؑ کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے۔ اور وُہ مجھ سے بمنزلۃ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں۔ (خوارزمی۔ ابو نعیم عقیلی۔ زیادہ دیکھو میرا رسالہ الولی نعم الوصی جس کا جواب ضلع جھنگ کے مولویوں سے نہ بن سکا۔ اور ارجح المطالب باب ۲ صفحہ ۲۳۱)

(ب) ثبوت صحت حدیث لحمک لحمی۔ دیکھو کھلی چٹھی جناب محقق لاثانی عالم ربانی حامی دین متین و محب اولاد امیر المومنین جناب حکیم و مولوی امیر الدین صاحب کھوکھر۔ ساکن چک جلال الدین کھوکھر ڈاکخانہ چیلہ۔ ضلع جھنگ۔

نتیجہ:۔ مُلّاں صاحب تو ایک حدیث نور کو دیکھ کر بھڑک اُٹھے یہاں ہم نے توحد و یگانگت مرتضوی و مصطفوی صلعم میں ببرکت چودہ معصومین علیہم السّلام چودہ صحیح احادیث سے ثابت کر دکھایا کہ جناب امیر علیہ السّلام اور سرور عالم صلعم ایک تن و ایک جان۔ اور ایک نور و رُوح رواں ہیں۔ فللہ الحمد علی ظہور بطلان خرافات اعدائے النور و ثبوت صحۃ حدیث النور کا النور علی شاھق الطور۔ ولکن من لم یجعل اللہ لہ

نوراً فما لہ من نور۔ ولقد صدق اللہ تعالیٰ فانہا لا تعمی الابصار۔ ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

(۱۳) صفحہ ۱۲ سبقت الی الاسلام:۔ تمام مذاہب شیعہ و سُنی و اہل حدیث وغیرہ کا اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام نے بلوغت سے پیشتر اظہار اسلام کیا۔ وُہ فطرۃً مُسلمان پیدا ہُوئے۔ آغوش مقدس جناب سرورِ عالم صلعم میں پرورش پائی۔ لعاب دہن مُبارک رسُول اکرم صلعم کو چُوس چُوس کر پیا۔ تمام انوار نبوت جناب امیر علیہ السّلام کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے۔ اور وُہ مظہر اتم نبوت قرار پائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کفار و مشرکین کے آغوش میں پرورش پائی۔ ان کا گوشت و پوست و رگ و ریشہ میں شرک و کفر چالیس سال تک رہا۔ بعدہٗ اسلام نے آ کر دُور کیا۔ بھلا وُہ جناب امیر علیہ السّلام کے ساتھ کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ زیادہ دیکھو الولی نعم الوصی۔ بحث سابق الاسلام کون ہے!

(ب) اصحاب و علماء کا اس پر اجماع ہے کہ آپ اسلام میں قدیم ہیں۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔ بعث رسول اللہ صلعم یوم الاثنین و اسلمت یوم الثلثا کہ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے۔ اور سہ شنبہ کے روز میں آپ پر ایمان لایا۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ یا نو یا دس برس کی تھی حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے ابتدا عمر سے ہی کبھی بُت نہیں پُوجے۔ دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۹۰ زمیندار پریس لاہور اور ثبوت خلافت نو ترمیم دیکھو نیز اپنے مسلم جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی کا قول دیکھیے ترجمہ علیؓ میں المرجح انہ اوّل من اسلم (تقریب التہذیب صفحہ ۲۷۲) پس دُوسرے اقوال مرجوح اور ساقط ہیں۔

(۱۴) صفحہ ۲۳۔ مُلّاں صاحب کا ایک اور دھوکا و فریب۔ دعوت قریش کی روایت کا راوی عبد الغفار بن ابی مریم ہے۔ وھو متروک کذاب شیعی اتہمہ علی بن المدینی وغیرہ لیوضع الحدیث وضعفہ الائمہ۔ جواب:۔ مُلّاں صاحب کیوں خدا سے نہیں شرماتے۔ اس کا راوی عبد الغفار بن القاسم عن المنہال بن عمرو الخ ہے۔ دیکھو اسناد مکمل معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۵۲۔ اور ابن ابی مریم چار ہیں۔ برید۔ یزید۔ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم۔ سعید بن الحکم (تقریب التہذیب) مُلّاں اور اُس کے معاونین کا قاعدہ ہو چکا ہے کہ جس کا جواب نہ بن سکا اس حدیث کو موضوع قرار دیا۔ یا راوی کو ضعیف قرار دیا یا اُس کی کُنیت۔ ولدیت کو خواہ مخواہ تبدیل کر دیا۔ یا شیعہ ہونے کا الزام دیا حالانکہ ان کے بخاری کے راوی خوارج و نواصب و قدریہ اور شیعہ بکثرت ہیں۔

(۱۵) ہجرت:۔ صفحہ ۲۶ مفصل حالات نور العین والولی نعم الوصی و ثبوت خلافت میں تحریر ہو چکے۔ دوبارہ لکھنا فضول باعث طول ہے۔ اور دعوت قریش کا مفصل بیان ثبوت خلافت میں دیکھو۔

(ب) مصنف حملۂ حیدری حضرت ابوبکر کا جناب سید البشر صلعم کو اپنے دوش مبارک پر اُٹھالیجانے پر تعجب کرتا ہے جو ولی زین حدیث است جائے شگفت سے ظاہر ہے اور شگفت کے معنے تعجب کے ہیں کوئی لغت کی کتاب دیکھو۔

(ج) چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بزازی کا کام کرتے تھے اور کپڑوں کی گٹھڑیاں و بنڈل لے کر بازاروں میں پھیری لگاتے تھے (دیکھو تاریخ الاسلام جلد سوم۔ باب دوم صفحہ ا۔ بحوالہ حیوۃ الحیوان) اس واسطے ان کو بوجھ اُٹھانے کی عادت تھی۔ اگر سرورِ عالم صلعم کو اُٹھالیا ہو تو کیا فضیلت کی بات ہوئی بوجھ اُٹھانا کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ پڑھو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ دُلدل و بُراق سرورِ عالم کو اُٹھا کر رسُول و نبی نہ بن سکے۔

(د) حضرت ابوبکر ایک معمر دُبلے پتلے بزرگ جن کے ہمراہ بروائیت روضۃ الصفا جلد دوم و تاریخ خمیس پانچ ہزار درہم کی تھیلیاں بھی موجود تھیں وُہ جناب سرورِ عالم صلعم کو جبل ثور کی مشکل چڑھائی پر کس طرح اُٹھا کر لیگئے۔ یہ یار لوگوں کے دل خوش کن فسانے اور سادہ لوح مسلمانوں کو پھسلانے کی باتیں ہیں۔ چونکہ سرورِ عالم صلعم کے جناب امیر المومنین علیہ السّلام شاگرد رشید و نائب و وصی تھے۔ اسلئے حضور انور کو آپ کے ترقی مدارج کا زیادہ خیال رہتا تھا۔ اس لئے جناب سرور کائنات صلعم نے شاہ ولائت کو اپنے دوش مبارک پر سوار فرمایا۔ حتیٰ کہ جناب امیر علیہ السّلام اس درجہ کو پہنچے جو فرماتے تھے کہ تمام پردے میرے سامنے سے اُٹھ گئے اور عرش کرسی تک نظر آئے۔ گویا یہ حالت معراج تھی۔ لوکشف الغطاء لما ازددت یقینا۔ اگر تمام پردے میرے سامنے سے اُٹھ جائیں تو میری معرفت و یقین میں کچھ زیادتی نہ ہوگی۔ (فواتح جسبندی و رہبر کامل) ص ۵

(ھ) بس کن حدیث غار کہ عار است نزدِ عقل ۔۔۔ آں حزن بیقراری شیخ معمرم
امام من آنست کہ فرمانش بردہ مار ۔۔۔ من ایں امام مار گزیدہ کجا برم

جناب ابوبکر کو تو غار میں سانپ نے کاٹ کھایا۔ مگر جناب امیر علیہ السّلام کا اژدہا نے حکم مانا۔ بتائیے افضل کون ہے؟ (معجزہ) صاحب شواہد النبوت و السعد بن ابراہیم اربلی سُنی اربعین میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب علی المرتضیٰ کوفہ میں مصروف وعظ تھے کہ ناگاہ ایک شور و غل ہوا۔ دیکھا کہ ایک اژدہا چلا آتا ہے۔ لوگ خوفناک ہوئے۔ لیکن جناب علی المرتضیٰ نے فرمایا کوئی خوف نہ کرے۔ اور اس کو راستہ دیدو۔ اس کو مجھ سے کام ہے۔ چنانچہ وُہ اژدہا جناب علی المرتضیٰ علیہ السّلام کے قریب بالائے منبر پہنچا اور اپنا پھن گوش مبارک پر لگادیا۔ پھر جناب امیر علیہ السّلام نے کچھ کلمات اس کے پھن کے قریب

فرمائے۔ وُہ سن کر واپس چلا گیا۔ دریافت پر حاضرین سے جناب امیرالمومنین نے فرمایا کہ میں جس طرح تمہارا امام ہوں اسی طرح میری امامت کے معتقد تمام مخلوق خدا ہے۔ یہ فلاں شاہِ جن کا بیٹا تھا اس کے باپ نے آج قضا کی اور یہ اس کا جانشین ہوا ہے۔ مجھ سے بعض امور انتظامی سلطنت کے متعلق بعض حکم چاہتا تھا چنانچہ اس کو حکم دیا گیا۔ کوفہ میں جو ایک باب ثعبان (اژدہا کا دروازہ) ہے اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس راستے سے اژدہا آیا تھا۔ اس زمانہ میں یہ معجزہ دُور دُور مشہور ہوگیا انتھیٰ۔

(۱۶) **قول مُلّاں**:۔ چونکہ شب ہجرت میں حضرت علی آیہ من یشری نفسہ ابتغا الخ کا مصداق نہیں بن سکتے۔ اس لئے واقعہ میکائیل و جبرئیل کا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنہ میں بیان کیا ہے۔ ھذہ القصۃ موضوعۃ باتفاق اھل الاسلام (صفحہ ۱۳۱)

جواب صابر:۔ خداوند کریم نواصب و خوارج کو ہدایت بخشے کہ جناب امیر علیہ السلام کے فضائل و مناقب ان کی کیسی آنکھ میں کھٹکتے ہیں کہ وُہ اپنی مسلمہ روایات سے بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ ابن تیمیہ خارجی و مجہول شخص تھا۔ کما مر اس کی سند قابل اعتبار نہیں۔ اس قصّہ کی صحت پر تمام علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم۔ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۵۔ **تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۳۲۵ تاریخ حبیب السیر جزو سوم جلد اوّل صفحہ ۲۴**۔ احیاء العلوم غزالی۔ سیرت محمدیہ۔ از تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد دوم صفحہ ۲۸۳-۲۸۴۔

(ب) تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ پر ہے۔ والروایۃ الثالثۃ نزلت فی علی ابن ابی طالب بات علی فراش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ و میکائیل عند رجلیہ وجبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابی طالب یباھی اللہ بک الملٰئکۃ ونزلت الایۃ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ الاٰخرہ۔ ترجمہ۔ یعنی تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے بارہ میں نازل ہوئی جبکہ آپ فرش رسول صلعم پر سوئے تھے۔ جس رات کو آنحضرت غار کی طرف روانہ ہوئے۔ اور روایت ہے کہ جب جناب امیر اس فرش پر سوئے تو جبرئیل حضرت کے سرہانے کھڑے ہوئے اور میکائیلؑ پیر کی طرف اور جبرئیل کہتے تھے مبارک ہو۔ مبارک ہو کون ہے؟ آپ کے مانند اے پسر ابوطالب کہ خدا تعالےٰ تمہارے سبب اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور یہ آیہ نازل ہوئی ومن الناس من یشری الاٰخرہ۔ فرمائیے مُلّاں صاحب اب آپ کے فخر الدین رازی و دیگر مفسرین حق پر ہیں یا **ابن تیمیہ**؟ کسی حقیقی واقعہ سے انکار کرنا وُہ واقعہ غلط نہیں ٹھہرسکتا۔ کیا دہریے کے انکار

سے ہستیٔ باری تعالیٰ باطل ہو سکتی ہے؟

(۱۷) **حضرت ابوبکر کا گریہ:-** مُلّاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر گریہ حضرت ابوبکر سے انکار کرتے ہُوئے خود اقراری ہوگئی سچ ہے لاحافظہ للکاذب۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ سُنو وہ لکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ فبکی ابوبکر خوفاً علی رسول اللہ۔ فقال علیہ السلام لاتحزن ان اللہ معنا فقال ابوبکر ان اللہ لمعنا۔ فقال رسول اللہ نعم فجعل یمسح الدموع عن خدہ الحدیث۔ یعنی جب صدیق اکبر نے کافروں کو دیکھا کہ غار کے نزدیک آ گئے ہیں تو رسول اللہ کے خوف کے لئے رو پڑے یعنی ابوبکر کے آنسو گر پڑے۔ پس آنحضرت نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا مت غمگین ہو تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس ابوبکر نے کہا۔ **اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے؟** حب رسول اللہ نے فرمایا ہاں۔ پس ابوبکر اپنے رخساروں سے آنسو پونچھتے تھے انتہی۔ اس حدیث ملاں صاحب سے کئی فوائد حاصل ہُوئے (۱) حضرت ابوبکر کا رونا ثابت ہوا۔ رفیق ایسے ہوتے ہیں کہ مکہ معظمہ سے تین چار میل دُور پہاڑ کی چوٹی پر غار کے اندر رو رہے ہیں۔ حضور سرورِ عالم صلعم کے تردد و فکر کو بڑھا رہے ہیں۔ اور بجائے سکوت و چپ کرنے کے آنسو بہاتے جاتے ہیں۔ اگر کافر سُن پاتے تو دونوں صاحب گرفتار ہو جاتے (۲) **حضرت ابوبکر نے تیرہ سال بعثت رسولِ مقبول میں رہ کر** توحید باری تعالیٰ کو بھی نہیں پہچانا تھا۔ کہ باوجود سرورِ عالم صلعم کے فرمانے کی ان اللہ معنا یعنی خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت صدیق سوال کرتے ہیں۔ ان اللہ لمعنا۔ کیا خدا ہمارے ساتھ ہے معزز ناظرین اب خود انصاف کرلیں کہ یہاں تک۔ حقیقت توحید کو وہ پہچانتے تھے (۳) رفیق غار نے حضرت سرورِ عالم صلعم کو مدد و حمایت کی خاطر ساتھ کیا تھا۔ بلکہ اُلٹا خود غار میں جا کر رونے لگ گئے اور حضور انور صلعم کو تسلی دینی پڑی۔ فداک ابی و امی یا رسول اللہ صلعم باوجود یارِ غار کے آپ اکیلے متوکل باللہ غار کے اندر تھے۔ رفیق صدیق نہ ہوئے۔ (۴) حضرت ابوبکر کو اپنے پانچ ہزار درہم کا اندیشہ تھا کہ مبادا پکڑے جائیں اور یہ مال بھی جان کے ہمراہ چلا جائے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر میں پتھر ملفوف کر کے اپنے بوڑھے باپ حضرت ابو قحافہ کے دل بہلانے کے واسطے رکھ آئے تھے۔ اور یہی آپ کی پونجی تھی۔ اور اس میں حضور انور صلعم سے اونٹ کی قیمت سے چند بھی شامل تھی۔ دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۵۸ مطبوعہ بمبئی۔ ام المومنین بی بی عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ ابوبکر پانچہزار درہم نقد در خانہ داشت در حین رفتن ہمہ را گرفتہ با خود برد ابو قحافہ کہ جد پدری من بود نابینا گشتہ بود۔ گفت کہ ابوبکر شمار اور سختی گذاشت و از برائے شما ہیچ نگذاشت۔ من گفتم چیزے لسیار نزد من ذخیرہ گذاشت در موضعی کہ ابوبکر

نقود را مضبوط ساختی سنگ ریزہ چند تعبیہ ساختم و جامہ براں انداختہ دست اورا گرفتہ باں موضع نہادم و گفتم ایں مالیست کہ برائے من نہادہ۔ ابوقحافہ گفت کہ غم مخورید کہ ایں قدر شمارا کفائت کند۔

(۵) قول ملاں لاجرم ان اطلع اللہ علی قلیل صفحہ ۲۷ الا آخرہ الجواب۔ ان حرف شرط ہے۔ اور غرض یہ ہے کہ اگر خدائے پاک نے اے ابوبکر تیرے دل کو تیری زبان کے موافق پایا تو تجھ کو یقیناً میرے کان و میری آنکھ کے برابر کرے گا۔ ظاہر ہے کہ ان شرطیہ سے صیغہ ماضی معنی مستقبل کا دیتا ہے۔ اب اگر ملاں صاحب کو ان بالفتح کا شبہ ہے تو مردود ہے۔ آخری حصہ روایت کا موید ہے جو آیات بیانات صفحہ ۵۴ جلد اول و تفسیر امام حسن عسکریؑ میں ہے۔ بمنزلۃ الروح من البدن کعلی الذی ھو منی کذلک وعلی فوق ذلک الزیادۃ فضائلہ وشرف خصالہ یا ابابکر ان من عاھد اللہ ثم لم ینکث ولم یغیر ولم یبدل ولم یحسد من قد اباہ اللہ بالتفصیل ھو معنا فی الرفیق الاعلی۔ پس مقلدین ابن ملجم و معاویہ خیل غور کریں۔

(۵) جب سرور عالم صلعم غار ثور میں جناب صدیق کو اطمینان دلا چکے تھے کہ خدا ہمارے ساتھ محافظ و نگہبان ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ راستہ میں سراقہ مشرک سے ڈرنے لگے۔ وہی مال کا غم تھا۔ اور خدا پر توکل نہ تھا (۱۸) ملاں صاحب آپ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی اور اپنے امام بخاری اور مصنف روضۃ الصفا کے ارواح سے دریافت فرماویں کہ حضرت ابوبکر نے نوسو درہم کی تھیلی اپنے داماد اور ہادی و رسول مقبول سے کیوں لی۔ افسوس نواصب و خوارج بیجا حمایت و محبت صدیقی میں ایسے مستغرق ہیں۔ کہ اللہ کا پیارا نبی تمام عالم کا مالک ان کی نظر میں معاذاللہ کنگال نظر آتا ہے۔ حالانکہ قرآن شریف حضور انور صلعم کی ثروت و دولت کی شہادت دیتا ہے۔ ووجدک عائلا فاغنی ہم نے تم کو مفلس دیکھکر دولتمند کر دیا۔

(۱۹) غار ثور میں کھانا کون لاتا تھا۔ ملاں صاحب بحوالہ تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکرؓ یہ دونوں بہن بھائی آنحضرت صلعم اور اپنے باپ کے واسطے کھانا لاتے تھے۔ اور عبدالرحمن دو اونٹ اور دو پوشاکیں لایا صفحہ ۴۱۔ مگر علامہ سیوطی اپنی تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ مصر پہ اس کے برعکس فرماتے ہیں۔ فمکث ھو وابوبکر فی الغار ثلثۃ ایام یختلف الیھم بالطعام عامر بن فہیرہ وعلی رضی اللہ عنہ یجھزھم فاشتروا ثلاثۃ ابل من اھل البحرین واستاجر لھم دلیلا فلما کان لبعض اللیل من اللیلۃ الثالثۃ اتاھم علی رضی اللہ عنہ بالابل والدلیل فرکب رسول اللہ صلعم واحلا و رکب ابوبکر اخر فتوجھوا المدینۃ وقد بعث قریش فی طلبہ یعنی آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر تین روز غار میں رہے۔ عامر بن فہیرہ کھانا لیکر آتا تھا اور حضرت

علیؑ اس کا سامان کرتے تھے۔ بحرین کے اُونٹوں سے تین اونٹ خریدے اور ایک راہنما مقرر کیا۔ جب تیسری رات ہوئی تو حضرت علیؑ علیہ السلام اونٹ اور راہنما لیکر آئے اور رسول اللہ صلعم اپنے اونٹ پر دُوسرے پر حضرت ابوبکر سوار ہُوئے اور راہی مدینہ ہُوئے۔ اور قریش نے حضرت صلعم کے پکڑنے کو بھیج رکھا تھا انتہی۔ ملاں صاحب سُنا! یہ اصل حقیقت ہے۔ ہر ایک مومن و محقق سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت ابوبکر کے گھر پتھر دھرے تھے تو کھانا پتھروں کا پک کر آنا تھا۔ جب یار غار اپنا تمام نقد دراہم ہمراہ رکھتے تھے تو اُونٹ کس سے خریدے گئے۔ اور جب حضرت ابوبکر راستہ میں آنحضرت صلعم کو ملے اور آنحضرت ان کو گرفتار کنندہ سمجھ کر سہم گئے تھے تو وُہ اپنے صاحبزادوں کو اپنا ٹھکانا کیسے بتا آئے تھے۔ پس حضرت ابوبکر کے گھر سے طعام پک کر آنا یار لوگوں کا فسانہ ہے۔ اور فضائل مرتضوی کو مٹانے کا بہانہ ہے۔

(ج) تاریخ کبیر طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۰ و ۲۴۲ اور تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۲۴۰ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر راستہ میں پیچھے پیچھے آتے ملے اور آنحضرت صلعم نے ان کو مشرک خیال کیا تھا۔ زیادہ دیکھو میری کتاب ثبوت خلافت بلا ترمیم جس میں مخالف کے رگ و ریشہ کو کاٹ کر رکھ دیا ہے پس حضرت ابوبکر کی غار ثور میں رفاقت اور صداقت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وُہ ڈرپوک نکلے۔ باوجود معیت اللہ اور رسول مقبُول صلعم کے غار میں جا کر رونے لگے۔ کیا ڈرنے والا اور رونے والا شجاع و بہادر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

(ج) جناب امیر علیہ السلام پر پتھر کا برسنا بحث ثانی اثنین۔ نزول سکینہ و لفظ صاحب دیکھو الولی نعم الوصی۔ معالم التنزیل صفحہ ۳۸۱۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۴۔ ترجمان القرآن صفحہ ۳۸۵

(۱۹) غزوات النبی صلعم۔ جہاد فی سبیل اللہ سے حضرات اصحاب ثلاثہ کا بھاگ جانا۔

اوّل جنگ بدر کہ جنگ بدر میں جو پہلا جنگ و جہاد فی سبیل اللہ تھا اس میں ایمان و اسلام کا امتحان تھا۔ حضرت شیخینؓ نے کونسی بہادری دکھائی اور کتنے کفار و مشرکین قتل کئے؟ نام بنام تحریر فرمائیے۔ (ج) ایک عریش چھپر جو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلعم کی نشست کے لئے بنایا تھا۔ اس میں صرف ابوبکر صدیقؓ آنحضرت کے ہم نشین تھے (صفحہ ۲۴ اسواط)۔ پس یہی فضیلت ہے کہ کفار و مشرکین کے ڈر سے سایہ ظل الہی کی پناہ پکڑی تھی۔ خداوند کریم نے یہ انعام عطا فرمایا فضل اللہ المجاهدين على القاعدين۔ خداوند نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر فضیلت دی۔ الحمد للہ کہ جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت حضرت صدیق پر ظاہر ہوئی (ج) حضرت عمرؓ ابن الخطاب کی تلوار نو

جنگ میں کفار و مشرکین پر ہرگز نہ چلی۔ مگر جب ستر قیدی جنگ بدر سے زندہ گرفتار ہوکر آئے تو حضرت عمرؓ نے التماس کی کہ جو جس کا رشتہ دار ہو وہی اپنے رشتہ دار کو قتل کرے۔ قیدیوں پر تلوار چلانا حضرت عمر ہی کی بہادی تھی

دوم جنگ احد ملاں صاحب صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر جنگ احد میں آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔ اور مفرور نہیں ہوئے۔ ہم ملاں صاحب کے مستند و معتبر مقبولہ کتب سے فراری حضرات شیخینؓ ثابت کرکے اپنی حجت قائم کرتے ہیں۔ اور علماء اہل سنت سے داد چاہتے ہیں (الف) تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۹۱ سطر ۲۵ مطبوعہ بمبئی پر ہے۔

اصحاب روئے بگریز نہادند و در خدمت آں سرور بغیر از امیر المومنین و ابودجانہ و سہل بن حنیف دیگرے نماند و حالت غشی بر آنحضرت صلعم طاری شد۔ چوں اندک افاقتی روئی نمود از علی پرسید کہ مردم چہ کردند گفت نقض عہود نمودہ فرار کردند انتہی (ب) زید بن اسید وہب از عبداللہ بن مسعود پرسید کہ چنان شنیدم کہ در روز احد بغیر از علی و ابودجانہ و سہل بن حنیف کسے نزد پیغمبر نماندہ بود۔ بعد از ساعتے عاصم بن ثابت و طلحہ بن ثابت آمدہ در خدمت خیر البشر کمر بستند آیا ایں خبر بیان واقع است۔ گفت بلے۔ پرسیدم ابوبکر و عمر کجا بودند۔ گفت ایشاں نیز بگوشہ رفتہ بودند۔ و در روز سیوم از جنگ بخدمت آن سرور فائز شدند۔ (روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۹۱۔ چھاپہ بمبئی دیکھو) (ج) عثمان بن عفان با دو کس از جنگ گاہ بیرون رفتہ راہ گم کردند۔ و بعریض رسیدہ بعد از سہ روز بخدمت حضرت رسالت پناہی آمدند۔ حضرت صلعم فرمود لقد ذھبتم فیھا عریضۃ انتہی۔

نتیجہ:۔ حضرات اصحاب ثلاثہ سرور عالم صلعم کو چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ کر چلتے بنے اور تیسرے روز حاضر ہوئے۔ یہ ان کی شجاعت و بہادری تھی اور یہ عہد و پیمان تھا۔

(د) **حضرت ابوبکر کی جنگ احد سے فراری**:۔ عن عائشۃ قالت قال ابوبکر الصدیقؓ لما جال الناس عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یوم احد کنت اوّل من فاء۔ رواہ الحاکم۔ ترجمہ۔ ام المومنین بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ احد کے دن لوگ آنحضرت صلعم سے متفرق ہوگئے تھے۔ اور میں سب سے پہلے واپس ہوا (ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۱۲) (فائدہ) حضرت صدیق کا رسول اللہ صلعم کو چھوڑنا ثابت ہوا۔ مال غنیمت کے لینے کے واسطے سب سے پہلے حاضر ہوئے۔

(ہ) **حضرت عمر کی جنگ احد سے فراری**:۔ ازالۃ الخفاء ۱۶۸ و تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۸۔ قال لما کان یوم احد ھزمنا۔ ففررت حتی صعدت الجبل ولقد رأیتنی انزو

۹۰
کافی ادویہ درمنثور سیوطی جلد۲ صفحہ ۸۸ شرح نہج البلاغت صفحہ ۲۰۹ وکنز العمال۔ تفسیر ابن جریر جلد۴ صفحہ
حضرت عمر ابن الخطاب نے فرمایا کہ احد کے روز ہم نے شکست کھائی۔ میں اتنا بھاگا کہ پہاڑ پر جا چڑھا۔
اور میں پہاڑی بکری کی طرح اچھلتا پھرتا تھا۔ خازن صفحہ ۲۹۷ جلد ۱۔ بہادر و شجاع ایسے ہوا کرتے ہیں۔

(و) **حضرت عثمان کی جنگ احد سے فراری**:۔ ملاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱
پر حضرت عثمان کی فراری کے خود اقراری ہیں۔ کہ صحیح البخاری میں ایک حدیث اسی مضمون کی موجود ہے
جس میں کہ عبداللہ ابن عمر اور ایک اعرابی سے ایک مختصر سا مکالمہ ہوا تھا وہو ہذا۔ قال البخاری
حدثنا عبدان حدثنا ابو حمزہ عن عثمان بن موہب قال جاء رجل حج البیت فرای قوما
جلوسا۔ فقال من ہولاء القعود قالوا ہولاء قریش قال من الشیخ قالوا ابن عمر فاتاہ
فقال انی اسالک من شئی فحدثنی قال سل قال انشدک بحرمۃ ہذا البیت اتعلم
ان عثمان بن عفان فر یوم احد قال نعم الاخرہ بقدر الحاجۃ ترجمہ۔ ایک شخص آیا
اور بیت اللہ کی حج ادا کی اور ایک قوم کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ بیٹھنے والے کون ہیں۔ کہا یہ قریش
ہیں۔ اعرابی نے کہا ان کا سردار کون ہے۔ لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمر ہے۔ اعرابی ابن عمر کے
پاس آیا۔ اور کہا میں تجھ سے کچھ پوچھتا ہوں آپ مجھے اس کا جواب دیں۔ ابن عمر نے کہا پوچھ
اعرابی نے کہا قسم ہے تجھ کو اس عزت والے گھر کی کیا تجھے معلوم ہے کہ عثمان جنگ احد کے
دن **میدان سے ہٹ گئے تھے**۔ عمر نے کہا ہاں۔ انتہی۔ صحیح بخاری سے حضرت عثمان
کا جنگ سے بھاگنا ثابت ہوا۔ فرؔ کے معنی بھاگ جانا ہے۔ مگر ملاں صاحب نے حسب عادت میدان
سے ہٹ جانا ترجمہ کیا ہے۔ حالانکہ میدان سے ہٹ جانا بھی معیوب اور بزدلی کی نشانی ہے۔
کسی فوجی افیسر سے جا کر پوچھو جو بغیر حکم کمانڈر انچیف سپہ سالار کے کوئی سپاہی میدان جنگ سے
بھاگ جائے یا مورچہ کو چھوڑ دے تو اُس کو گولی مار دی جاتی ہے یا نہیں۔ ثابت کرو کہ حضرت
عثمان اللہ اور اُس کے رسول کے حکم سے مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے چلے گئے تھے۔ جب
حضرت عثمان نے حمایت اسلام میں اللہ اور اُس کے رسول کی رضامندی کی خاطر میدان چھوڑ دیا تھا
تو پھر خدا تعالیٰ نے ان کو گنہگار قرار دیکر کیوں معاف کیا۔ ولقد عفا اللہ عنہم کی آیت ثابت
کر رہی ہے کہ ان سے گناہ سرزد ہوا جس پر معافی ہوئی۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ جو لوگ جنگ
احد سے بھاگکر مدینہ منورہ کو پہنچے تھے عورتیں ان پر خاک ڈالتی تھیں اور چرخے لاکر رکھتی تھیں کہ انکو کاتو
(زیادہ دیکھو ثبوت خلافت نو ترمیم)

سوم جنگ خیبر - **قول ملاں** - لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کے بعد ہم ڈاکٹر صاحب سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ علماء نقل میں سے اس حکایت کو کس نے نقل کیا ہے اور اس کی سند کہاں ہے - اس جنگ میں نہ ابوبکر بھاگے نہ عمر کو شکست ہوئی، معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ شریر النفس لوگوں کی ایجاد ہے۔ الاخرہ (صفحہ ۵۹ - سطر ۲-۱ سواط)

جواب صاف - سنئے مناظرین یہ مرض ابتداء ہی سے چلی آتی ہے - شیعان جناب حیدر کرار غیر فرار کے سامنے اپنے مسلمات سے انکار کر جاتے ہیں - اپنے مفسرین - محدثین و مورخین کو جھٹلا کر جان چھڑاتے ہیں - ملاں صاحب کی خاطر چند ثبوت انہیں کی مسلمہ و مقبولہ کتب سے پیش کئے جاتے ہیں - اب ملاں صاحب کو اختیار ہے کہ اپنے علماء کرام کو شریر النفس کہیں یا ان پر لعنت ڈالیں سنو

پہلا ثبوت - حضرت ابوبکر کا بھاگ جانا :- ازالۃ الخفا (شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے مقصد دوم صفحہ ۱۴ سطر ۱۹ پر ہے - عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر الی بعض حصون خیبر فقاتل وجهد ولم یکن فتح - اخرجہ حاکم ترجمہ - سلمۃ بن الاکوع سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا - آپ نے لڑائی کی مگر فتح نہ پائی انتہی +

دوسرا ثبوت - حضرت عمر کا بھاگ جانا - سار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الی خیبر فلما اتاها بعث عمر وبعث الناس الی مدینتہم و قصرهم فقاتلوهم فلم یلبثوا ان هزموا عمر واصحابہ فجاء یجبنونہ ویجبنہم اخرجہ الحاکم (ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب مقصد دوم صفحہ ۹۴ - سطر ۲) ترجمہ - جناب رسول خدا صلعم نے خیبر کی طرف حضرت عمرؓ کو جھنڈا دیکر روانہ کیا - حضرت عمر اور ان کے ساتھی خیبر کے قلعہ و شہر کی طرف گئے - اور لڑائی کی مگر فتح نہ ہوئی - حضرت عمر اور انکے ساتھی شکست کھا گئے اور واپس ہوئے - حضرت عمر اپنے ساتھیوں کو بزدل بتاتے تھے - اور حضرت عمر کے ساتھی ان کو بزدل کہتے تھے انتہی - فرمایئے ملاں صاحب آپ کے شیر دل کہاں گئے **تیسرا ثبوت** - عن عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول حاصرنا خیبر واخذ اللواء ابوبکر فلم یفتح لہ واخذہ من الغد عمر فانصرف ولم یفتح لہ واصاب الناس یومئذ شدۃ وجهد فقال رسول اللہ صلعم انی دافع لواء غدا الی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع حتی یفتح لہ (خصائص نسائی صفحہ ۱۲ - محمدی پریس لاہور) **ترجمہ** - حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کو گھیرا اور حضرت ابوبکر

نے نشان لیا۔ سو ان کے ہاتھ پر فتح نہ ہوئی۔ سو اگلے دن حضرت عمر نے نشان لیا سو پھر سے ایمان لے ہاتھ پر بھی فتح نہ ہوئی۔ اور اُس دن لوگوں کو نہایت تکلیف پہنچی سو حضرت صلعم نے فرمایا کہ مقرر میں کل نشان دونگا۔ اس مرد کو جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہیں نہ پھریگا۔ یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پر خدا فتح کرے گا (زیادہ دیکھو ثبوت خلافت الخلفاء) تو یہ ہے کہ اب لعنة الله علی الکاذبین کو ملّاں صاحب واپس کرکے اپنے اوپر دے مارینگے۔ کہ ہم نے انہیں کی کتابوں سے حضرات شیخین کا خیبر سے شکست کھانا اور بھاگ آنا ثابت کیا۔

چوتھا ثبوت:۔ عن سہل بن سعد ان رسول الله صلعم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلاً یفتح الله علی یدیہ یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله الاخرہ (متفق علیہ) بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے خیبر کے دن فرمایا کہ فجر اس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ فتح کرے گا۔ وہ شخص اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں الاخرہ۔

اِس متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے کہ باقی اصحاب بھگوڑے تھے وبہادر نہ تھے شیخین کی شجاعت وبہادری ظاہر ہوگئی کہ شکست کھا کر واپس ہوئے۔ حضرت ابوبکر ایک دفعہ اور حضرت عمر نے دو دفعہ علم محمدی ہاتھ میں لیا اور دونوں دفعہ شکست کھائی (دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۲ چھاپہ بمبئی) اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ سوائے امیر المومنین مولا مشکلکشا شیر خدا جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کے اور کوئی اصحاب اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا تھا۔ اور اللہ اور اسکے رسول ان کو دوست رکھتے تھے۔ صرف جناب شیر خدا ہی محب و محبوب خدا و رسول تھے۔ پھر فتح کا سہرا جناب امیر علیہ السلام کے سر پر باندھا گیا۔ کہ تاقیامت فاتح خیبر کے نام سے مشہور ہوئے۔ فافہم وتدبر۔ چند روایات میں رجلا کراراً غیر فرار آیا ہے۔ دیکھو مدارج وغیرہ۔ پس کرار غیر فرار سے ثابت ہے کہ جو پہلے گئے تھے وہ فرار تھے۔ غور شرط ہے۔

چہارم جنگ حنین { قول ملاں حضرت ابوبکر و عمر جنگ حنین میں آنحضرت کے ساتھ ثابت قدم تھے
{ جواب صابر۔ صحیح بخاری باب قول الله تعالیٰ یوم حنین اذ اعجبتکم صفحہ ۶۲۸ پر ہے۔ انهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت ماشان الناس فقال امر الله ترجمہ۔ ابو قتادہ نے کہا کہ مسلمان جنگ حنین سے بھاگے اور میں بھی ان بھاگنے والوں میں تھا۔ میں نے ناگاہ عمر ابن خطاب کو ان بھاگنے والوں

میں دیکھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ لوگ کیوں بھاگ گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ خدا کا حکم تھا۔ انتہی۔ پس مُلاں صاحب سد ھابوی کے مدارج النبوۃ و سیرت حلبیہ کے حوالجات صحیح بخاری کے مقابل بالکل غلط ہیں۔ اپنا اصول مسلمہ یاد رکھو۔

(ثبوت) روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۴۴ سطر ۱۵ چھاپہ بمبئی پر ہے۔ از جملہ دلاوران کہ ثبات قدم نمودند علیؑ بود و عباس و عبد اللہ مسعود و ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب و اولاد جعفر و ربیعہ و پسران عباس قثم و فضل و اسامہ بن زید و برادرش و برادر مادری او ام ایمن۔ انتہی۔ (زیادہ دیکھو ثبوت خلافت ترجمہ کلاں) پس حضرات اصحاب ثلاثہ اس جنگ حنین سے بھی سرورِ عالم صلعم کو چھوڑ کر نکل بھاگے۔ **نوٹ**:۔ خداوند کریم نے ان کو ثم ولیتم مدبرین پھر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے کا خطاب فرمایا۔ عہد بیعت رضوان توڑنے والے۔ سرورِ عالم صلعم کو ہر ایک جگہ چھوڑ کر بھاگ جانے والے لقد عفا اللہ عنہم کے ماتحت آنے والے جناب امیر علیہ السلام ثابت قدم۔ مجاہد۔ شجاع۔ محبوب خدا سے کس طرح افضل بتائے گئے۔ اور مستحق خلافت بنائے گئے۔ جنگ احد میں اگرچہ گناہ معاف ہوا۔ لیکن جس نے فراری کا گناہ کیا ہی نہیں اس سے حضرت ثلاثہ کیسے فائق و افضل ہوئے۔ فتفکروا ولا تکن من الغافلین الجاہلین۔

پنجم جنگ احزاب یا خندق اس لڑائی میں جو ۵ھ ہجری میں ہوئی۔ حضرات اصحاب ثلٰثہ کی کوئی اسلامی خدمت ثابت نہیں۔ بلکہ وہ عمر بن عبدود کے مقابلہ میں ڈر کر خیمہ سے باہر تک نہ نکلے۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۰۹۔ سطر ۲۶ ذکر قتل عمرو بن عبدود میں لکھا ہے۔ چون عمرو از خندق عبور نمودہ پائے درمیدانِ شجاعت و پردلی نہادہ مبارز خواست۔ لشکر اسلام کہ تہور و مردانگی رد میدانستند از خوف چناں شدند کہ گویا خون در بدنِ ایشاں نماند۔ سرہا درپیش افگندہ خشک بایستادند کانما علی رؤس الطیر و ایں کلمہ ناظر بآنست کہ در ولایت عرب در شتر کینہ بسیار پیدا میشود و کلاغ از ہوا فرود می آید۔ بر سر شتر مے نشیند و آنہا را بہ منقار میچیند و دراں ہنگام شتر از ترس آنکہ کلاغ بہ پرد و کینہ ذر سر او بماند مطلق سر خود مے جنباند و حرکت نمے کند۔ بالجملہ چوں عمرو بن عبدود از اہل اسلام مبارز خواست و ہیچکس در برابر او نیامد۔ حضرت مقدس نبوی فرمود کہ ہیچ دوستی ہست کہ شر ایں دشمن خدای را کفایت کند۔ امیر المومنین علی گفت یا رسول اللہ انا اباذرہ۔ حضرت صلعم در جواب علیؑ ہیچ نفرمود و بروایتی فرمود کہ ابن عمرو بن عبدود است۔ بار دوم عمرو مبارز طلبید۔ علی مرتضیٰ رخصت جست مرخص نگشت۔ بار سیوم

عمرو گفت: در میان شما هیچ مردی نیست کہ بمیدان در آید۔ امیر المومنین علیؑ دستوری خواست تا باآں مشہور در محاربہ آید۔ حضرت رسول دریں نوبت فرمود اذن یا علی۔ چوں امیر المومنین علیؑ نزدیک رفت پیغمبر علیہ السلام شمشیر خود کہ موسوم بذوالفقار بود باو داد وزرہ خاص در بر او پوشانید تا بدن فرخندہ او از سہام حادثات وضوارب ونوائب مصون ومحفوظ ماند وبجہت دفع اصابت عین الکمال عمامہ خویش برسرش نہادہ۔ الاخرہ (جب) جب عمرو بن عبدود جناب امیر علیہ السلام کی ایک ہی ضرب سے فی النار ہوا تو صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم درشان اسداللہ فرمود مبارزۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ نقل است کہ چوں امیر المومنین علیؑ بخدمت حضرت رسول آمد ابوبکر وعمر برخواستند وسر اورا بوسہ دادند وعبداللہ مسعودؓ برخواند کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلی وکان اللہ عزیزاً حکیما (روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۱۰) زیادہ حوالجات دیکھنا چاہو تو میری کتاب ثبوت خلافت لو ترمیم دیکھو۔

نتیجہ:۔ حضرات اصحاب ثلثہ کی یہاں بھی کوئی شجاعت وبہادری ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ فرمان رسول اکرم صلعم پر بھی کوئی لڑنے کو نہ چلا۔ جناب امیر علیہ السلام تمام لشکر محمدی صلعم سے زیادہ شجاع وبہادر ظاہر ہوئے اور ان کی ایک ضرب تمام اعمال امت سے زیادہ افضل ہوئے۔ اگر حضرت شیخین امت محمدیہ میں شامل ہیں تو وہ ان کی تمام عمر کی نیکیاں خندق کی ایک ضربت مرتضوی کے برابر بھی نہیں ہوسکتی۔ بھلا وہ کس طرح جناب امیر علیہ السلام سے افضل ہوسکتے ہیں۔

نتیجہ:۔ حضرات اصحاب ثلثہ مجاہد فی سبیل اللہ ثابت نہ ہوئے۔ نہ ان کی کوئی اسلامی خدمت ثابت ہوئی۔ اور وہ جہاد فی سبیل اللہ کے درجات۔ برکات وفیوض الٰہیہ سے محروم رہے۔ قولہ تعالےٰ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص (صف) تحقیق اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اللہ کی راہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ کی پگھلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اس آئت شریف میں میدان جنگ میں ڈٹ کر لڑنے والے صحابہ کرام کی تعریف کی گئی ہے نہ فراریوں کی

دوسری آئت جہاد:۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین (آل عمران) کیا تم گمان کرتے ہو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ خداوند عالم تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے جہاد کیا۔ اور ایسے صبر کرنے والوں کو جانتا ہے۔ خداوند کریم جل شانہ ان صحابہ کبار کو مہذب طریقہ سے شرمندہ کرتا ہے۔ جنہوں نے یہ طریقہ نکالا تھا کہ نہ شہید ہوں نہ خود مریں نہ کسی کو ماریں اور نہ مرد غازی بنیں بلکہ بھاگ جایا کریں۔

تیسری آئت شریف:- اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون۔ یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنٰت لھم فیھا نعیم مقیم۔ خالدین فیھا ابدا۔ ان اللہ عندہ اجر عظیم (التوبۃ ۳۰۹) ترجمہ:- کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب وحرمت والی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے انہوں نے ہجرت کی اور اپنی جان ومال اللہ کے رستے میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ کے ہاں درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوش خبری دیتا ہے جن میں ان کو دائمی آسائش ملے گی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کو اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ کے ہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ (ف) حضرت عباسؓ پیغمبر خدا صلعم کے چچا تھے۔ مگر فتح مکہ کے وقت ایمان لائے۔ اور حضرت علیؓ پیغمبر خدا صلعم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ سب سے پہلے ایمان لائے پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ ہجرت کی۔ جہاد کئے۔ پس اسلامی خدمتیں حضرت علیؓ کی زیادہ تھیں اور قرابت حضرت عباس کے قریب تھے۔ اور حاجیوں کے پانی پلانے اور خدمت خانہ کعبہ کو بھی وہ اپنے مفاخر میں سمجھتے تھے ان آئیتوں میں اسلامی خدمتوں کی فضیلتوں کا ذکر ہے ع

بندگی باید پیمبر زادگی درکار نیست

(دیکھو حمایل شریف مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی صفحہ ۳۰۲۔ سیپارہ دسواں۔ سورۂ توبہ)

پس جناب امیر علیہ السلام کا مجاہد فی سبیل اللہ اور اسد اللہ الغالب ہونا اظہر من الشمس ہوا۔ خلافت النبوۃ کے واسطے شجاعت بھی ایک شرط ہے جو حضرات اصحاب ثلاثہ میں مفقود تھی۔ تفسیر معالم التنزیل میں محمد الرسول اللہ والذین معہ کی تفسیر میں علامہ بغوی جناب امیر علیہ السلام کی شان میں یوں لکھا ہے استقام الاسلام بسیفہ ؎

گر نبودی دستِ حیدر ذوالفقار
کے بودی اللہ اکبر آشکار

شاہِ مرداں شیر یزداں قوتِ پروردگار
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

(۲۰) صلح حدیبیہ و بیعت الرضوان کے اس میں حضرت عمر کو جو بقول ملاں صاحب نہایت ہی شیردل اور جراری آدمی تھے۔ مکہ شریف میں پیغام پہنچانے کو فرمایا۔ مگر انہوں نے خوف کے مارے جان کو عزیز سمجھ کر انکار کیا۔

قول ملاں۔ ڈاکٹر صاحب کا حضرت عمر ابن الخطاب کی نسبت لکھنا کہ حضرت عمرؓ جناب رسالت مآبؐ کی رسالت میں شک کرنے لگا۔ اور حضور انور سے بہت ہی بے ادبانہ گفتگو شروع کردی۔ محض جھوٹ اور افترا اور بہتان عظیم ہے (صفحہ ۵۷)۔

جواب صابر:۔ تاریخ خمیس شیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیار بکری جلد دوم۔ مطبوعہ مصر عربی صفحہ ۲۲ پر ہے۔ وروی عن عمر انہ قال واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومیذ فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی الاخرہ۔ ترجمہ۔ حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے روایت ہے کہ اس نے فرمایا قسم ہے خدائے تعالیٰ کی کہ جب سے میں مسلمان ہُوا ہوں اس دن سے زیادہ شک نبوت میں میں نے نہیں کیا۔ میں نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ کیا تو نبی برحق نہیں ہے۔ حضور انور صلعم نے فرمایا بیشک میں ہوں الخ۔

(ب) مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کی یہ گفتگو اور خصوصاً انداز گفتگو خلاف ادب تھا۔ ملاں صاحب سنتے ہو کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ اپنے مورخین کو جھوٹا بناؤ۔

(ج) بیعت رضوان میں وہی مومنین شامل ہیں جو سرور عالم صلعم کے ہمیشہ مرتے دم تک مطیع و فرمانبردار رہے۔ نہ وہ جو رسالت میں شک کرنے لگ گئے اور جہاد فی سبیل اللہ میں ہمیشہ بھاگ کھڑے ہُوئے۔ اور عہد بیعت کو توڑ دیا۔ اعملو ما شئتم کی مصداق وہ بدری اصحاب ہیں جن کا خاتمہ بالخیر ہُوا (مجمع البیان)۔

(۲۱) واقعہ رد الشمس کے قول ملاں۔ علماء محدثین میں سے محققین اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ حدیث بلا شک و شبہ موضوع ہے۔ ابو الفرج نے لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث یقیناً موضوع ہے صفحہ اسواط ۵۹ - ۶۰)

جواب صابر:۔ ابن جوزی کی سند قابل سند نہیں وہ مجروح و غیر معتبر ثابت ہو چکا ہے۔ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷۰ مقصد دوم۔ موضوعات کبیر مُلّا علی قاری صفحہ ۴۷ میں اس کی صحت موجود ہے۔ نیز علی قاری نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور صحیح بھی نقل کی ہے۔ صواعق محرقہ عربی مطبوعہ مصر صفحہ ۷۶ میں ہے صححہ الطحاوی والقاضی فی الشفاء وحسنہ شیخ الاسلام ابو زرعہ۔ وتبعہ غیرہ وردّوا علی جمع قالو انہ موضوع

اور ذہبی نے توثیق کی ہے۔ وکذا بعینہ فی جزء کشف اللبس فی حدیث رد الشمس للسیوطی۔ (مفصل دیکھو ثبوت خلافت طبع بار دوم)

(ب) شواہد النبوت وارجح المطالب میں یہ واقعہ دیگر لکھا ہے۔ اور تمام لشکریوں نے رد الشمس دیکھ کر زور شور سے تکبیریں پڑھیں۔ اگر آپ اس واقعہ پر شک کرتے ہیں اور نظام فلکی میں تغیر عظیم خلاف جانتے ہیں تو معجزہ شق القمر کے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔ حالانکہ سوائے مورخین اسلام کے اس کو کسی اور مورخ ایشیا و یورپ نے نہیں لکھا۔

(ج) حضرت یوشع بن نون خلیفہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے جنگ شام میں سورج کھڑا رہا۔ کیا نفس وداماد و ابن عم و محبوب رسول مقبول صلعم۔ مومن کامل۔ مجاہد فی سبیل اللہ جو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے افضل تھا۔ جس مقدس امام کا لقب مظہر العجائب والغرائب ہے۔ سید المرسلین وخاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وارث النبوۃ اور مظہر اتم نبوت ہے اس کے واسطے رد الشمس کوئی مشکل بات ہے۔ ملاں صاحب جب آپ کو رسالت کی بھی خبر نہیں تو مظہر اتم رسالت کی حقیقت کو کیا سمجھو گے۔ ایسے اعجاز و کرامات تو ادنےٰ غوث وقطب و ولی اللہ بھی دکھا سکتے ہیں۔ آپ کے ہاں تو مشہور ہے کہ حضرت غوث صمدانی قطب ربانی سید عبدالقادر گیلانی قدس سرہ العزیز نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی نکالی جو فطرت وسنۃ اللہ کے برخلاف ہے۔ عزرائیل سے ارواح چھین لئے اور ہوا پر معلق ہو جاتے تھے دیکھو گلدستہ کرامات۔ جناب امیر علیہ السلام کی کرامات و اعجاز دیکھو شواہد النبوۃ وارجح المطالب وانوار المدیٰ۔ شاید راہ حق پاؤ مگر جب تک صوفیائے کرام جناب شاہ ولایت کو اپنا امام طریقت نہ سمجھیں ان کو فنا فی الرسول کا درجہ مل ہی نہیں سکتا ؎

تو بتاریکی علی را دیدۂ　　　زین سبب غیری برو بگزیدۂ

(د) براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۲۱۸ پر یہ ایک عجیب حکایت مسطور ہے۔ سنو۔ "سبط ابن جوزی گوید دریں باب حکائتے عجب ہست کہ بعضے از مشائخ مرا خبر دادہ اند در عراق کہ ایشاں ابو منصور مظفر ابن اردشیر عبادی واعظ را دیدند کہ بعد از عصر ایں حدیث را مذکور ساخت و بالفاظ تمنیق و تنزئین میداد و ذکر فضائل اہل بیت مینمود و دریں اثنا قطعہ ابر ہا بر ظاہر شد و حائل آفتاب گشت چنانچہ مردم ظن غروب آفتاب کردند۔ پس قائم شد بر منبر و ایں شعر انشا کرد۔ نظم

لا تغربی یا شمس حتی ینتہی　　　مدحی لآل المصطفیٰ ولنجلہ

واثنی عنانک ان اردت ثناءہم　　　أنسیت اذ کان الوقوف لاجلہ

ان کان للمولی دتوفك فلیکن　　　هذا الوقوف لخیله ولوجله

خطاب آفتاب کرده میگوید غروب مکن ای شمس تا زمانے که مدح از برائے آل مصطفٰے و اولاد امام شود عثمان خود را باز گرداں۔ اگر ثنائی ایشاں خواهی شنید مگر فراموش کرده وتوف و رجوع تو در آنوقت از برای چه کس بود۔ اگر دراں روز وقت بازگشتن وایستادن تو از جهت مولی بود۔ باید که دریں وقت از برای دوستان و یک جهتان او توقف کن و دروغ منمای۔ راوی گوید بعد از اتمام انشاء شعر آفتاب از تحت سحاب روی نمود۔ انتهی (صواعق محرقه صفحه ۲۱۸) یہ عجب ماجرا ہے کہ ابن جوزی رد الشمس کو جھٹلاتا ہے۔ مگر سبط ابن جوزی اس کو صحیح بتاتا ہے۔ زیادہ دیکھو رسالہ کشف اللبس عن رد الشمس للسیوطی

(۲) فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ مطبوعہ مطبع محمدی) لاہور صفحہ ۱۱۹ پر اور الالی المصنوعہ صفحہ ۱۷۴ پر ہے۔ فضیل ثقہ صدوق احتج به مسلم فی صحیحه واخرج له الاربعة وابن عقده من کبار الحفاظ وقد کذب الدارقطنی من اتهمه بالوضع وقواه قوم وضعفه آخرون وداود بن فراهیج مختلف فیه وقد وثقه وقد رواه الطحاوی فی مشکل الحدیث من طریقین وقال هما ثابتان و رواتهما ثقات وقد رواه الطبرانی وقد ذکره صاحب الاهلی طرقا والف فی ذلك جزءا وان اردت التفصیل فارجع الی اللآلی المصنوعه ص ۱۷۴ وتعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی ص)

(۲۲) غزوۂ تبوک و حدیث منزلت حضرت عثمان اور جنگ کا سامان

قول ملاں۔ خلافت جناب امیر کی مثل خلافت ہارون کے وقت معینہ پر تھی۔ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کے حیات میں وفات پائی پھر خلافت کیسی الاخرہ صفحہ ۶۱-۶۲۔

جواب صابر۔ اگر خلافت مرتضوی عارضی چند روزہ ہی تو فرمائیے ملاں صاحب۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت دائمی کیوں نہ ہوئی جو مرض النبی صلعم میں ہوئی۔ اور جناب سرور عالم صلعم کے آنے سے وہ معزول ہوکر مقتدی ہوگئے تھے۔ اور پھر سورۂ برأت میں معزول ہوکر حضرت ابوبکر آمر و امیر کس طرح رہے۔ یاد رکھو کہ تشبیہ میں مماثلت تامہ کی کوئی شرط نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی شخص کو یہ کہا جائے کہ وہ شیر کے مانند ہے۔ تو اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ شیر کے مانند دُم۔ پنجے اور لمبے لمبے دانت رکھتا ہے بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ بہادر اور عالی حوصلہ ہے۔ اگر جناب ہارون علیہ السلام نے وفات پائی تو کیا وہ درجات نبوت جناب شاہ ولایت علیہ السلام کو بھی سلب کرکے ساتھ لے گئے۔ قرآن شریف جناب مسیح کو مثیل آدم ٹھہراتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الخ (آل عمران سیپارہ ۳)

مگر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت آدم علیہ السّلام میں مماثلت تامہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی عمر ۳۳ سال حضرت آدم علیہ السّلام کی عمر ایک ہزار سال۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی زوجہ بی بی حوا تھی جناب مسیح علیہ السّلام مجرد تھے۔ جناب مسیح علیہ السّلام فرزند اور جناب آدم علیہ السّلام ابوالبشر تھے۔ اسی طرح سیدنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مماثلت موسوی بھی تامہ نہیں۔ تو ان سے درجات و منصب میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ یاد رکھو کہ بادشاہ کی عین وجاہت میں ولیعہد کی حکومت ہمیشہ عارضی وقت معینہ کے واسطے ہوتی ہے۔ اور بادشاہ ہمیشہ وقتاً فوقتاً تمام اپنی مملکت مختلف صیغوں میں ولیعہد کو حاکم کرتا رہتا ہے۔ تاکہ تمام مدارج سلطنت طے کر جائے۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السّلام بھی جناب سرور عالم صلعم ولیعہد تھے۔

(۱) حضرت موسیٰ و حضرت ہارونؑ ہر دو شریک رسالت تھے۔ اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ جس طرح حضرت ہارون متصف باوصاف موسوی تھے اسی طرح جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ علیہ السّلام متصف باوصاف محمدی صلعم تھے۔ آئینہ جمال و کمالات احمدی تھے۔ جن میں تمام اوصاف مصطفوی نظر آتے تھے۔ ان کے چہرۂ مبارک سے جمال محمدی صلعم دکھائی دیتا تھا جن کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کرنا عبادت تھی۔ نبی و وصی النبی علی و لی علیہما السّلام ایک ہی نور کے دو ٹکڑے تھے۔ آسمان ہدایت کے آفتاب و ماہتاب۔ ایک ہی کان رحمت کے دو گوہر تھے۔ اتحاد ذاتی و صفاتی میں ایک تھے۔ اس لئے خدائیتعالیٰ نے انکو انفسنا میں شامل کر دیا۔ سرور عالم صلعم نے ان کو مماثلت ہارونی عطا کی۔ اور قوم پر اپنا نائب و خلیفہ و قایم مقام کھڑا کر دیا۔ علاوہ غزوہ تبوک کے عملی رنگ میں تمام امت کو اپنا ولیعہد دکھا دیا۔ شب ہجرت میں چادر مبارک میں اپنے بستر سے پر سلایا فتح مکہ کے روز دوش مبارک پر چڑھایا۔ سریہ یمن اور جنگ خندق میں اپنا تمام لباس زرہ۔ تلوار و عمامہ مبارک کو پہنایا اور مظہر نبوت کر دکھایا۔ اگر کسی خلیفہ کو اپنے مرشد کا پیراہن یا خرقہ مل جائے تو وہ تمام دنیا پر فخر کرتا ہے اور حقیقی جانشین شمار ہوتا ہے یہاں جناب امیر علیہ السّلام کو کل اوصاف محمدی عطا ہوئے تمام تبرکات مصطفوی سپرد ہوئے مگر خلافت سے محروم ہو گئے۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی سعد بن وقاصؓ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو فرمایا تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جیسے ہارون موسیٰ سے۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے

کہ ہارون کو موسیٰ سے کیا نسبت تھی۔ اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ شریعت بنی اسرائیل صرف حضرت موسیٰ ہی لائے جیسا کہ چالیس دن کے لئے اُن کا طور پر جانا اور ہارون کے پیچھے اپنی جگہ پر چھوڑ جانا ثابت کرتا ہے اس لئے تشریعی و غیر تشریعی نبی کی اصطلاح پر پرکھا جائے تو موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت۔ اب آنحضرت صلعم حضرت علیؓ کا اپنی نسبت وہی مرتبہ قایم کرتے ہیں جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا۔ مگر ایک استثنا کرتے ہیں۔ اگر یہ استثناء نہ ہوتا تو جس طرح موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت نبی۔ تو اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی ہوتے اور حضرت علی غیر صاحب شریعت نبی۔ تو اس صورت میں یعنی اگر حدیث صرف اسقدر ہوتی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ تو یہ نتیجہ نکل سکتا تھا کہ شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مراد ہے کہ نبوت غیر تشریعی میرے بعد جاری رہیگی جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون ایک غیر تشریعی نبی تھے۔ اسی طرح تم بھی اے علی ایک غیر تشریعی نبی ہو۔ پس اب یہ دیکھنا ہے کہ جس صورت میں الا انہ لا نبی بعدی کے استثناء کو چھوڑ کر نبوت غیر تشریعی کا سلسلہ جاری مانا جا سکتا تھا۔ اس استثناء نے آکر کیا کام کیا۔ استثناء نے آکر اس غیر تشریعی نبی کے امکان کو بھی دُور کر دیا۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو حدیث بے معنی ٹھہرتی ہے۔ غیر تشریعی نبی کے آنے کا امکان تو اس صورت میں باقی ہوتا۔ جب آپ اسی قدر فرماتے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ لیکن چونکہ صرف اسی قدر کہنے سے یہ خیال گذر سکتا تھا کہ شاید جس طرح ہارون غیر تشریعی نبی تھے اور موسیٰ صاحب شریعت اسی طرح حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ ایک غیر تشریعی نبی ہوں تو اس امکان کو دُور کرنے کے لئے فرمایا الا انہ لا نبی بعدی۔ میرے بعد نبی کوئی بھی نہیں۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اس اُمت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے وہ **حضرت** علیؓ کو ضرور ملی ہے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کو آنحضرتؐ سے وُہ نسبت ہے جو ہارون کو موسےٰ سے۔ یعنی ایک نبی کو دُوسرے نبی سے ہو سکتی ہے۔ انتہی کلامہ (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۴-۱۱۵) مُلّاں صاحب اور اس کے معاونین ایک فاضل احمدی سُنی المذہب کی کلام کو غور سے پڑھیں اور نتیجہ نکالیں۔ اور اس قسم کی حدیث حضرت ابوبکر کی فضیلت میں پیش کریں۔ افسوس ہے کہ اجماع پرستوں نے درجات نبوت کے رکھنے والے مقدس مثیل نبیؐ کو خلافت النبوۃ سے محروم کر دیا۔ یہ حدیث شریف محمودی مرزائیوں کے عقاید باطلہ کی تردید کرتی ہے۔ جو جناب مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں۔ اگر جناب مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہو سکتے ہیں۔ تو ان سے

اعلیٰ و افضل درجہ پر جناب علی علیہ السلام نبی ہو سکتے ہیں۔ اور جناب امیر علیہ السلام اوّل غیر تشریعی نبی ہوئے اور حضرت مرزا صاحب چودھویں صدی میں آخیو رجہ کے۔ پس جناب امیر علیہ السلام جناب مرزا صاحب سے ہزار ہا درجہ افضل ٹھہرے۔ محمودی مرزائیو! خوب غور کرو۔

دوم حضرت عثمان اور جنگ کا سامان (۲۲) غزوۂ تبوک میں جو چالیس ہزار درم نقد۔ دو سو اوقیہ چاندی۔ پندرہ سو اونٹ معہ کل سامان کے اور ستّر گھوڑے اور ہزار مثقال بقول ملاں صاحب صفحہ ۵ ، حضرت عثمانؓ نے دیئے تھے تو وُہ اس قدر مال کہاں سے لائے تھے۔ کیا تجارت کرتے تھے۔ کتنی کوٹھیوں اور کارخانوں کے مالک تھے۔ الف لیلہ کے فسانوں کو کون مانتا ہے۔ اگر وُہ اس قدر لکھ پتی تھے تو اپنے زمانۂ خلافت میں مسلمانوں کا مال بیت المال سے لیکر اپنے رشتہ داروں میں کیوں لٹا دیا۔ کیوں نہ اپنے گھر کے خزانے بنی اُمیہ پر کھول دیئے۔ اور باغ فدک جو بنی ہاشم کی وراثت ہبۃً تھی حضرت عثمان نے اپنے چچا زاد بھائی مروان ملعون ابن ملعون کو جاگیر میں کیوں بخش دیا؟ حالانکہ حضرات شیخین نے جناب سیدہ معصومہ مطہرہ بتول بنت رسُول مقبول صلعم کے لئے یہ عذر پیش کیا تھا کہ یہ جملہ مسلمین کا حق ہے۔ اور ورثہ نبوت کا کوئی وارث نہیں صدقہ ہوتا ہے (دیکھو روضۃ المناظر فی اخبار الاوائل والآواخر مروج الذہب۔ صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ مصر)۔

(۲۳) سورۂ برأت کا مفصل بیان الولی نعم الوصی۔ نور العینین۔ ثبوت خلافت جدید والنوار الہدیٰ میں دیکھو۔ امارتِ حج کوئی خدائی عہدہ نہیں۔ ہر ایک قبیلہ کا سردار امیر الحاج ہو سکتا ہے اور اب تک ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر نیابت رسالت اور چیز ہے۔ چونکہ حدیث ثقلین میں جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور اہل بیت رسالت صلعم ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہونگے اس واسطے پاک پروردگار نے بذریعہ وحی جبرئیلؑ جناب سید الابرار صلعم کو بتا دیا کہ قرآن کے حامل سوائے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے اور کوئی نہیں۔ کیونکہ قرآن صامت اور جناب علیؑ علیہ السلام ناطق ہے۔ اس واسطے لن یتفرقا کے فرمان کے بموجب یہاں بھی علیحدہ نہ ہونے دیا۔ منصف مزاج و محبّان خاندان رسالت کے واسطے یہ عجیب و غریب نکتہ ہے۔

(۲۴) **نصب کے معنی مقرر کرنا**۔ بیماری اور سختی اور نشان برپا کردہ کے معنی منتہی الارب میں لکھے ہیں۔ تو وہ لیعہد مقرر کرنا بھی مجازاً نشان برپا کرنا ہے۔ نیز ایستادہ شدن شاخہای گوسپند کے معنی بھی لکھا ہے۔ اور انتصاب کے معنی برپای خاستن۔ بکاری نیام بردن

انتصب الامر اذا قام تو مجازی معنی نصب کے نکل سکتے ہیں کہ خلیفہ کو برپا کیا اور خلیفہ منتصب ہؤا یعنی اس امر کے لئے قائم ہو گیا (صفحہ ۶۹ کا جواب)

(۲۵) **واقعات خم غدیر** پر شیعہ مذہب کی طرف سے ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ کتاب مستطاب عبقات الانوار کی تین ضخیم جلدیں اسی واقعہ پر شائع ہوئیں جن کا جواب قیامت تک تمام دنیا کے سنی مسلمانوں سے نہ بن سکیگا۔ اور ارجح المطالب باب چہارم میں واقعہ خم غدیر کا مفصل لکھا ہے۔ اگر حق کے طالب ہو تو اس کو دیکھو۔ اور نیز لفظ مولیٰ کی تحقیق ثبوت خلافت میں دیکھو۔

قول ملاں۔ اگر یہ روایت (ان علیا مولی المومنین) بعینہ تفسیر کبیر میں دکھا ویں تو مبلغ ہزار روپیہ انعام پاویں۔ ورنہ اس فریب بازی سے توبہ کر لیں (صفحہ ۷۷)

الجواب۔ میں نے کتاب ارجح المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علیؑ ابن ابی طالب مصنفہ جناب مولوی عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری کے باب دوم صفحہ ۴۷ پر سے یہ روائیت حضرت عبد اللہ بن مسعود کی اپنی کتاب ثبوت خلافت میں نقل کی تھی اس کو دیکھیں اور تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۶۳۶ کا مفہوم سمجھیں۔ زیادہ جناب مولنا صاحب ممدوح سے دریافت کریں کہ وُہ اب تک زندہ ہیں۔ اور سنی المذہب ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے۔ عن عبد الله بن مسعود قال كنا نقرء على عهد رسول الله صلے الله عليه وسلم يا يها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليًا مولى المومنين وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس (اخرج الواحدى فى تفسيره - والرازى فى تفسير الكبير ج ۳ صفحہ ۶۳۶ ونظام الاعرج فى تفسير النيشاپورى والحافظ ابن الكثير وابو نعيم فى الحلية وابن مردويه وعينى فى شرح البخاریؒ والسيوطى فى الدر المنثور۔ ارجح المطالب صفحہ ۴۷۔ باب دوم) عبد اللہ بن مسعود سے روائیت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آئیت کو اس طرح پر پڑھتے تھے۔ اے رسولؐ پہنچا دی اس چیز کو کہ تیری طرف تیرے رب سے اُتاری گئی ہے کہ علی مومنوں کا مولیٰ ہے۔ اور اگر تو نے نہ کیا تو تُو نے اس کی رسالت کو نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچا رکھے گا۔ انتہیٰ زیادہ دیکھو تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۸۰ تفسیر درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۲۹۸ **مُلّاں صاحب** اگر آپ میں اور آپ کے معاونین ومددگاروں میں کچھ بھی انصاف اور مادہ ہدائیت موجود ہو تو یہی ایک روائیت آپ لوگوں کی ہدائیت وتکذیب کے لئے کافی ہے۔ اس آئیت وحدیث غدیر کی مفصل تحقیق رسالت الغدیر علامہ ساتری مجتہد العصر دام ظلہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

اور سیوطی درمنثور میں سات کتابوں کے حوالجات سے لکھ رہا ہے (دیکھو اسکی جلد دوم صفحہ ۲۹۸)

(۲۶) **قول ملاں**:- تفسیر خازن میں ہے کہ آیت شریف واللہ یعصمك من الناس سے مراد کفار ہیں۔ (صفحہ ۸۳) **الجواب**۔ تفسیر خازن مختصر تفسیر معالم التنزیل علامہ بغوی کی ہے۔ اور یہ تفسیر آپ کے نزدیک غیر معتبر ہے جس کو آپ صفحہ ۳ پر ابن تیمیہ کی سند سے غیر معتبر مان چکے ہیں پھر فرمایئے آپ لا حافظۃ للکاذب کے مصداق ہیں یا نہیں۔

(۲۷) **ملاں صاحب کا علمی نمونہ ایک فقرہ عربی میں چار غلطیاں** صفحہ ۸۸ اسواط پر ہے کل افك وافتراع لا نتہن لا یعد ولا یحصی:- یہ عبارت غلط ہے اپنے مولوی صاحبان جھنگ مگھیانہ وواسو دستانہ سے پوچھ لیں۔ لا نتہن میں ضمیر جمع مؤنث ہے افك واختراع عطف تفسیر ہے۔ اگر افک کو جمع مؤنث سمجھتے ہو تو لا یعد جمع مذکر و ثانی لا یحصی واحد مذکر ہے کیونکہ بغیر علامت جمع ہے۔ پھر افک اور اختراع کی کیا نسبت ہے۔ افک اور اختراع کے کیا معنی ہیں سچ ہے دیہاتی ملاں صاحب پکی روٹی پڑھ کر امام بنے پھرتے ہیں ان کو علم عربی سے کیا غرض ہے ملاں صاحب کی یہ لیاقت اور دعوٰی یہ کہ محقق دوران و علامہ زمان اپنے منہ میاں مٹھو۔

(۲۸) **حدیث قرطاس**۔ میں قلم دوات لانے کا انہوں کو حکم تھا جن کا بردار بول اٹھا۔ حسبنا کتاب اللہ اور جن کو فرمان ہوا قوموا عنی میرے پاس سے اٹھ جاؤ وہ حضرات شیخین اس حجرے سے ایسے ہی نکالے گئے کہ جناب رسالتمآب صلعم کا مقدس و نورانی چہرہ دوبارہ ان کو نصیب نہ ہوا اور نہ وہ تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے۔ مفصل بحث قرطاس (ثبوت خلافت) اور لوامع التنزیل جلد نمبر ۱۲ میں دیکھو (۲۹) لشکر اسامہ بن زید کی روانگی کے وقت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ کا فرمان (دیکھو ملل والنحل شہرستانی اور میری کتاب ثبوت خلافت مطبوعہ جدید۔

(۳۰) **قول ملاں** (حدیث ثقلین) کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مرحومہ میں سب سے اوّل جس فرقہ نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا وہ شیعہ ہی تھے اور سب سے اول جنہوں نے اہل بیت کی مخالفت کی اور ان کو تکلیف دینی و ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا وہ بھی شیعہ تھے (صفحہ اسواط ۶۹) امامیہ کا اعتقاد ہے یہ قرآن شریف موجودہ اصلی نہیں۔ اصلی قرآن شریف جلوا دیا گیا ملخصاً (صفحہ ۱۲۶۔ اسواط الصداقتہ)۔

الجواب:- سنو قرآن شریف کو کس نے چھوڑا۔ قرآن شریف کا حکم ہے کہ خلیفہ من جانب اللہ ہوتا ہے مگر حضرت عمر و حضرت ابوبکر نے اجماع سے خلیفہ مقرر کیا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا

الا المودة فی القربیٰ سے پنجتن پاک مطاع اور باقی امت مطیع و تابعدار مگر اجماع نے اس کے برعکس حضرت ابو بکر کو خلیفہ مقرر کر دیا ۔ چار مذاہب ۔ چار مصلے ۔ تراویح ۔ الصلواۃ خیر من النوم اور پاؤں کا دھونا قرآن شریف سے ثابت نہیں ۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولو الامر منکم کا فرمان الٰہی ہے مگر سُنی مذہب کی بنیاد ۔ قیاس اور اجماع پر منحصر ہے بلکہ قرآن شریف پر اجماع کو فوقیت دی گئی قرآن شریف کا حکم ہے وھو سماکم المسلمین ۔ مگر اہل سنت نے حنفی ۔ شافعی ۔ مالکی ۔ حنبلی ۔ اشعری معتزلہ ۔ نیچری وہابی ۔ اہل حدیث اور قادیانی نام رکھ لئے ۔ فرمایئے قرآن شریف کو کس نے چھوڑا ۔ توحید باری تعالیٰ کا یہ حال کہ خدا کو مجسم قرار دیکر عرش پر بٹھایا یوم یکشف عن ساق کی تفسیر میں دن قیامت کو پنڈلی خدا کی زیارت کرائی ۔ خدا کے پاؤں جہنم میں ڈالے ۔ خدا کو گدھے پر سوار کرایا ۔ اور طوفان نوح پر خدا کو رُلایا (ثبوت خلافت لو)

(ب) **تحریف القرآن**:۔ تفسیر اتقان و درمنثور کے حوالہ جات سے رسالہ تفہیم القرآن اور الشمس مطبوعہ اصلاح پریس کجھوہ ضلع سارن ۔ اور تفسیر لوامع التنزیل جلد ۴ میں حجۃ الاسلام علامہ حائری مجتہد العصر مدظلہ نے ذیل تفسیر آیت وانا لہ لحافظون بڑی شرح و بسط و دلائل قاطعہ سے ثابت کیا ہے کہ علما اہل سنت تحریف کے قائل ہیں ۔ تحریف بالسور والآیات والجمل والالفاظ والحروف والحرکات بحوالہ مسانید ائمہ اہل سنت سے ثابت کیا ہے تو صرف شیعوں کا متمسک بالثقلین ہونا جملہ فرق اسلامیہ میں سے ثابت ہے ۔

(۱) علامہ سیوطی نے ابن عمر کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہے ۔ قال ابن عمر ۔ لا یقولن احد کم قد اخذت القرآن کلہ و ما یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ کثیرا ۔ تم میں سے کوئی شخص اس بات کو نہ کہے کہ اس نے تمام قرآن کو حاصل کیا ہے ہرگز تمام حاصل نہیں کیا تحقیق اس قرآن سے بہت کچھ چلا گیا ۔

(۲) حضرت عائشہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہے ۔ کہ قالت کانت سورۃ الاحزاب یقرأ فی زمان النبی صلعم مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منہا الا الی ما ھو الآن (۳) عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ وُہ سورہ فاتحہ اور معوذتین کو قرآن نہ سمجھتے تھے ۔ کما قال الامام فخر الدین رازی ۔ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحہ والمعوذتین من القرآن) ۔ اور وُہ اپنے قرآن میں ان سورتوں کو لکھتے بھی نہ تھے ۔ اخرج احمد و ابن حبان عنہ ای عن ابن مسعود انہ کان لا یکتب المعوذتین فی مصحفہ ۔ بلکہ جس

قرآن میں وُہ ان سورتوں کو لکھا پاتے مٹا دیتے تھے۔ عن ابن یزید النخعی کان عبد اللہ بن مسعود یحک المعوذتین من الصحف و کان عبد اللہ لا یقرأ بھا (دیکھو ادلتہ الکرام فی اثبات عقائد الاسلام۔ وزیر ہند سٹیم پریس امرتسر صفحہ ٩٦) اب سُنی صاحبان کا اختیار ہے خواہ ان کو سچا سمجھیں یا جھوٹے یا غلط و لغو روایات جانیں۔ مگر ان کے علماء کرام تحریف القرآن کے قائل تھے۔

(٤) تفسیر ثعلبی اور تفسیر المشکل ابن قتیبہ میں ہے۔ ان عثمان قال فی قولہ تعالیٰ ان ھذٰن لساحران ان فی القرآن لحنًا فقال رجل صحح ذالک الغلط فقال دعوہ فانہ لا تحلل حرامًا و لا یحرم حلال۔ یعنی حضرت عثمان نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا یہ قول ان ھذٰن لساحران غلط ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اس کی غلطی کو صحیح کر دیجئے۔ تو جواب دیا کہ اسے چھوڑ دو۔ یہ کسی حرام کو حلال اور کسی حلال کو حرام تو کرتا ہی نہیں پھر مغز زنی سے کیا حاصل (الخفاء صفحہ ٤٣)۔

(٥) کتاب محاضرات اصفہانی میں ہے۔ احرق عثمان رضی اللہ عنہ مصحف ابن مسعود و ان مسعود رضی اللہ عنہ کان یقول لو ملکت کما ملکو لصنعت بمصحفھم مثل الذی صنعوا بمصحفی (الخفاء صفحہ ٤٥) جب حضرت عثمانؓ حضرت ابن مسعودؓ کے قرآن کو جلا دیا تو حضرت مسعود نے فرمایا کہ اگر میں مالک ہو جاؤں جس طرح یہ لوگ مالک ہوئے ہیں۔ تو ان کے قرآن کے ساتھ میں بھی وہی کروں جو میرے قرآن کے ساتھ انہوں نے کیا ہے۔ بس یہ تو کتاب اللہ کی سنیوں نے گت بنائی۔

(٦) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبع زمیندار لاہور کے صفحہ ٩٩-١٠٠ پر ہے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرنے میں ذرا دیر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ سے ملکر پوچھا۔ کیا آپ میری امارت کو بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں لیکن میں نے یہ عہد کیا ہے کہ سوائے نماز کے کبھی چادر نہ اوڑھوں گا تاوقتیکہ میں قرآن شریف کو جمع نہ کر لوں۔ چنانچہ اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو اُسی ترتیب کے ساتھ جمع کیا تھا جس طرح کہ نازل ہوا تھا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر وُہ قرآن شریف ہم تک پہنچتا تو حقیقت میں علم کا بڑا ذخیرہ تھا۔ انتہی کلامہ۔

(ج) حدیث ثقلین کے جزو ثانی عترتی و اھل بیتی کے ساتھ مدعیان سنت نے کیا سلوک کیا سنو! (١) جناب امیر علیہ السلام کو خم غدیر میں مولی المومنین مان کر بنی سقیفہ میں حضرت ابوبکر کی

کی خلافت قائم کی (مشکوٰۃ) (۲) قرآن شریف کے حکم وراثت یوصیکم اللہ فی اولادکم کو رد کرکے
لانورث ما ترکناہ صدقۃ حدیث بنائی گئی (بخاری) (۳) قرآن شریف کی آئیت انما
ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا کو بھلا کر بنی سقیفہ میں منا امیر ومنکم امیر کہا گیا (بخاری)
(۴) قرآن شریف کی تحریف کرکے محرق القرآن حضرت عثمان نے جلادیا تو حضرت عمر نے بحکم حضرت
ابوبکر بدوؤں کی مسلح فوج لیکر پنجتن پاک کے پاک گھر پر دھاوا کردیا۔ اور لکڑیاں و آگ لیجا کر
گھر جلانے کی دھمکی دی (۵) قرآن شریف صفین کی جنگ میں نیزوں پر لٹکا دیا گیا۔ اسی طرح
شامی یزیدی فوج نے اہل بیت رسالت صلعم کے خیموں کو آگ لگا کر بہتر شہدائے کربلائے
معلیٰ کے سرہائے مبارک کو نیزوں پر لٹکا دیا۔ (۶) قرآن شریف پر ولید عنید نے تیروں کی
بوچھاڑ کرادی۔ اسی طرح قرآن ناطق سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین علیہما السلام کے جسم اطہر پر ظالمو
نے تیروں کی برسات کردی (ابن خلدون۔ ذہبی)

(۷) قرآن شریف کو اجماع پرستوں نے بکواس سمجھا اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو چھوڑ
کر اجماع وقیاس کو نکالا اور اجتہاد پر زور دیا۔ قولہ تعالیٰ۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا
ھذا القرآن مھجورا (الفرقان) اور اس وقت پیغمبر یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی جناب میں
عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری اُمت نے اس قرآن کو بکواس سمجھا۔ اسی طرح امت
مرحومہ میں سے حضرت عمر اور ان کی پارٹی نے وقت وفات النبی صلعم حجرہ میں قلم دوات لانے کے
حکم سے انکار کرکے گستاخانہ کلام سرور عالم صلعم سے کیا فقالوا ما شانہ اھجر۔ پس اصحابہ نے کہا
کہ آنحضرت کو کیا ہوا کیا بکواس کرتے ہیں (حدیث قرطاس)

(۸) جس طرح قرآن شریف کے ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی رائے سے تفاسیر بنالیں۔
تاویلیں کرکے من گھڑت مسئلے بنالئے۔ قادیانی نبی و رسول بن بیٹھا۔ اسی طرح اجماع پرستوں نے
آل کے معنی میں تاویل کرکے ہر کس وناکس کو آل سیدنا محمد میں شامل کردیا اور قادیانی خاندان آل
رسالت میں شامل ہوگیا۔ اور سادات کی عظمت وجلالت وتوقیر کو مٹا کر خود مہدی ومسیح وپنجابی نبی بن گیا۔

(۹) جس طرح قرآن شریف امت مرحومہ سے اپنی بے قدری دیکھ کر حوض کوثر پر وارد ہوگا۔
اسی طرح اہل بیت رسول الثقلین سید الکونین علیہم السلام اجماع پرستوں کے مظالم ومصائب اٹھا کر
حوض کوثر پر وارد ہونگے اور جناب سرور عالم صلعم کا فرمان لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض پورا ہوگا

نوٹ:۔ جس طرح منافقین زمانہ نبوت میں جناب سرور عالم صلعم کے ساتھ ساتھ ملے رہتے تھے

اور کفار و مشرکین عرب کی جاسوسی کرتے تھے اور آڑے وقت جنگ وجدل و جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ کر بھاگ جاتے تھے اور غنیمت کے وقت آموجود ہوتے تھے۔ اسی طرح معاویہ و یزید و خلفاء بنی اُمیہ کے زمانہ میں اجماع پرست۔ معاویہ شاہی انعام و اکرام حاصل کرنے کی خاطر تشیع لباس میں جناب امیر اور حسنین الشریفین علیہم السّلام کے ہمراہ رہتے تھے تاکہ وقت پر ان کو دھوکا دیں شہید کرائیں اور معاویہ و یزید سے جاگیریں و انعام پائیں۔ یہی لوگ خفیہ طور پر مخالف بنے رہے۔ اور شیعہ کہلاتے رہے۔ جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے وُہ کافر کہلاتا ہے۔ اور جو اہل بیت سے منکر ہو جائے وُہ خارجی ہوتا ہے۔ اور وُہ شیعان علی سے نہ رہا۔ شیعان امیر المومنین علیہ السّلام وُہ لوگ تھے جنہوں نے اہل بیت کرام علیہم السّلام پر اپنی جان اور مال کو فدا کر دیا اور معاویہ شاہیو کی کبھی اطاعت نہ کی۔

تردید فصل اوّل۔ جواب الجواب آیات بینات درشان خلیفہ سرور کائنات صلعم۔

مقدمہ:۔ ملاں صاحب سدھالوی نے لبغض و عداوت جناب امیر علیہ السّلام میں مقدمہ آیات بینات کو ہضم کر کے ڈکار تک نہ لیا اور کتمان حق کیا۔ کیا انوار آلہی بھی پھونکوں سے بجھ سکتے ہیں۔ بنی اُمیہ و بنی عباس کا زمانہ نہیں۔ یہ روشنی و تہذیب اور عدل و انصاف برٹش گورنمنٹ کا زمانہ ہے۔ حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ سنو!

(۱) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جہاں کہیں کلام خدا میں یا ایھا الذین آمنوا آئے وہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ حضرت علی علیہ السّلام ان کے امیر و شریف ہیں۔ خدا نے اکثر صحابہ پر عتاب فرمایا ہے۔ مگر حضرت علی کا ہر جگہ میں خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جو کچھ حضرت علی کے شان میں نازل ہوا ہے۔ کسی کی شان میں نہیں ہوا۔ چنانچہ صرف آپ ہی کے لئے تین سو آیتیں نازل ہوئیں۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۹۲ سطر ۲۵ زمیندار پریس لاہور و ارجح المطالب صفحہ ۵۵)۔

(۲) امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ احادیث سے جتنی فضیلت حضرت علی کی ثابت ہوتی ہے کسی صحابی کی نہیں (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۹۱۔ زمیندار پریس لاہور)۔

آیت اوّل۔ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (سورۂ نساء)

(۱) **شان نزول۔** تفسیر فتح البیان۔ روضۃ الاحباب۔ فرائد السمطین نے آئمہ اطہار و اولاد سید الابرار صلعم کو اولی الامر مانا ہے۔ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں عصمت کی شرط لگائی ہے اولی الامر سے مراد اولی بالتصرف مطاع مطلق ہے جو معصومین کے بغیر کوئی نہیں ہو سکتا۔ اولی الامر

کے واسطے شجاعت و علمی فضیلت کی شرط ہے۔ مگر یہ اہل سنت کے پیشوایان اجماع میں مفقود ہے، کتاب عشرہ کاملہ آئیت اللہ فی العالمین سرکار حضور علامہ حائری مجتہد العصر دام ظلہ ملاحظہ فرمائیں جس میں بڑے بسط سے براہین قاطعہ عقلیہ اور دلائل ساطعہ نقلیہ اور حوالجات مسایند ائمہ اہل سنت سے ثابت کیا ہے۔ کہ اولی الامر بغیر ائمہ معصومین علیہم السّلام کے کسی دوسرے میں ہونے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ نفس آئیت سے اس حقیقت کے اثبات میں نکات عجیبہ بیان فرمائے ہیں۔ جناب محدث حویلوی نوٹ فرماویں کہ جب آپ یا آپ کے اخی ملاں سدھالوی ابن جریر۔ عبدالرزاق۔ حاکم وغیرہ کو ناقابل اعتبار صفحہ ۳-۴ پر تحریر کر چکے ہیں تو اب ان سے استدلال کرنا دانائی و عقلمندی ہے یا اور کچھ۔ ہوش سے لکھا کیجئے۔

ملاں سدھالوی کا تعارض کلام۔ اولی الامر کی تفسیر میں اختلاف بیانی

(۱) اولی الامر سے مراد امراء علماء ہیں جن کو آنحضرت سپہ سالار کر کے اطراف میں تبلیغ احکام اور مجاہدہ کے لئے مامور فرماتے تھے۔ الاخرہ۔ (۲) بعد آنحضرت کے خلفاء الراشدین نے بھی خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن سفیان۔ اور مالک اشتر وغیرہ علماء مدبرین کو اس کام کے لئے مامور کیا (صفحہ ۹۱۔ سطر ۶)۔

۱۔ بیچ تفسیر اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے کہا عکرمہ نے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابوبکر اور عمر ہیں (صفحہ ۹۲۔ سطر ۲)۔

۲۔ اولی الامر سے مراد حاکم ہیں اور بادشاہ اور قاضی اور امراء حق (صفحہ ۹۲ تفسیر فتح البیان کے حوالہ سے) ۳۔ اولی الامر سے مراد خلفاء اربعہ ہی ہیں (صفحہ ۹۲)۔

محدث حویلوی اپنے ملاں سدھالوی کے اختلاف بیانی کو دیکھ کر قول فیصل فرماویں کہ اولی الامر کون ہیں۔ کیا خلفاء اربعہ میں سیدنا علی المرتضیٰ شامل نہیں۔ اگر ہیں تو وہ اولی الامر حقیقی ہیں باقی مصنوعی (ب) حدیث انشاد کی تنقید میں تفسیر خازن جو معالم التنزیل کا انتخاب ہے آپکے نزدیک غیر معتبر ہے۔ بقول ابن تیمیہ صفحہ ۳۔ اس لئے قابل حجت نہ رہی اور کوئی صادق گواہ پیش کرو۔ آیت دوم۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ)، شان نزول۔ بروائیت حافظ ابن الاثیر جامع الاصول صحیح نسائی۔ ثعلبی تفسیر قادری۔ بیضاوی۔ کشاف۔ مدارک۔ معالم التنزیل۔ تفسیر کبیر۔ ارجح المطالب صفحہ ۸۸ بار دوم) جناب امیر علیہ السّلام کے شان میں نازل ہوئی۔ جب کہ بحالت

رکوع سائل کو انگشتری عطا کر دی۔ (ثبوت خلافت) وجلد ششم تفسیر لوامع التنزیل ملاحظہ ہو۔

ملاں سدھالوی کے تعارض کلام و اختلاف بیانی اور حالت تذبذب

معتبر تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت عام مومنوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اور عقل سلیم بھی اس کو چاہتا ہے۔ کیونکہ والذین آمنو میں آمنوا بہ صیغہ جمع مذکور ہے جو عام مومنوں کو شامل ہے کذافی معالم التنزیل۔ حسینی۔ کبیر۔ ابن جریر۔ نیشا پوری (صفحہ ۹۴)۔

تفسیر کبیر میں ہے روی عکرمہ ان ھذہ الاٰیۃ نزلت فی ابی بکر (صفحہ ۹۹) ترجمہ عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ آیت انما ولیکم اللہ حضرت ابوبکر کے حق میں نازل ہوئی۔ کیونکہ جو آیت اس کے ماقبل ہے اس سے صدیق اکبر کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔ تو اس کے مابعد والی آیت بھی اس کے حق میں ہونی چاہیئے (۹۹)۔

جناب ملاں صاحب فرمایئے۔ جب یہ آیت عام مومنوں کے حق میں نازل ہوئی۔ تو حضرت ابوبکر کی خصوصیت کہاں سے نکل آئی۔ عکرمہ راوی خارجی تھا۔ اس کی روایت قابل حجت نہیں۔ پھر تفسیر کبیر والا عمومیت کو ثابت کر کے خصوصیت کہاں سے لاتا ہے۔ لاحافظۃ للکاذب

(۲) اگر اس میں آمنوا بہ صیغہ جمع مذکور ہے۔ اور جناب امیر پر اطلاق نہیں ہوسکتا تو فرمایئے ملاں صاحب یاایھا الذین امنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ (صفحہ ۹۷) یعنی قوم سے مراد ایک واحد شخص حضرت ابوبکر کیسے ہوسکتے ہیں۔ اور اس سے ان کی خلافت کیسی ثابت ہوئی۔ پھر آپ احادیث صحیحہ سے ثابت کریں کہ حضرت ابوبکر محب محبوب خدا و رسول تھے۔ بلکہ اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام مراد ہیں۔ جو محبوب ومحب خدا و رسول تھے۔ پڑھو حدیث روائیت یوم خیبر۔ عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلعم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ (متفق علیہ صفحہ اسواط ۱۷۷) پس آیت شریف وحدیث صحیحہ کا تطابق کر لو۔ فرمایئے اب کس کی خلافت بلافصل ثابت ہوئی +

(۳) معنی ولیکم اللہ ورسولہ کے لیئے النبی اولی بالمومنین من انفسہم الاٰخرہ ملاحظہ فرمایئے

(۴) اس آیت شریف میں ولائیت کے واسطے کثیر الرکوع وسجود کی شرط ہے۔ سو پڑھو۔ محمد رسول اللہ والذین معہ الاٰخرہ میں تراھم رکعا سجدا سے مراد حضرت علی ہیں۔ کیونکہ جناب امیر کثیر الرکوع والسجود تھے (صفحہ اسواط ۱۲۷) پس تفسیر القرآن

بالقرآن سے صاف ثابت ہو گیا کہ اس سے مراد غازی امام نمازی مراد ہے نہ کہ حضرت ابوبکر۔
(۵) زکوٰۃ کے معنی یہاں صدقہ مستحب ہے نہ کہ زکوٰۃ واجب۔ قرآن شریف میں ایسے سینکڑوں ذو معنی الفاظ ہیں جیسے حرام کے معنی ناجائز اور واجب کے بھی ہیں۔ دیکھو قولہ تعالیٰ وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون $\frac{۱۷}{۹۵}$ زکوٰۃ معنی صدقہ۔ خیرات۔ قولہ تعالیٰ۔ وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کفرون $\frac{۲۴}{۶}$ کیا مشرکین پر زکوٰۃ واجب تھی؟

(۶) اعتراض ملاں:۔ یہ بات مشہور ہے کہ جناب امیر فقیر تھے اور ان کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ کیونکہ شیعہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے تین روٹیاں للہ دیں اسی لئے جناب امیر کی شان میں سورہ ھل اتی نازل ہوئی (صفحہ ۹۷)۔

جواب:۔ امیر اور فقیر دو متضاد الفاظ ہیں۔ ضدین کا اجتماع محال ہے۔ اگر آپکے نزدیک جناب سیدنا المرتضیٰ فقیر تھے تو پھر امیر کیوں لکھتے ہو۔ شیعہ ہی کے نزدیک نہیں بلکہ تمام علماء اہل سنت کا اجماع ہے کہ سورۂ ھل اتی جناب امیر علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی۔ فقر سے مراد وُہ ہے جس کو جناب رسالت مآب صلعم نے پسند فرمایا۔ **الفقر فخری**۔ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا کی آیت نے آپ کو قیامت تک شرمندہ کر رکھا کہ جناب امیر علیہ السلام محتاج و مسکین نہ تھے۔ بلکہ زاہد و متقی تھے جو کماتے تھے وُہ راہِ خدا میں لُٹا دیتے۔ دراصل جمع کا صیغہ تعظیمی ہُوا کرتا ہے۔ خداوند کریم واحد لاشریک ہے لیکن انا و نحن کے جمع کی ضمائر اپنی نسبت استعمال فرماتا ہے اور جس جگہ اتباع کے لئے کسی کار خیر میں لوگوں کو تحریص دی جائے وہاں اکثر جگہ قرآن شریف میں صیغہ جمع آیا ہے۔ پھر مقدمہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ قرآن شریف کے لفظ آمنوا میں جناب امیر علیہ السلام سردار و شریف ہیں۔ ملاں صاحب فرمائیے جب غزوات النبی صلعم میں سب کو مال غنیمت ملتا تھا جس سے حضرات اصحاب ثلثہؓ بھی حصّے پاتے تھے۔ تو جناب امیر علیہ السلام کیوں مفلس و فقیر رہے۔ حالانکہ ان کے پاس باغ فدک کی جاگیر بھی تھی۔ اور جناب امیر خود بھی زمینداری کرتے تھے۔ مدنی حاجیوں سے پوچھو کہ مدینہ منورہ کے تین میل کے فاصلہ پر بئیر علی جناب علی المرتضیٰ کا کنواں جہاں آپ کا نخلستان تھا اب تک موجود ہے اور جہاں سے تمام حاجی پا پیادہ ہو کر درود و صلوٰۃ کا نعرہ مارتے ہوئے داخل مدینہ منورہ ہوتے ہیں

الحمد للہ کہ بندۂ صابر اس بیرِ علی علیہ السّلام کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔
(ب) جناب امیر علیہ السلام نے بروز شوریٰ اس آیہ وانی ہدایہ سے حجت پیش کی۔ دیکھو حدیث انشاد (ج) اگر ولی کے معنی حاکم یا سردار کے نہ لئے جائیں تو بھی اس آئیت سے صاف ثابت ہے کہ مسلمانوں کو اللہ۔ نبی اور علی علیہما السّلام کی دوستی فرض ہے۔ باقیوں کی نہیں کیونکہ جمیع اُمتِ محمدیہ صلعم سے خطاب ہے تو امت اور جناب امیر علیہ السّلام میں بہت بڑا فرق مابہ التمیز پیدا ہو گیا اور جناب امیر علیہ السّلام کی دوستی اللہ اور رسول کے برابر قرار دی گئی۔ اور وُہ زمرۂ حکام میں داخل ہو گئے عوام الناس میں نہ رہے۔ پس دوست کے معنی سے بھی حکومت ثابت ہُوئی۔ (د) علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علی علیہ السّلام کے لئے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس آئیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہُوا ہے۔ میَں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اِس لئے مستعمل ہُوا ہے۔ اگرچہ دراصل سبب اس میں ایک ہی آدمی ہے۔ یعنی جناب امیر تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں۔ کیونکہ مومنین کی خصلت اسی درجہ پر چاہیئے۔ اوران کو احسان کرنے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر اسی قدر حرص چاہیئے کہ ان کو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو۔ (ارجح المطالب صفحہ ۹۰۔ باب دوم دیکھو)

آئیت سوم۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ)

شانِ نزول۔ یہ روایات اخطب خوارزم۔ علامہ حموینی۔ اصفہانی۔ ثعلبی۔ امام مالک۔ درمنثور بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۶۶۔ ابن مردویہ۔ حافظ ابونعیم۔ ابن عساکر جناب امیر علیہ السّلام صادق ہیں ملاں صاحب حسب معمول اپنے مشتبہ وغیر معتبر گواہ پیش کر کے اپنے مختلف اقوال سے تناقض پیدا کرتے ہیں (صفحہ ۹۹) پہلا قول ملاں۔ اس آئیت شریف میں صادقین سے مراد جناب رسول خدا اور جمیع صحابہ کبار ہیں (صفحہ ۹۹) دوسرا قول ملاں۔ صادقین سے مراد ابوبکر و عمر ہیں (صفحہ ۹۹) تیسرا قول ملاں۔ اس آئیت میں خداوند کریم نے مومنوں کو امر کیا کہ تم ابوبکر اور عمر اور ان دونوں کے اصحاب کے ساتھ ہو (صفحہ ۱۰۰) حضرت ابوبکر و حضرت عمر تو خود اصحاب تھے۔ ان کے اصحاب کیسے اور کون تھے۔ کیا اس سے معاویہ خیل تو مراد نہیں۔ اور اصحاب ہمیشہ انبیاء و مرسلین کے ہُوا کرتے ہیں نہ کہ اصحابوں کے۔ چوتھا قول ملاں۔ ابن مردویہ ابن عباس سے روائیت کرتے ہیں کہ صادقین سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں (صفحہ ۱۰۰)۔

اب ملاں صاحب حق پر آ گئے۔ صبح کا بھولا ہؤا شام کو گھر آئے تو اس کو بھولا نہیں کہتے اس جگہ حضور علامہ حائری مجتہد پنجاب۔ اپنی کتاب منہاج السلام میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آئیت میں لفظ صادقین غور طلب ہے کیونکہ علم خدا میں صادقین وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی جھوٹ عمداً و سہواً نہ بولا ہو۔ مشائخ ثلثہ خصوصاً اسلام لانے سے پہلے یقیناً صداقت کے پابند نہ تھے۔ اور بعد اسلام لانے کے وُہ معصوم نہ تھے۔ اور غیر معصوم یقیناً عمر بھر صداقت کا پابند رہ نہیں سکتا۔ لازماً غیر معصوم سے عمداً و سہواً کذب و دیگر معاصی صادر ہوتے ہیں۔ جس سے ہر سلیم الفطرت تسلیم کرے گا کہ مشائخ ثلثہ بھی چونکہ غیر معصوم تھے۔ لہٰذا وُہ قطعاً صادقین کا مصداق کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے۔ پس عقلاً ثابت ہؤا کہ اس آئیت میں جن کی صداقت کی خدائیتعالےٰ اپنے علم سے گواہی دے رہا ہے وہ بغیر چودہ معصوموں کے کوئی دُوسرا نہیں ہو سکتا۔ فافہم و تدبر۔

(ب) والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون۔ بحوالہ ارجح المطالب باب دوم صفحہ ۷۶ عن ابی هريرة والذی جاء بالصدق قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم وصدق به قال علی ابن ابی طالب (اخرجه ابن مردويه والسيوطی فی الدر المنثور)۔

آئیت چہارم۔ انما انت منذر و لكل قوم هاد (رعد) شان نزول۔ درمنثور۔ دیلمی۔ ارجح المطالب باب دوم صفحہ ۶۳۔ حافظ ابو نعیم۔ ثعلبی۔ زوائد مسند۔ طبرانی۔ ابن ابی حاکم جناب امیر ہادی ہیں۔ **اعتراض ملاں**۔ آئیت شریف میں لکل قوم ہاد سے مراد نبی ہیں صفحہ ۱۰۲۔ (حدیث امارت)، یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف باب مناقب ثلثہ میں کوئی نہیں (صفحہ ۱۰۳) **الجواب**۔ قرآن شریف علاوہ سرورِ عالم صلعم کے آئمہ اطہار کو بھی ہادی فرماتا ہے۔ پڑھو۔ وجعلنا هم آئمہ يهدون بامرنا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وكانوا لنا عابدين (ب) یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف ربع چہارم۔ جلد ہشتم۔ صفحہ ۱۲۸ مطبع احمدی لاہور میں ہے دیکھو اور شرم کرو۔ جس نے شرم و حیا کا برقعہ اُتار دیا ہوا اُس کا کیا علاج ہے۔ وان تومروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا۔ ياخذ بكم الطريق المستقيم (رواه احمد) حدیث کا اخیر حصہ۔ اور اگر تم جناب علیؑ کو امیر بناؤ گے حالانکہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس کو

امیر کرو گے وُہ ہادی۔ مہدی ہو کر تم کو سیدھے راستے کی طرف لے جائے گا۔ پس جب تک تمام امت
محمدیہ صلعم جناب امیر علیہ السّلام کو اپنا ہادی و مہدی نہ جانے تو سیدھا راستہ حاصل ہی نہیں کر سکتی۔
صراط مستقیم کیا ہے۔ جس کو ہر ایک مسلمان اپنی پنجگانہ نماز میں حاصل کرنے کی دعا کرتا ہے۔
اھدنا الصراط المستقیم۔ وُہ راستہ منعم علیہ گروہ کا ہے۔ اور منعم علیہ گروہ کون ہیں نبیین۔
صدیقین۔ شہداء۔ والصالحین ہیں۔ پس ان منعم علیہ گروہ کے درجات اور معیت حاصل
کرنے کے واسطے ہادی کامل کی ضرورت ہے۔ وُہ ہادی کامل جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السّلام
ہیں۔ اور وہی خلیفہ رسول مقبول صلعم ہیں۔ یہ درجہ کسی اصحاب کو نہ ملا۔

آئیت پنجم۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کی تفسیر میں مُلّاں صاحب صفحہ ۱۰۴ پر دو متضاد دو مختلف
قول پیش کرتے ہیں۔ حبل اللہ سے مراد قرآن شریف ہے۔ ابن مسعود نے کہا وُہ جماعت ہے۔

جواب:۔ اگر جماعت سے مراد جماعت حقہ ہے جو تابع اہل بیت ہے اور اہل بیت قرآن
سے جدا نہیں ہو سکتی۔ تو اس سے ثابت ہُوا کہ قرآن شریف ملزوم اور اہل بیت لازم ہے۔ لازم ملزوم
سے جدا نہیں ہو سکتا۔ پڑھو حدیث ثقلین۔ عترتی اھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا
علی الحوض (صفحہ اسواط ۱۰۴) پس تمام امت محمدیہ کو عموماً اور حضرات اصحاب ثلثہ کو خصوصاً قرآن
شریف اور اہل بیت رسالت کے تمسک کا ہی حکم ہے۔ کیونکہ یہ قرآن شریف کے جزو اعظم ہیں
اور حبل ہمیشہ دو لڑ سے بنا کرتا ہے۔ اور وُہ لڑ ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ اصحاب ثلثہ کی شان
میں کوئی ایسی حدیث پیش کرو؟ دیکھئے میں اب اِس جگہ حضور حجۃ الاسلام علامہ حائری کی کتاب
منہاج السلامہ سے خلاصہ نکات بیان کرتا ہوں کہ حبل اللہ کون ہیں۔ اس آئیت میں حبل اللہ کا
لفظ غور طلب ہے جس کے ظاہری معنی ہیں خدا کی رسّی۔ کیا یہ رسّی سوت کی ہے یا سن کی یا ریشم کی
نہیں نہیں یہ رسی نور کی ہے۔ احد طرفیہ فی السموات فی ایدی الملئکۃ سیئین وطرف
ثانیہ فی الارض فی ایدی المومنین چونکہ رسی کم از کم دو بل کی ہو سکتی ہے اسلئے ضروری
ہے کہ یہ حبل اللہ بھی کم از کم دو چیزیں رسی کی طرح ہونی چاہئیں تاکہ تشبیہ صحیح ہو سکے۔ اور پھر
ضروری ہے کہ رسی کے دونوں بل ایک ہی جنس کے ہوں۔ کیونکہ ایک ریشم اور دُوسرا سن کا
بل اگر ملانا چاہو تو کبھی نہیں مل سکتا۔ پس ان شرائط سے اگر کوئی خدا کی رسّی ہو سکتی ہے تو وُہ
بس قرآن اور اہل بیت معصومین علیہم السّلام کے سوا کوئی دُوسرا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے باتفاق
فریقین وارد ہے۔ علی مع القرآن والقرآن مع علی یدور حیث ما دار اور حسین علیہ السّلام

سے تو بعد شہادت کے بھی آپ کی لازم ہے ثقلین کو تمام جگہ دکھایا اور پیغمبر صلعم نے شہادت
دی کہ قرآن اور عترت کی محبت اس دنیا میں باہم ملا کرتا ہے تاکہ مختصر نہیں بلکہ یہ دونوں
کبھی جدا نہیں ہونگے حتیٰ کہ حوض کوثر پر پہنچ جائیں
لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ... جس طرح مشتہر ہے کہ پیغمبر صلعم نے حبل اللہ
کی توضیح میں ارشاد فرمایا انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی احدهما
اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی
لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما ... اس حدیث میں حبل اللہ کی
صریح لفظوں میں توضیح کی گئی ہے ... قرآن اور عترت و اہل بیت پیغمبر صلعم ہے۔ پس
[illegible] ... کیونکہ قیاس مقابل نص صریح کے نہیں ہو سکتا۔ انتہیٰ
آیت مباہلہ ... کا اتفاق ہے کہ پنجتن پاک کے
واسطے ہے۔ چنانچہ ... بیت نبی ... عن سعد بن ابی
وقاص قال لما نزلت هذه الآیة ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ
[illegible] جلد ۲۔ صفحہ ۵۶۹ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت
مباہلہ نازل ہوئی ندع ابناءنا وابناءکم تو جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی و جناب فاطمہ
و حسنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا اے پاک پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔ انتہیٰ۔
مگر ملاں صاحب حسب عادت اپنی ... ابن عساکر کی روایت سے حضرات اصحاب ثلٰثہ اور ان کی
اولاد کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں ... کی کوشش کرتے ہیں۔ قول
ملاں صاحب مردود ہے کیونکہ ابن عساکر ... سنئے۔

قول ملاں ... جناب خلفائے ثلٰثہ بمع اپنی
اولاد کے شامل تھے ... نہ رہی۔ چنانچہ در منثور میں ہے
اخرج ابن عساکر عن جعفر بن محمد عن ابیه فی هذه الآیة تعالوا ندع ابناءنا
الآیة قال فجاء ابوبکر وولده وبعمر وولده ... ترجمہ ابن عساکر نے امام
جعفر صادق بن محمد باقر اپنے باپ سے ... تعالوا ندع ابناءنا الآیۃ کی روایت کیا
ہے۔ امام محمد باقر نے ... ابوبکر اور اس کی اولاد ساتھ عمر اور اس کی اولاد

اور ساتھ عثمان اور اُس کی اولاد اور ساتھ علی اور اُن کی ... (ارجح المطالب صفحہ ۱۰۲ ...)

الجواب: آپ کے نزدیک ابن عباس کی حدیث غیر معتبر ہے اس لئے اس سے استدلال باطل وغلط ہے اور واقعی اس کا اسناد ضعیف ہے۔ نیز یہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث کے مخالف ہے اس لئے قابل حجت نہیں بلکہ مرجوح اور ساقط ہے۔ ... کی کوئی ... شامل ہوئی۔ اور روایت عربی میں حضرت عثمان اور اُن کی اولاد کا ذکر نہیں۔ لعنة الله علی الکاذبین۔ پھر مباہلہ کے وقت حضرت عثمان کی اولاد کہاں تھی؟ ... یہ ایک جھوٹ کا ہے۔ پڑھو
یخادعون الله والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون (البقرہ)
ترجمہ: یہ لوگ اپنے نزدیک اللہ کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں دھوکا دیتے ہیں حالانکہ حقیقت میں دھوکا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور اسی بات کو نہیں سمجھتے (نذیر احمد)

... علاوہ ضعف روایت کے لفظ ... سے ... ہے کہ حضرت شیخین خود بخود مباہلہ میں شامل ہونے کی تمنا ... لیکن ... جیسے خیبر کے دن جھنڈا لینے کو گویا جناب ... رسول علیہ السلام کے ... میں ... رہے مگر ان کی خواہش ... علی و فاطمہ و حسن و حسین ... جن کو رسول صلعم خود ... وہ ... ہو سکتے ہیں یہ ... [illegible]

آیت ہفتم: ان الله اصطفى آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران على العالمين۔ (آل عمران) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد الله بن مسعود ان الله اصطفی آدم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین۔ اخرجہ الثعلبی فی التفسیر بحوالہ ارجح المطالب باب دوم صفحہ ۹۹ ملاں صاحب حضرت عبد اللہ بن مسعود کے قرآن شریف کی بابت حضرت عثمان بن عفان سے روایت فرمائیے جو محرق القرآن تھے۔

آیت ہشتم: النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهاتهم واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله (سورہ احزاب) ... اولوا الارحام سے کیا مراد ہے اور وہ یہی رشتہ دار اقرب کون ہے۔ ملاں صاحب ... عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ذالک علی لانه کان مؤمنا مهاجرا ذا رحم ... ابو بکر بن مردویہ بحوالہ ارجح المطالب باب دوم صفحہ ۹۵ ...

آیت نہم۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر (۱۰۷) تمام مفسرین متقدمین ومتاخرین کا اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں وارد ہوئی۔ **حضرت عباس سے حضرت علی کی فضیلت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔** اور یہ آپکا قول صفحہ ۹۱ و ۱۰۸ اقوال العمر اقرب من ابن العم عرفا وشرعا کو رد کرتا ہے اور آپ کو جھٹلاتا ہے سچ ہے لا حافظہ للکاذب۔ اخرج ابوحاتم وابوالشیخ وعبدالرزاق وابن ابی شیبۃ و ابن جریر وابن منذر والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتاب المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابونعیم فی فضائل الصحابہ قالوان علیا والعباس وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخر فقال طلحہ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ۔ فقال العباس انا صاحب السقایہ والقائم علیہا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشہر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ۔ فانزل اللہ تعالی اجعلتم سقایۃ الحاج الاخرہ۔ اگر من کا مرجع عام ہے تو فاما من اعطی واتقی سے حضرت ابوبکر کیسے مراد ہو سکتے ہیں فافہم وتدبر

آیت دہم۔ اخرج ابن عساکر عن مقاتل بن سلیمان فی قولہ وصالح المومنین قال ابوبکر وعمر وعلی رضی اللہ عنہم (اسواط صفحہ ۱۱۱) الحمد للہ کہ جناب امیر علیہ السلام صالح المومنین ثابت ہوئے۔ مگر سنیوں نے حضرت عثمان کو صالح المومنین سے نکال ڈالا۔ وہ کیوں!

(ج) مجاہد گفت کہ صالح المومنین علی مرتضی ہست (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۱۲۵)

آیت یازدہم سبقت الی الاسلام۔ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار میں حضرت ابوبکر کے سابق الاسلام ہونے پر ہرگز اجماع نہیں۔ آپ کا دعوی بے دلیل ہے تاریخ الخلفاء کا حوالہ دیں اور اقوال تحریر فرمائیں۔ ابن جریر۔ ابونعیم آپ کے غیر معتبر گواہ ہیں مگر پھر بھی ان روایات سے حضرت ابوبکر کی خصوصیت ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ اہل بدر سابقون الاولون میں شامل ہوگئے۔ آپ کتابوں کا صفحہ وسطر کے حوالے لکھا کریں۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۷ از میندار پریس لاہور میں ہے (الف) سالم بن جعد نے حضرت محمد ابن حنفیہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے تھے انہوں نے کہا نہیں (ب) حضرت سعد نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا ابوبکر تم سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ ان کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا۔ ابن کثیر نے کہا ہے سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں

اہل بیت نبی صلعم تھے۔ یعنی ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور حضور کے غلام زید اور اُن کی بیوی ام الحسن اور علیؑ اور ورقہ الاخرہ (ج) ملاں صاحب اپنی کتاب کا صفحہ ۱۷۶ نکال کر ۲۱ سطر پڑھیں۔ تاہم اولیت اسلام میں علماء کا اختلاف ہے کما مر۔ فرمایئے اختلاف کو اجماع کہا کرتے ہیں۔ فخر المحدثین علامہ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب صفحہ ۲۷۲ میں قول مرجح علیؑ کا سابق الایمان ہونا ہے۔

آیت مودۃ میں ملاں صاحب وہی ضعیف و غیر معتبر و غیر ثقہ اور مجہول گواہ پیش کرتے ہیں۔ اس کی تفسیر ارجح المطالب۔ صواعق محرقہ۔ تفسیر کشاف و معالم التنزیل میں دیکھو۔ نیز ثبوت خلافت دیکھو۔

آیات صلوٰۃ و تطہیر میں ازواج النبی سے مناظرہ و جھگڑا نہیں۔ آپ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ آیا حضرات اصحاب ثلاثہ رضؓ بھی صلوٰۃ و تطہیر میں شامل ہیں یا نہیں۔ اور کیا وہ اہل بیت النبی میں داخل ہیں۔ چونکہ وُہ درود اور تطہیر میں داخل نہیں اس لئے جناب امیر علیہ السلام سے افضل نہیں ہو سکتے۔ فھو المواد۔ مفصل تحقیق آل اور تطہیر اہلبیت کے ثبوت خلافت طبع جدید میں دیکھو اور مختصراً یہ عرض ہے کہ معصومین خمسہ بالاتفاق آیت تطہیر میں داخل ہیں اور دوسروں کو بالاختلاف لوگ داخل کر رہے ہیں لہذا متفق علیہ مسلّم ہے۔ اور مختلف فیہ ہر کس بخیال خود نزد خود رکھے۔

سوال۔ ملاں صاحب فرمایئے صاحب مشکوٰۃ نے آیت تطہیر کو مناقب ازواج النبی صلعم میں کیوں نہ درج کیا۔ اور باب مناقب اہل بیت النبی صلعم میں کیوں لکھا۔ کیا آپ سے کم عقل تھا؟

آیت۔ ان الذین اٰمنوا و عملوا الصالحت اولئک ھم خیر البریۃ۔ صفحہ ۱۲۴۔ صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۲ پر ہے۔ مرویست بروایت حافظ جمال الدین زرندی از ابن عباس کہ چوں ایں آیت نازل شد۔ رسول اللہ صلعم علی را گفت تو و گروہ تو خواہند آمد۔ در روز قیامت راضین مرضیین و یاتی عدوک غضباً مقمحین الاخرہ

(ب) لفظ شیعہ ایسا متبرک ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اور ملاں علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۲ شروع میں اپنی نسبت استعمال کیا ہے۔ وعلی اتباعہ و اشیاعہ الی یوم الدین۔ ملاں سدھالوی عقل کے ناخن لو کیا یہاں اشیاع سے مراد مشرک۔ کافر۔ دوزخی ہے (اسواط صفحہ ۹)

آیت۔ استخلاف کا جواب ثبوت خلافت میں دیکھو۔ اگر تشفی نہ ہو تو دیکھو **الانصاف فی الاستخلاف** مؤلفہ جناب مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب امرتسری جس میں مخالف کی قلم کو توڑ دیا گیا ہے

قول ملاں: حیف ہے ڈاکٹر نور حسین پر کہ وُہ سنی ہو کر خلافت خلفاء اربعہ کو علی الترتیب مانتے (صفحہ ۱۳۵)

الجواب:- شروع کتاب سے اب تک مجھ کو شیعہ لکھتے چلے آتے ہیں اور واقعی میں ہوں بھی شیعہ حیدر کرار علیہ السلام - یہاں ملاں صاحب کو نسیان ہو گیا کہ مجھے سنّی لکھ مارا - ملاں صاحب آپ کا کون قول سچا ہے - جب آپ کو میرے مذہب کا پتہ نہیں تو تردید و تکذیب کس کی کرتے ہیں ؟

آیت سورۂ فتح میں اصحاب النبی صلعم کا کوئی شیعہ منکر نہیں وُہ اصحاب جو جناب رسول مقبول اور اُن کی اولاد مطہر کے دوستدار و محب رہے - ہم ان کے خادم و محب ہیں - **خلاصۂ کلام** ملاں صاحب نے جو آیات کے جوابات میں دلائل پیش کئے ہیں ان سب کا ماخذ ان علماء کرام کے اقوال و روایات ہیں - جن کو وُہ دیباچہ کتاب میں مجہول ضعیف - غیر معتبر مان چکے ہیں اس لئے وُہ ہمارے واسطے قابل حجت نہیں - اور نہ آج تک کبھی جھوٹے گواہوں سے مقدمات فتح ہوئے ہیں پس ملاں صاحب کا مقدمہ ڈسمس - **فصل دوم** احادیث سرور کائنات درشان شاہِ ولایت علیہ السلام - صفحہ ۱۳۰ -

الحق مع علی الی اخرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ حق بجانب سیدنا علی علیہ السلام ہے - خواہ اجماع ظاہری ان پر ہوا یا نہ ہو وُہ خلیفۃ اللہ بلافصل تھے - اس سے خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ باطل ہوئی اور باقی حضرت عمار اور حضرت عمر کے حق ہونے کے واسطے احادیث کے اسناد اور حوالہ کتب تحریر فرمایئے - اور صحت روایات اور مطابقت طرز معاشرت اور دیگر روایات سے ثابت کیجئے دعوئے بلا سند غلط ہے -

حدیث ولائیت میں راوی اجلح کو ثقہ مانا گیا ہے - بخاری نے معتزلہ - خوارج اور جہمیہ اور نواصب سے بھی احادیث لی ہیں - کیا محبان اہل بیت قابل اعتبار نہیں - اگر ضعیف تو امام شافعی اور امام نسائی دونوں کو رافضی کہتے تھے - **اجلح الکندی** یہ وثقہ ابن معین کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریب التہذیب -

دوسری حدیث ولایت - دعوا علیاً دعوا علیاً دعوا علیاً ان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی - سرور عالم نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم علیؑ کے پیچھے مت پڑو - تم علیؑ کے پیچھے مت پڑو - تم علیؑ کے پیچھے مت پڑو - علیؑ میرا ہے اور میں علیؑ کا ہوں - وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا سردار ہے (اخرجہ احمد فی المسند یہ حدیث طوالانی کے آخیر فقرات ہیں) -

ثبوت صحت - اخرج النسائی فی الخصائص وابو یعلی فی مسندہ وابن جریر فی تہذیب الآثار وصححہ وقال محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ قد اخرجہ ترمذی وقال حسن غریب وابن حبان فی صحیحہ وقال ابن حجر فی الاصابہ فی

تعلیم الصحابہ وقد اخرج الترمذی باسناد قوی۔ وقال الحاکم فی المستدرک ہذا
حدیث صحیح علی شرط مسلم۔ دیکھو ارجح المطالب باب چوتھا جناب امیر کا ولی المومنین ہونا۔
ملاں صاحب کیا اس صحیح حدیث سے خلافت بلافصل ثابت ہوئی یا نہ۔ لفظ من بعدی
پر غور کر کے دیکھیا دوست کے معنے ہیں تو حیات رسول میں مومنین کے حضرت مرتضے دشمن تھے۔

حدیث طیر کو ملاں صاحب موضوع قرار دیتے ہیں۔ عبقات الانوار کی جلد طیر نے مخالفین
کے طائر زورع کو پرواز کر دیا ہے۔ اس کو دیکھو (ب) قال ابن کثیر فی تاریخہ روایت کثیرا
العلم الطبری وجمع فیہ طرق حدیث الطیر (ج) وقال الحافظ الذہبی فی
تذکرۃ الحفاظ وانی فی ذکر صحیح عبد اللہ بن حاکم واما حدیث الطیر فلہ طرق
کثیرۃ جدا قد افردتہا بمصنف ومجموعہا یوجب ان الحدیث لہ اصل۔
(ج) فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ صفحہ ۱۲۹ واما الحاکم فاخرجہ فی المستدرک صفحہ ۱۳۲

حدیث باب مدینۃ العلم کو ملاں صاحب مطعون۔ منکر اور موضوع قرار دیتے ہیں صفحہ ۱۳۳
مگر ملاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر تحریر کر آئے ہیں۔ چنانچہ مفسر القرآن
مدینۃ العلم حضرت علی عمر اسے ہیں۔ دخلیں مجبورا ملاں صاحب کا مقولہ دہرانا پڑا۔
ہمچنانکہ فطرت کا تقاضا ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اگر یہ حدیث موضوع تھی تو ملاں صاحب
آپ جناب علی علیہ السلام کو باب مدینۃ العلم کا خطاب کیوں دیتے ہیں؟ حالانکہ یہ لقب جناب سرور
عالم صلعم کا ہے۔ ہم تو جناب امیر علیہ السلام کو صرف شہر علم کا دروازہ سمجھتے ہیں۔ مگر آپ نے انکو
علم کا شہر بنا دیا۔ سچ ہے [illegible] قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا۔ جناب امیر علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے کہ ان کے مخالفین و دشمن ان کے فضائل کو
نہیں چھپا سکتے۔ مزید ثبوت صحت دیکھو عبقات الانوار۔ تاریخ الخلفاء جلال الدین
سیوطی عربی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۱۱ سطر ۲۔ ہذا حدیث حسن۔ ولیس بموضوع کما
قال جماعۃ منہم ابن الجوزی والنووی۔ تعقبات السیوطی علی ابن الجوزی صفحہ ۹۸
وتعقب الحافظ ابو سعید العلائی علی ابن الجوزی فی ہذا الحدیث ولخصتہ ان
قال ہذا الحدیث حکم ابن الجوزی وغیرہ بوضعہ وعندی فیہ نظر الی ان
[illegible] والحاصل انہ ینتہی بطرقہ الی درجۃ الحسن المحتج بہ ولا یکون ضعیفا فضلا
ان یکون موضوعا۔ ورأیت فیہ فتوی قد کتب للحافظ ابن حجر فکتب علیہا ان

هذا الحديث اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال انہ صحیح ۔ وخالفہ ابن الجوزی فذکرہ فی الموضوعات وقال انہ کذب والصواب خلافہما ۔ انتہی ۔ (موضوعات شوکانی صفحہ ۱۱۸) ملاں صاحب اگر عربی جانتے ہو تو سمجھ گئے ہو گے کہ آپ کے عالم اس حدیث کو حسن و صحیح فرماتے ہیں ۔ اور ابن جوزی کو جھوٹا قرار دیتے ہیں ۔ اس کے واسطے مقدمہ ثبوت خلافت میں اصول حدیث ملاحظہ کریں ۔ (۵۱) حدیث سدالابواب کو ترمذی نے حدیث غریب لکھا ہے ۔ کئی اور طرق بھی ہیں ۔ پس غریب کہنے سے موضوع نہیں ہو جاتی (مشکوٰۃ شریف ۔ مناقب علیؑ ۔ تعقبات سیوطی صفحہ ۶۹ ۔ شوکانی صفحہ ۱۲۰) (۵۲) حدیث وصی دیکھو ارجح المطالب ۔ باب اوّل صفحہ ۲۵ و ۲۶ الولی نعم الوصی (۵۳) حدیث تشبیہہ اہل سنت کی احادیث سے ہے ۔ دیکھو ارجح المطالب باب ۴ صفحہ ۵۲۲ ۔ تحفہ اثنا عشریہ کا حوالہ دینا آپ کے علم و معلومات کی کمزوری ہے ۔ یہ کتاب مناظرہ کی ہے ۔ حدیث کی نہیں (۵۴) حدیث اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھدیتم مردود ۔ موضوع اور باطل ہے ۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری کا حاشیہ د ب ، جزم ابن حزم بانہ موضوع ۔ قال البزاز لایصح ۔ وقال البیہقی لم یثبت فیہ اسناد (دیکھو تحفۃ الاخیار صفحہ ۷۰ مؤلفہ عبدالحی لکھنوی) ۔ (جواب صفحہ ۱۴۱) ۔

(۵۵) **قول ملاں** ۔ کتب سماویہ ۔ ملک مقرب ۔ اولوالعزم پیغمبر ۔ طریقی ۔ جہات سب چار ہیں ملخصاً صفحہ ۱۴۴ ۔ **الجواب** ۔ جب تک ان میں آخیر کا چوتھا نہ ملے وہ سب کے سب تین کا نے نامکمل رہ جاتے ہیں ۔ جب تک جناب امیر علیہ السلام کی خلافت شامل نہ ہو خلفاء اربعہ آپ نہیں کہہ سکتے ۔ نزد آپ کے بھی چنانچہ ملاں نے صفحہ ۱۴۸ پر اقرار کیا ہے خاتم الخلفاء و خاتم ولائیت جناب شاہ ولائیت ہیں ۔ جس طرح سرور عالم صلعم نے تمام انبیاء مرسلین کی شریعت کو منسوخ کیا اسی طرح خاتم الخلفاء سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے اقوال و روایات اصحاب ثلاثہ کو منسوخ کر دیا ۔ جس طرح قرآن شریف سے باقی تین کتابیں منسوخ ہوئیں اسی طرح جناب امیر علیہ السلام نے خلافت ثلاثہ کو باطل کیا ۔ جناب سرور عالم باوجود آخیر مبعوث ہونیکے سید المرسلین و خاتم النبیین کہلائے ۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰ باوجود چوتھی جگہ ظاہری خلافت کے سید الخلفاء اور خاتم الاولیا ہوئے ناقہم و تدبروا ۔ تکن من الجاھلین ۔

(۵۶) **حدیث شریف** ۔ عباد بن عبداللہ سے روائیت ہے کہ جناب علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ۔ میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں الخ (ثبوت خلافت !!!)

اعتراض ملاں۔ یہ روائیت ضعیف ہے۔ چنانچہ فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ کے صفحہ ۱۰۲ پر ہے
رواہ النسائی فی الخصائص وفی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی وھو المتھم بوضعہ وقال
الابن المدینی ضعیف الحدیث الخ (صفحہ اسواط ۱۵۰)

الجواب:۔ ملاں سدھالوی کی چوری سینہ زوری۔ اپنے مطلب کی عبارت لکھ کر باقی
ثقہ رواۃ کو ہضم کر گئے۔ سنو: وقال الابن المدینی ضعیف الحدیث وذکرہ ابن حبان فی الثقات
وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین۔ واخرجہ ابن ابی شیبۃ
فی المصنف بدون قولہ انا الصدیق الاکبر من طریق زید بن وھب الجھنی مکان عباد
(فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۰۲ سطر ۹) ملاں صاحب دیکھا جھوٹوں
کو کیسے گھر تک پہنچا دیا ہے (ب) کتاب الالی المصنوعہ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر پر ہے۔ المنھال روی
لہ البخاری والاربعۃ وقال ابن معین ثقہ عباد۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات مگر ملاں سدھالوی
نے اس عبارت میں رافضی کا لفظ اپنے گھر سے جڑ دیا۔ وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک
قال حدثنا ابو العباس بن محمد یعقوب حدثنا الحسن بن علی بن عفان۔ حدثنا عبید اللہ
بن موسیٰ حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن المنھال بن عمرو بہ وقال صحیح علی شرط الشیخین الخ
(ج) پس صحت حدیث سے جناب امیر علیہ السلام کا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ وہ صدیق اکبر ہیں۔
اثبات دعویٰ میں سنو۔ حدیث شریف۔ عن ابی ذر غفاری رض قال سمعت رسول اللہ صلعم
یقول لعلی انت اول من امن بی وصدق وانت الصدیق الاکبر۔ زیادہ دیکھو میرا رسالہ الولی
نعم الوصی۔ پس ملاں سدھالوی اور اس کے معاونین محدثین پیر کوٹ سدھانہ و مولوی صاحبان
داننو وسنانہ کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو جو خطاب صدیق اکبر کا دے رکھا ہے۔ اسکا
ثبوت پیش کریں۔ ورنہ اللہ سے خوف کریں ؛

فصل سوم۔ در بیان خلافت ابو بکر صدیق و عدم بیعت حضرت علی علیہ السلام

ملاں صاحب حالات سقیفہ کو بغیر سند صحاح ستہ و تواریخ مستند و معتبر لکھے ہیں۔ جو قابل سند نہیں اور
تحفہ اثنا عشریہ کی نقل کر لی۔ ملاں صاحب کی کم لیاقت کا اظہار ہے ؛

(۵۷) قول ملاں۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور چند معتبر مورخوں نے سعد اور بیہقی کے
قول کے مطابق لکھا ہے کہ جناب شیر خدا نے اسی دن مجمع عام میں بیعت کر لی صفحہ ۱۵۶ ؛

الجواب۔ بیہقی کو آپ غیر معتبر مان چکے ہیں۔ پس یہ آپ کا گواہ مقبول نہیں۔ چند معتبر

مورخوں کے حوالے دیجئے۔ دعوی بلا دلیل غلط ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب متقدمین سے نہیں اور نہ وُہ آئمہ حدیث ہیں نہ مجتہد بلکہ وُہ خود مناظر ہیں۔ یہ سند قابل حجت نہیں۔ نیز معارض اس کے روایت صحیح مسلم کی ہے اور بقاعدہ اصول وہ مرجح ہے۔

(۵۸) **قول ملاں**۔ بعض کا فقط یہ قول ضعیف ہے کہ حضرت علیؑ نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی صفحہ ۱۶۱۔

الجواب:۔ ان اقوال کو پیش کریں۔ دعویٰ بلا دلیل غلط ہے۔ صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر باب الفئی صفحہ ۹۱ مطبوعہ نولکشور میں دیکھو چھ ماہ کے بعد بیعت لکھی ہے۔ کیا صحیح ضعیف ہے۔

(ب) اگر جناب امیر علیہ السلام نے برضا و خوشی بیعت عامہ کے دن بیعت کرلی تھی تو پھر ناراضگی کیسی رہی اور حضرت عمر ابن الخطاب بحکم حضرت ابوبکر جناب سیدہ معصومہ مطہرہ بتول بنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکان جنت نشان کو آگ سے جلانے کو کیوں گئے تھے۔ اور مسلح بدوؤں اور غلاموں کی فوج لیکر کیوں دھاوا کردیا۔ (دیکھو ازالۃ الخفا رشاہ ولی اللہ صاحب مقصد دوم ماثر ابوبکر صفحہ اسواط ۱۶۲) ثبوت ناراضگی مفصل دیکھو میری کتاب ثبوت خلافت طبع جدید) اور ناراضگی و عدم بیعت کا ثبوت مفصل دیکھو۔ و عدم بیعت جناب امیر المومنین امام المتقین مظہر العجائب اسد اللہ الغالب سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(اول) کتاب الامامۃ والسیاستہ صفحہ ۱۸ مطبوعہ مصر پر ہے:۔

ثم ان علیاً کرم اللہ وجہہ اتی بہ ابی بکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ فقال لہ بایع ابابکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی وتاخذونہ منا اھل البیت غصباً الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولی برسول اللہ حیا ومیتا فانصفونا ان کنتم تومنون والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی احلب حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم یردد علیک غدا ص ۱۹

یعنی حضرت علی لائے گئے ابوبکر کے پاس اور وُہ کہتے تھے ہم بندہ خدا اور برادر رسول ہیں (یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ کس ہیئت سے جناب امیرؑ کو لائے تھے۔ کہ آپ یہ استغاثہ کرتے تھے) کہا گیا کہ بیعت کرو ابوبکر کی۔ تو حضرت نے کہا ہم زیادہ مستحق ہیں اس امر کے ساتھ تم سے ہرگز ہم بیعت نہ کرینگے۔ تم لوگوں کو ہماری بیعت کرنی چاہیئے۔ انصار سے تم نے اس امر کو بدعوئی قرابت رسول لیا

اور ہم اہل بیت سے اس کو بغصب لیتے ہو کیا تم نے انصار سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ آنحضرت چونکہ ہماری قوم سے تھے لہذا ہم زیادہ مستحق ہیں جس پر انہوں نے خلافت تمہارے سپرد کر دی اور فرمانبردار ہو گئے۔ اور جب وہی دلیل ہم پیش کرتے ہیں جس سے تم نے انصار پر استدلال کیا تھا کہ ہم زیادہ اولیٰ ہیں۔ رسول کے ساتھ حیاتاً و میتاً تو اب انصاف کرو اگر ایمان والے ہو ورنہ جو چاہو ظلم کرلو تم جانو عمر نے کہا تم چھوڑے نہیں جا سکتے۔ جب تک بیعت نہ کرو تو حضرت علیؑ نے کہا آج اُن کے لئے دودھ دوھ لو کہ ایک حصہ تم کو بھی ملے گا اور کل تو تم کو پھیر ہی دیں گے۔

دوم۔ بحوالہ تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۴۳۔ و روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۲۲۔ سطر ۳ نولکشور پریس و روضۃ الاحباب و تاریخ ابوالفدا و نہج البلاغت ثبوت خلافت بار اول صفحہ ۱۱۱ میں ناراضگی و عدم بیعت ثابت کر چکا ہوں۔ جس کا جواب ملاں صاحب سے نہ بن سکا اور اپنی اہم و متنازعہ فیہ بحث کو نظر انداز کر دیا۔ اس لئے دوبارہ یاد دلانے کی خاطر تحریر کرتا ہوں۔ سنو!

در بعضی از اقوال چنیں آمدہ کہ دراں زماں کہ حضرت امیرؑ در بیعت ابوبکر تاخیر و توقف می نمود صدیق باو مکتوبے نوشت مضمون آنکہ۔ از ابی بکر خلیفہ رسول خدا بجانب علی ابن ابی طالب اما بعد بدرستیکہ مسلمانان با من بیعت کردند و با مارت من راضی شدند۔ تو نیز با ایشان موافقت نمای۔ امیر المومنین علی علیہ السلام در جواب نوشت کہ مکتوبے کہ نوشتہ بودی و دراں ذکر کردہ کہ مسلمانان با تو بیعت کردہ اند و بحکومت تو راضی شدند و حال آنکہ من پیش از ہمہ خلائق بدولت اسلام مشرف شدہ ام و تصدیق رسولؐ او کردہ و مومن خدا را عز و علا بگواہی میخوانم کہ بخلافتِ تو راضی نیستم (دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ بمبئی) (اور یہ ملاں صاحب کی معتبر تواریخ ہے صفحہ سواط ۶۷۔ سطر ۱۲ دیکھو)

سوم۔ در بعضی از تواریخ مسطور است۔ کہ در روز دوم از بیعت صدیق اکبر باستصواب طائفہ اہل رای علی ابن ابی طالب علیہ السلام را در مجلس خاص حاضر داشتند و چوں جناب ولایت مآب حاضر گشت محفلے دید بوجوہ مہاجر و انصار در مجلس مناسب نشستہ استفسار فرمود کہ سبب طلب من چیست عمرؓ جواب داد کہ موجب خواندن تو آنست کہ با سائر اصحاب رسول اللہ اتفاق نمای و چنانچہ ایشان ابوبکر را بخلافت بیعت کردند تو نیز بیعت کنی۔ علیؑ گفت شما توسل بقرابتی پیغمبر جستہ۔ انصار را تسکین دادید۔ تا امر خلافت بر ابی بکر قرار گرفت و من اکنوں ہمہ را وسیلہ میسازم یعنی از روی انصاف بگوئید کہ از اہل عالم باں حضرت اقرب است از خدا تعالیٰ بترسید و بہانہ نہ کنید و چوں انصاف یافتید انصاف بدہید۔ عمر گفت تورا رہا نہ کنم تا بیعت نکنی و بخلافت ابوبکر با دیگراں ہمداستان نگردی۔

امیرالمومنین علیؑ جواب داد کہ من ازین سخن کے اندیشہ دارم و تا رمقی از حیات دارم از دامن حق خویش باز ندارم۔
ابو عبیدہ جراح۔ گفت یا ابوالحسنؑ فضیلت و سبقت تو در اسلام بر ہمگنان روشن است و بنا برین تو
اہلیت و استحقاق آں داری بلکہ زیادہ ازین نیز سزاوارتری اما اصحاب رسول اللہ صلعم اتفاقے کردہ اند
و امر خلافت بر صدیق قرار دادہ تو نیز باتفاق ایشان راضی باش و روی مصلحت بنا ختن مخالفت مخراش
امیرالمومنین علیؑ گفت ای ابوعبیدہ تو مقرب حضرت و امین و معتمد امتی برخود بہ بخشای و سخنی
کہ مقرون بصدق نیست مفرمائی۔ عطای کہ حضرت عزت بہ خاندان نبوت ارزانی داشتہ چناں مکن کہ
بدودمان دیگران انتقال یابد۔ قرآن در خانہای ما نازل شد و معدن علم دین و سنن سید المرسلینؐ مائیم۔
اوضاع شریعت و مصالح ملت را بہتر از دیگران دانیم۔ بر مقتضی طبیعت عمل مکنید کہ شما را زیان دارد۔
بشیر بن سعد گفت یا ابوالحسن بخدا سوگند کہ اگر سخن تو پیش از عقد بیعت صدیق بسمع جمع میرسید۔
احتمال آں داشت کہ دو کس از صحابہ مخالفت نہ کردندی۔ اما چوں تو در خانہ نشینی ہمہ را تصور آن شد
کہ تو را میل بہ ریاست و حکومت نیست۔ اکنوں این سخن تو خلاف عقیدۂ مردم است بنا بر توہم آنکہ
مبادا خلل در امر شریعت راہ یابد۔ بر ابی بکر بیعت کردند۔ و زمام این مہم خطیر در قبضۂ اقتدار او نمودند۔
امیرالمومنین علی گفت توای بشیر می پسندی کہ من کالبد حضرت خواجہ کائنات و خلاصۂ موجودات صلعم
را در خانہ گذاشتہ تجہیز و تکفین آن حضرت را مختصر انگاشتہ بطلب ریاست و حکومت شتافتمی۔
صدیقؓ گفت یا ابوالحسن اگر مرا معلوم بودے کہ تو دریں امر با من منازعت کنی قبول نہ کردم۔ اکنوں
کہ خلائق بیعت کردند۔ اگر تو موافقت نمائی ظن من دربارۂ تو خطا نشدہ باشد و اگر نخواہی کہ فی الحال
بیعت کنی تکلیفی متوجہ تو نیست بسعادت مراجعت نمائی۔ امیرالمومنین علیؑ کہ چوں این سخنے را از ابی بکر
شنیدہ بیعت ناکردہ باز گشت (روضۃ الصفا، جلد دوم ۱۹۰ صفحہ بمبئی معتبر تواریخ ملاں سید ھالوی بکھو ۶)
چہارم۔ بیعت مرتضوی کے واسطے حضرت عمر کا معہ اپنی پارٹی کے پنجتن پاک کے پاک گھر پر دھاوا
کرنا۔ اور جناب سیدہ بنت رسول مقبول صلعم کو ایذا پہنچانا۔ ثم قام عمر فمشی ومعہ جماعۃ حتی
اتو باب فاطمۃ فدقوا الباب فلما سمعت اصواتھم نادت باعلی صوتھا یا ابت یا رسول اللہ
ماذا لقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافۃ فلما سمع القوم صوتھا وبکاءھا انصرفوا
باکین وکادت قلوبھم تنصدع واکبادھم تتفطر وبقی عمر ومعہ قوم فاخرجوا علیاً ومضوا بہ الی ابی بکر
فقالوا لہ بایع فقال ان انا لم افعل فمہ قالوا اذاً واللہ الذی لا الہ الا ھو نضرب عنقک
قال اذاً تقتلون عبد اللہ واخا رسول اللہ قال عمر اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسول اللہ

فلاذ وابوبکر ساکت لا تکلم فقال عمر الا تامر فیہ باصوک فقال لا اکرہ علی شئی ما کانت فاطمۃ علی جنبہ فلحق علی بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یبکی و ینادی یا ابن عم ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی (کتاب الامامۃ وسیاستہ صفحہ ۱۲ و ۱۵)

ترجمہ:- تب عمر اٹھے اور ان کے ساتھ ایک جماعت بھی چلی - یہاں تک کہ سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے گھر پہنچے - اور دروازہ اقدس کھٹکھٹایا - جب جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے اُن کی آواز سُنی تو بہت شور کے ساتھ واویلا کرنے لگیں کہ اے بابا اے رسول اللہ صلعم (اپنی بیٹی کی خبر لیجئے) آپ کے بعد ابن خطاب (عمر) اور ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کے ہاتھوں کیا کیا دُکھ اُٹھا رہے ہیں - پس جس وقت قوم نے حضرت فاطمہ کی فریاد سنی تو روتے ہُوئے پھر گئے درحالیکہ دل دُکھتے تھے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہونے تھے مگر حضرت عمر مع ایک جماعت کے ٹھہرے رہے اور جناب علی علیہ السلام کو گھر سے نکالا اور حضرت ابوبکر کے پاس لائے اور کہا کہ بیعت کرو - حضرت علی نے فرمایا اگر میں بیعت نہ کروں تو کیا ہو - جواب دیا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ اس حالت میں ہم لوگ تمہاری گردن کاٹیں گے - آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں ایک بندۂ خدا اور رسول خدا کے بھائی کو قتل کرو گے - حضرت عمر نے کہا کہ بندۂ خدا تو خیر مگر رسول اللہ کا بھائی غلط - اس وقت حضرت ابوبکر ساکت تھے - اور کچھ بولتے نہ تھے - تب عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اپنے کام کے لئے ان سے کہتے کیوں نہیں - ابوبکر نے کہا کہ جب تک جناب فاطمہ ان کے پہلو میں ہیں میں کسی بات پر جبر نہیں کر سکتا - اس کے بعد حضرت علیؑ قبر رسول اللہ صلعم پر تشریف لائے اور فریاد و فغان کر کے کہنے لگے اے ابن عم قوم نے مجھے نہائت ضعیف بنادیا اور میرے قتل پر آمادہ ہو رہے ہیں انتہی -

پنجم - جناب امیر علیہ السلام کے یہ چند اشعار دیوان مرتضوی میں ناراضگی و عدم بیعت کو ظاہر کرتے ہیں :-

تعلم ابابکر ولا تک جاھلا	بان علیا خیر حاف و ناعل
وان رسول اللہ اوصی بحقہ	واکد فیہ قولہ بالفضائل
ولا تبخہ حقہ واددہ الوری	الیہ فان اللہ لیس بغافل

ترجمہ:- اے ابوبکر یاد رکھ اور جاہل مت بن کہ علیؑ ہر وضیع و شریف سے افضل ہے - اور علی وہ شخص ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اس کے حق میں وصیت کی اور اپنے اقوال سے اس کے فضائل کے بارے میں تاکید فرمائی - پس اُس کا حق ضایع نہ کر اور مخلوقِ خدا کو اس کیطرف

پھیر دی۔ اور یہ جان لے کہ اللہ غافل نہیں۔

ششم۔ ابراہیم بن سعید ثقفی کہ مقبول الطرفین ہے وہ لکھتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے بیعت نہ کی۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ دھواں اُن کے گھر سے بلند ہوا۔

ہفتم۔ قال امیر المومنین علیہ السلام فی ما زلت مظلوماً منذ قبض اللہ نبیّہ الی یومنا ھذا۔ جب سے حضرت رسالتمآب صلعم نے وفات پائی ہے میں ہمیشہ ظلم و ستم کیا گیا ہوں (شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغۃ)

ہشتم۔ قال امیر المومنین اللھم اخس قریشاً فانھا منعتنی حقی و غصبتنی امری۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بار خدایا تو قریش کو ختم کر۔ پس تحقیق کہ انہوں نے حق میرا چھین لیا۔ اور مجھ سے خلافت کو غصب کیا (شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید)۔

نہم۔ ان ابا بکر تفقد قوماً تخلفوا عن بیعتہ عند علی فبعث الیھم عمر ابن الخطاب فجاء ونادٰھم وھم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقن علیکم علیٰ ما فیھا فقیل یا ابا حفص ان فیھا فاطمۃ فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علیاً فانہ زعم انہ قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علیٰ عاتقی اجمع القرآن فوقفت فاطمۃ علیٰ بابھا فقالت ترکتم جنازۃ رسول اللہ بین ایدینا وقطعتم امرکم و منکم تستامرونا ولم تروا لنا حقاً (کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۱۲ سطر ۱۵)

ترجمہ:۔ جب ابوبکر نے ان لوگوں کو جنہوں نے بیعت کرنے سے اختلاف کیا تھا غیر حاضر پایا تو عمر ابن خطاب کو ان لوگوں کے پاس بھیجا جبکہ وہ لوگ جناب علی کے مکان میں تھے اور پس حضرت عمر آئے اور سب کو بلایا۔ جب ان لوگوں نے باہر نکلنے سے انکار کیا تو حضرت عمر نے لکڑی مہیا کی اور کہا کہ قسم ہے اُس شخص کی جس کے ہاتھ عمر کی جان ہے ہم ان لوگوں کو ضرور نکالینگے یا جلا دینگے۔ کہ سب کے سب جل مریں۔ پس کسی نے کہا کہ اے ابا حفصہ اس میں تو جناب فاطمہ بھی ہیں۔ اس نے کہا کہ ہوں نے دو۔ تب لوگ نکل آئے اور بیعت کی۔ لیکن جناب علی نہ نکلے۔ عمر نے خیال کیا کہ علی نے قسم کھائی کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا میں گھر سے نہ نکلونگا اور نہ چادر اوڑھونگا بعدہٗ جناب فاطمہ دروازہ کے پاس کھڑی ہوئیں۔ اور فرمایا کہ تم لوگوں نے رسول اللہ کا جنازہ چھوڑ دیا۔ اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ اب ہم پر تحکم کرنے کے لئے آئے ہو اور ہمارے حقوق کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ زیادہ دیکھو ثبوت خلافت جدید احراق بیت بنت رسول)۔

دہم۔ چوں روز دیگر بیعت عامہ منعقد شد سادات اہلبیت تخلف نمودند (ازالۃ الخفا رشاہ

ولی اللہ صاحب مقصد دوم صفحہ ۲۷ - سطر ۴) ؛

یازدہم۔ ناراضگی ورنج زہرا علیہا السّلام۔ جناب سیدۃ النساء العالمین حضرات شیخین سے ناراض ہوگئیں۔ (۱) صحیح بخاری ومسند احمد حنبل میں ہے۔ فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک (ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۳۰) جناب فاطمۃ الزہرا اس بات پر حضرت ابو بکر سے خفا ہوئیں (۲) فغضبت فاطمۃ علیہا السلام فہجرت ابا بکرؓ فلم تزل مہاجرۃ حتی توفیت قال وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشہر (رواہ احمد) ازالۃ الخفاء صفحہ ۳۰ مقصد دوم (۳) صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الفئی صفحہ ۹۱ نولکشور پریس وازالۃ الخفا صفحہ ۳۰ مقصد دوم پر ہے۔ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئًا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلعم ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابا بکر وصلی علیہا وکان لعلی من الناس وجہ حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشہر۔ فارسل الی ابی بکر ان آئتنا ولا یاتینا معک کراہتیا لمحضر عمر الاخرہ۔ ترجمہ۔ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السّلام کو کچھ بھی نہ دیا۔ اس بات سے جناب سیدہ معصومہ ان سے خفا ہوگئیں اور مرتے دم تک نہ بولیں۔ اور بعد وفات سرور عالم صلعم چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ اور جس وقت آپ نے وفات پائی ان کو حضرت علی علیہ السّلام نے رات کے وقت دفن کیا اور حضرت ابو بکر کو خبر تک نہ کی۔ جناب علی علیہ السّلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ جب تک جناب فاطمۃ الزہرا زندہ رہیں لوگ حضرت علیؑ کی تعظیم کرتے تھے۔ جس وقت آپکا انتقال ہوگیا لوگوں کے رُخ آپ سے ہٹ گئے تو اُس وقت حضرت علیؑ نے ابو بکر سے صلح کرلینی چاہی اور بیعت کرنے کا ارادہ کیا اور اب تک بیعت واقع نہ ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکر کو کہلا بھیجا کہ آپ اکیلے آویں اور کسی کو ساتھ نہ لاویں کیونکہ حضرت عمر کے آنے سے کراہیت رکھتے تھے۔ انتہی (دیکھو ثبوت خلافت) ؛

(۴) **حاصل کلام:۔** یہ کہ جناب امیر علیہ السّلام نے اسی روز بیعت عامہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔ ملاں صاحب کا دعویٰ بخاری اور مسلم اور مستند تواریخ سے جھوٹا ثابت ہوا۔

دوسرا یہ کہ جناب امیر علیہ السّلام نے حضرت ابو بکر کی بیعت ہرگز نہ کی جب تک اپنے مکان کو جلتے ہوئے نہ دیکھا۔ دھمکائے نہ گئے۔ محصور نہ کئے گئے۔ ان کی توقیر وعزت میں کمی نہ ہوئی ان پر

تشدد نہ ہوا (فلم یبا لعہد برغبتہ ابل ا)

تیسرا یہ کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے لخت جگر رسول مقبول صلعم کو دھمکی دی - ایذا پہنچائی جو اپنے والد بزرگوار مقدس و پاک معصوم سید المرسلین کی وفات پر غم و الم کر رہی تھیں - اس وقت تو حضرات شیخین کو بنت رسول مقبول صلعم کو تشفی دینی واجب تھی نہ کہ اُلٹا دھمکانا اور اُن کا مکان جلانا +

وُہ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السّلام جن کی عزت و حرمت فرشتے کرتے تھے جورات کو دفن ہوئیں اور جن کی تعظیم سرورِ عالم صلعم بجا لاتے تھے - جو خاتونِ جنت ہیں اور تمام دُنیا کی خواتین کی سردارہ ہیں - جن کو سرورِ عالم صلعم نے بضعۃ منی فرمایا - اس کو حضرت عمر ابن الخطاب نے دھمکایا اور ڈرایا -

وُہ جناب سیدہ معصومہ جن کی خداوندکریم روزِ قیامت کو بھی عزت کریگا - اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ من وراء الحجاب یا اھل الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمۃ بنت محمد رسول اللہ صلعم حتی تمر و قال الحاکم صحیح الاسناد و لہ طرق کثیرۃ موضوعات علامہ شوکانی صفحہ ۱۳۰)

ترجمہ - جب روزِ قیامت ہوگا پردہ سے منادی ندا کرے گا اے لوگو اپنی آنکھیں بند کرو حتیٰ کہ جناب فاطمۃ الزہرا اس میدان محشر سے گذر جائیں - خداوندکریم تو عزت و ادب کرائے - مگر افسوس حضرت عمر ابن الخطاب مسلح بدّو اور آگ لیکر مکان جلانے کو لے جائے + اسی کا نام خلافت راشدہ ہے

قاعدہ ہے کہ جب کوئی نیا بادشاہ ہوتا ہے یا کسی بادشاہ کا خلیفہ یا ولیعہد تخت نشین ہوتا ہے تو متوفی بادشاہ کی عزت و حرمت کرتا ہے اور اس کی رائیل فیملی شاہی خاندان کی ماہواری تنخواہیں مقرر کر دیتا ہے یا جاگیریں بخش دیتا ہے - مگر افسوس ہے کہ حضرات شیخین نے بجائے عطائے جاگیر یا ماہواری پنشن کے ان کی اپنی اصلی جاگیر باغ فدک کو چھین لیا - اور بجائے نیک سلوک کے ان کے مکان پر حملہ کرا دیا - اگر کوئی پولٹیکل قیدی بھی ہو تو اس کی بھی رعایت کی جاتی ہے اور عزت کی جاتی ہے قربان جائیں میرے ماں باپ اہلبیت رسالت صلعم نے کونسا قصور کیا تھا کہ جن کے باعث ان کے حقوق پائمال ہوئے - وُہ عوام الناس میں بلائے گئے - ان کے املاک ضبط ہوئے اور مکان پر مسلح بدوؤں نے آکر محاصرہ کر لیا - یہ اجماعی خلافت خاندان رسالت کے واسطے ظلم اظلم اور مصائب کا باعث ہوئے + اہلبیت رسالت خاصکر ریخ زہرا علیہا السّلام کے واسطے جناب سرور انس و جان کے فرمان سنو + جو حضرات شیخین سے مرتے دم تک ناراض گئیں اور خلافت شوروی کو حق پر نہ جانا -

نوٹ :- کیا ایسی دھمکیوں سے خلافت اور بیعت حضرت ابوبکر قائم کرکے اس کا نام اجماع امت اور شوری مومنین اور رضا مسلمین سے قائم ہونا کہا جا سکتا ہے - ایسے اجماع کو جابرانہ و ظالمانہ کارروائی

کیوں نہ سمجھیں جس سے اہلبیت کرام وسلوات عظام ملیامیٹ ہو گئے۔ اور ان کے واسطے ظلم وستم کا بنیادی پتھر بنی سقیفہ میں رکھا گیا۔ جب چوٹی کے اصحاب کبار نے اہل بیت رسالت کی عزت وتوقیر نہ کی تو پھر عوام کالانعام سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ اسی سقیفہ کی ماری ہوئی اولاد رسول مقبول صلعم سادات کرام در بدر پھر رہی ہیں۔ ملانوں۔ مولویوں۔ خارجیوں۔ ناصبیوں عوام ہی عا! کے لوگ عزت کرتے ہیں۔ جہاں سید کا نام آیا بھڑک اُٹھے اور بعض خود سید آل احمد بن بیٹھے۔ مرزا صاحب قادیانی امامت آئمہ اطہار کو مٹا کر خود مہدی بن بیٹھا اور مستقل نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کا خاندان اہلبیت رسالت قرار پایا تو فرمایئے اولاد رسول مقبول صلعم کو کون جانے گا؟

(۵) **حدیث شریف**:- عن المسود بن مخرمہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما ارابہا ویوذینی ما اذاھا (متفق علیہ دیکھو مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت النبی صلعم ربع ۴ صفحہ ۱۲۰۔ احمدی پریس لاہور) مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ پس جس نے غصہ ڈالا اُس کو گویا مجھے غصہ میں ڈالا اور ایک روایت میں ہے قلق میں ڈالتی ہے۔ مجھ کو وہ چیز کہ قلق میں ڈالتی ہے فاطمہ کو اور ایذا دیتی ہے۔ مجھ کو وہ چیز جو اس کو ایذا دیتی ہے (بخاری ومسلم نے روایت کیا) ؎

حشر میں حال ان کا ہی کیا ہے جنہوں نے رنج زہرا کو دیا ہے

یہ جناب عمر ابن الخطاب کا ہی حوصلہ تھا کہ لخت جگر رسول مقبول صلعم کا گھر جلانے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام کہ با دوستانت خلاف است وجنگ

(۶) انکار جناب امیرالمومنین فاتح خیبر وحنین از سیرت الشیخین رضؓ ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں۔ فاخذ بید علی وقال اولئک ان تحکم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ الشیخین فقال علیؑ احکم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ واجتہد رائی ثم قال لعثمان مثل ذالک فاجابہ وعرض علیہما ثلاث مرات وکان علی یجیب بالجواب الاول وعثمان یجیبہ الی ما یدعوہ ثم بایع عثمان فبایعہ الناس ورضوا بامامتہ انتہی لابیان امامۃ شوری عثمان صفحہ ۸۰

ترجمہ (عبدالرحمن بن عوف) نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں آپ کو والیٔ اُمت اس شرط پر کرتا ہوں کہ اگر اللہ کی کتاب اور رسول خدا صلعم کی سنت اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر کی سیرت پر حکم کرو۔ پس جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق تو حکم کرونگا۔ مگر اور اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا پھر یہی الفاظ عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان کو کہے جنہوں نے قبول کر لئے اور یہی تین مرتبہ دونوں بزرگواروں کے پیش کئے گئے۔ اور جناب علی علیہ السلام اپنے پہلے جواب کے موافق جواب دیتے رہے اور حضرت عثمان نے اپنا وہی جواب دیا۔ پھر اُس نے (عبدالرحمن) اور لوگوں نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی اور اس کی امامت پر راضی ہُوئے۔ انتھی۔ اس سے چند فوائد عجیبہ حاصل ہُوئے (۱) جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے کتاب اللہ کے فرمان کے بموجب ارشاد فرمایا۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ وما اٰتیٰکم الرسول فخذوہ۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت فرض ہے اور اس میں تمام امت محمدیہ اور حضرات شیخین کو بھی تابع قرآن وسنت کیا گیا ہے پس سیرت الشیخین واجب الاطاعت نہیں اور نہ وُہ شریعت محمدیہ میں سند ہوسکتی ہے۔ جب دین اسلام مکمل ہوچکا اور نبوت کا خاتمہ ہو لیا۔ تو سیرت الشیخین کی شمولیت کیسی۔ کیا قرآن شریف و شریعت میں کوئی نقص رہ گیا تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کی گواہی موجود ہے۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے دنیاوی سلطنت پر لات ماری مگر اللہ اور رسُول کی اطاعت کو نہ چھوڑا۔ اجماعی خلیفوں کی سیرت کو پسند نہ کیا اور نہ ان کے مقلد بنے۔ یہ حضور امیر علیہ السلام کی سچی قربانی ہے +

(۲) سیرت الشیخین سے انکار نے صاف ثابت کر دیا کہ مذہب اسلام میں ان کی تقلید جایز نہیں۔ جبکہ وُہ مفضول تھے اور لولا علی لھلک عمر فرمایا کرتے۔ ہمیشہ فتاویٰ جناب امیر علیہ السلام سے لیا کرتے۔ ہر ایک مسایل میں جناب امیر سے فتویٰ پوچھتے تو جناب امیر علیہ السلام جیسے مجتہد اعظم امام اعظم اور فاضل و عالم ربانی کس طرح ان کے مقلد بن سکتے تھے +

(۳) اگر سیرت الشیخین مطابق قال اللہ و قال الرسول ہوتے اور ان سے اولیات و احداث سرزد نہ ہوتے۔ اور دین اسلام میں نئے مسائل پیدا نہ ہوتے۔ تب شاید سیرت الشیخین کو مان جاتے چونکہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرات شیخین سے انکار کیا ہے۔ اس لئے

شیعان مرتضوی بھی ان سے منکر ہیں اور یہ سند قوی ہے (۳) نص جلی سے سیرت الرسول صلعم کی پیروی فرض ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ مگر سیرت الشیخین کے واسطے کوئی سند نہ تھی۔ اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے انکار کر دیا (۴) انکار سیرت الشیخین سے معلوم ہو گیا کہ خلافت الشیخین جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک پسندیدہ نہ تھی۔ اس لئے آپ نے ان سے بیعت نہ کی تھی۔ اور عدم بیعت کا جھگڑا اس سے صاف طے ہو گیا کہ اگر جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے حضرات شیخین کی بخوشی و خورمی بیعت کی ہوتی تو اب سیرت الشیخین سے کیوں انکار فرماتے۔ اور تمام صحابہ پوچھ سکتے تھے کہ چودہ پندرہ سال تک تو جناب نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی بیعت کر رکھی ہے تو اب انکی وفات کے بعد سیرت سے کیوں انکار کرتے ہو۔ سیرت الشیخین کا انکار گویا بذاتہ حضرات الشیخین کا انکار بدیہی ہے۔ پس ان سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے برضا و رغبت حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو خلیفہ رسول مقبول نہ مانا تھا۔ (۵) انکار سیرت الشیخین سے خلافت الشیخین باطل ہو گئی اور اجماعی بنیاد سب اکھڑ گئی (۶) فداہ امی و ابی جناب امیر علیہ السلام نے عملی رنگت میں ثابت کر دیا کہ اہل بیت رسالت صلعم سے اصحاب النبی صلعم ہرگز افضل نہیں اور نہ ہی ان کی سیرت اہل بیت نبوت سے اعلیٰ ہے (۷) قربان جائیں جناب امیر علیہ السلام نے سنیوں کی موضوعہ و من گھڑت احادیث کی بنیادوں میں پانی بھر دیا اور ان کے حصن حصین پر گولہ باری کر دی۔ علیکم بسنتی و سنت خلفاء الراشدین۔ واتخذوا من بعدی ابوبکر و عمر۔ اور اصحابی کالنجوم تینوں احادیث غلط ہو گئیں اگر یہ احادیث صحیحہ ہوتیں تو جناب امیر علیہ السلام ضرور سیرت الشیخین پر عمل فرما کر خلافت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ مگر یہاں تو فابی علی ان یقلد ھما کا فرمان موجود ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۲)۔

(۸) جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کی سیرت پر کس طرح چل سکتے تھے جو آپ سے علم، فضل زہد، تقویٰ، شجاعت و سخاوت و علم القرآن میں بہت ہی کم درجہ رکھتے تھے۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو باب مدینۃ العلم کا درجہ و سند نبوی صلعم عطا ہوئی تھی۔ ملا علی قاری حنفی بھی قائل ہے۔ سنو لشم علی ابن ابی طالب ۱۲ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الہاشمی وھو المرتضیٰ زوج فاطمۃ الزہرا وابن عم المصطفےٰ والعالم فی الدرجۃ العلیا والمعضلات التی سالہ کبار الصحابہ ورجعوہ الی فتواۃ فیما ولہ فضائل کثیرۃ شھیرۃ تحق قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اقضاکم علی (۱۸۶) (دیکھو شرح فقہ اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور صفحہ ۷۰ سطر اول)۔

(۹) جناب امیر علیہ السلام کے انکار نے صاف ثابت کر دکھایا کہ حضرات شیخین اولی الامر منکم کے ماتحت نہ تھے۔ اگر وہ منصوص من اللہ اولو الامر اور وارث نبوت و خلافت ہوتے تو جناب امیر علیہ السلام جو فنافی اللہ و فنافی الرسول کا درجہ رکھتے تھے اور ناطق قرآن تھے ہرگز انکار نہ کرتے فتفکروا یا اولی الابصار۔ (۱۰) جب حضرت عمر ابن الخطاب نے جو سنیوں کے ناطق بالصواب ہیں اور جنکی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہوا، حضرت ابو بکر کی سیرت سے کئی دفعہ انکار کر دیا۔ ان کے احکام کو رد کر دیا اور ان کے فتاوی کو ناجائز سمجھا۔ ان کے مشورہ و اجماع صحابہ کی پرواہ نہیں کی تو جناب امیر علیہ السلام کو کیا حاجت تھی کہ ان کی سیرت کی پیروی کرتے۔ آپ نے اپنے حقوق کو صرف اللہ اور رسول کے واسطے قربان کر دیئے۔ اور عبدالرحمن بن عوف کی سیرت الشیخین کی شرط کو نامنظور فرما کر خلافت کو الوداع کہہ دیا۔

(الف) ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے مقصد دوم صفحہ ۱۹۵ سطر اوّل پر اجماع و سیرت الصدیق سے حضرت عمر کا انکار موجود ہے جس کو ہم یہاں ملاں صاحب اور اس کے معاونین محدثین کی خاطر نقل کرتے ہیں سنو۔ جاء عتیبۃ بن حصین والاقرع بن حابس الی ابی بکر فقالا یا خلیفۃ رسول اللہ ان عندنا ارض سبخۃ۔ لیس فیہا کلاء ولا منفعۃ ان رائیت ان تقطعنا بہا لعلنا نحرثہا ونزرعہا ولعل اللہ ان ینفع بہا بعد الیوم فقال ابوبکر ممن حولہ من الناس ما ترون۔ قالوا لا باس فکتب لہما بہا کتاباً واشہد فیہ شہوداً وعمر ما کان حاضراً۔ فانطلقا الیہ لیشہد فی الکتاب۔ فوجداہ قائماً ھیناً بعیراً (قطران فی ما لید)

فقالا ان خلیفۃ رسول اللہ کتب لنا ھذا الکتاب وجئناک لتشہد علی ما فیہ افتقرأ ام نقرأ علیک قال علی الحال التی تریان ان شئتما فاقراہ وان شئتما فانتظرا حتی افرغ قالا بل نقرأ علیک فلما سمع ما فیہ اخذہ منہما ثم تفل فیہ فمحاہ فتذمرا وقالا لہ مقالۃ سیئۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتألفکما والاسلام یومئذ ذلیل وان اللہ تعالیٰ اعز الاسلام فاذھبا فاجہدا جہدکما لا ارعی اللہ علیکما ان رعیتما فجاء الی ابی بکر وھما یتذمران فقالا لہ واللہ ما ندری انت الامیر ام عمر فقال بل ھو لو کان شاء وجاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو مغضب حتی وقف علی ابی بکر فقال اخبرنی عن ھذہ الارض التی اقطعتہا ھذین اھی لک خاصۃ ام بین المسلمین عامۃ فقال فما حملک علی ان تخص بہا ھذین دون جماعۃ المسلمین قال استشرت الذین حولی فاشاروا بذلک فقال افکل المسلمین اوسعتہم مشورۃ ورضی فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد کنت قلت لک انک اقوی علی ھذا الامر منی لکنک غلبتنی ترجمہ

یعنی عتبہ بن حصین اور اقرع بن حابس نے ایک زمین غیر آباد کی خواہش کی۔ ابو بکر نے موجودین صحابہ سے اجماع کرا کے اُس کا پروانہ لکھ دیا گواہی شاہدی بھی ہو گئی۔ عمرؓ اس وقت موجود نہ تھے۔ یہ دونوں وہاں گئے کہ ان کی گواہی بھی ہو جائے۔ دیکھا وُہ اونٹ کے بدن پر قطران مل رہے ہیں۔ ان دونوں نے کہا یہ خلیفہ کا پروانہ ہے چاہتے ہیں کہ تم بھی اس پر گواہی کر دو۔ عمر نے کہا کیا اس حالت میں (بس ہیبت سے غصہ بھڑکا) اگر چاہو تو پڑھ کر سناؤ۔ یا اتنا انتظار کرو کہ ہم فارغ ہو جائیں۔ اُن دونوں نے پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ جب پڑھ چکے تو عمر نے وہ کاغذ لیا اور اُس پر تھوک دیا اور مٹا دیا۔ اس پر وُہ دونوں بہت غصّہ ہوئے اور بہت بڑا کلمہ بحق عمر کہا (یہ دونوں بھی صحابی عمر بھی صحابی ہیں اور گالی دیتے ہیں)، اس پر عمر نے کہا آنحضرت تمہاری تالیف قلب کرتے تھے جب اسلام ذلیل تھا۔ اور اب خدا نے اسلام کو عزت دی۔ اب تم جاؤ جو چاہو کرو۔ اسی طرح بولتے ابو بکر کے پاس آئے۔ اور کہا نہیں معلوم تم خلیفہ ہو یا عمر۔ ابو بکر نے کہا اگر وُہ چاہتے تو وُہی خلیفہ ہوتے؟ عمر بھی غضبناک آئے اور ابو بکر کے پاس آکر کھڑے ہُوئے۔ اور کہا بتاؤ کہ یہ زمین جو تم نے جاگیر میں ان دونوں کو دی ہے یہ تمہارا مال ہے یا عام مسلمین کا ہے۔ ابو بکر نے کہا بلکہ حق جمیع مسلمین ہے۔ عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عام مسلمین کو چھوڑ کر ان دونوں کو اس کے ساتھ مخصُوص کیا؟ ابو بکر نے کہا کہ ہم نے توان لوگوں سے مشورہ کیا تھا سب نے اس کی رائے دی۔ عمر نے کہا کیا کل مسلمین سے مشورہ کیا تھا اور سب راضی ہو گئے۔ ابو بکر نے کہا اسی وجہ سے تو ہم کہتے تھے تم ہم سے زیادہ قوی ہو مگر تم ہم پر غالب آ گئے۔

اس روائیت سے اجماع کی حقیقت اور اس کی حقیقت بخوبی ظاہر ہو گئی۔ کیونکہ عمر صاحب نے جو ترکیب اجماع کی نکالی تھی اُس کے مطابق ابو بکر صاحب نے اجماع کرا کے یہ نوشتہ لکھا تھا۔ مگر ایک تنہا رائے عمر صاحب کی ایسی غالب آئی کہ اُس نوشتہ کو تھوک کر مٹا دیا۔ پھر بتائیے ہر اجماع کیونکر حق ہو سکتا ہے۔ اور خلیفہ رسول کی یہی عزت ہوتی ہے۔ پھر حضرت عمر صاحب نے بتایا کہ اجماع کو ضرور ہے کہ کل مسلمین کے مشورہ سے ہو فکل المسلمین اوسعتہم مشورۃ و رضی۔ مگر ہائے خلافت ابو بکر کے وقت نہ سوچا گیا کہ یہاں کل مسلمین کے مشورہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیونکہ وُہ تو چند ایکڑ زمین تھی۔ یہاں خلافت رسول ہے اور تمامی ممالک اسلام کا قبضہ۔

نہیں نہیں حضرت عمر صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب پُورے طور سے خلافت پر قبضہ کر چکے مرتے وقت اپنی قوم کو بتا گئے کہ تم جس راہ پر چلتے ہو اور جس خلافت کو حق سمجھتے ہو غلط ہے۔ حضرت ابو بکر نہ منصوص من اللہ تھے اور نہ ہی اجماعی خلیفہ تھے۔

(ب) صحیح بخاری میں ہے صفحہ ۱۱۱ جلد ۴ مطبوعہ مصر۔ ثم انه بلغنی ان قائلاً منکم یقول والله لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرء یقول انما کانت بیعة ابی بکر فلتة تمت الا وانها قد کانت کذلک ولکن الله وقی شرها ولیس منکم من تقطع الاعناق الیه مثل ابی بکر من بایع رجلاً من غیر مشورة فلا یبایع هو والذی بایعه تغرة ان یقتلا۔ الخ۔

یعنی حضرت عمر نے کہا کہ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ بعض کہتے ہیں۔ قسم خدا کی اگر عمر مر جائیں گے تو ہم فلاں شخص کی بیعت کرلیں گے۔ تو کسی کو یہ دھوکھا نہ لگے کہ حضرت ابو بکر کی بیعت بھی تو ناگہانی تھی۔ اور وہ چل گئے کیونکہ بے شک یہ بات ایسی ہی ہے۔ مگر خدا نے اس کے شر کو بچالیا۔ اور تم میں کوئی ایسی نہیں ہے کہ مثل ابو بکر لوگوں کی گردنیں اس کی طرف بلند ہوں۔ سمجھ رکھو کہ جو شخص کسی کی بیعت کرے بغیر مشورہ مسلمین تو نہ اس کی بیعت کی جائے نہ اس شخص کی جو اس کی بیعت کرے۔ کیونکہ دونوں تو اس لائق ہیں کہ قتل کئے جائیں انتہی۔ حضرت ابو بکر کی خلافت کے اجماع کی کیسی کھلی ہوئی ادھیڑ دی۔ حالانکہ حضرت عمر پر بھی اجماع نہ ہوا۔ جب حضرت عثمان پر اجماع و شوری ہونے لگا تو عبد الرحمٰن بن عوف نے سیرت الشیخین کی شرط لگادی۔ فابی علی ان یقلد هما (شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳)۔

پس جناب علی المرتضیٰ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی تقلید سے انکار کردیا۔ پس میرے ہموطن مولوی صاحبان ہم سیرت الشیخین کو کیسے مان سکتے ہیں؟ جس سے ہمارے امام و مولیٰ سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام ناراض و منکر ہوئے (صابر)

(۶) غصب باغ فدک و رنج زہرا بنت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(الف) عن عائشة ان فاطمة رضی الله عنها بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ارسلت الی ابی بکر الصدیق تساله میراثها من رسول الله صلی الله علیه وسلم مما افاء الله علیه بالمدینة وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا نورث ما ترکناه صدقة انما یاکل ال محمد فی هذا المال وانی والله لا اغیر شیئا من صدقة رسول الله صلی الله علیه وسلم عن حالها التی کانت علیها فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولاعملن فیها بما عمل به رسول الله صلی الله علیه وسلم فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمة منها شیئا فوجدت (غضبت) فاطمة علی ابی بکر فی ذالک الامر اخرجه احمد والبخاری۔ بحوالہ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مقصد دوم صفحہ ۳۰۔

فقال له انت خلیفة النبی فقال لا انا الخالفة بعده ... الخلیفة تقوم مقام الذاهب والخالفة ... (بقیہ حاشیہ ... صفحہ ۹۹)

ترجمہ۔ بی بی عائشہؓ سے روائیت ہے کہ جناب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا دخترِ رسول خدا صلعم نے کسی شخص کو حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجا کہ ان سے میراث پدر بزرگوار رسول خدا صلعم مانگے جو اللہ تعالےٰ نے ان کو مدینہ اور فدک سے دیا تھا۔ اور خیبر کے خمس کا بقایا وصول کرے۔ پس حضرت ابو بکر نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو ہم چھوڑ جائیں وُہ صدقہ ہوتا ہے۔ ہمارا وارث کوئی نہیں۔ بتحقیق اس مال سے آل محمد صلعم کی ضرور کھاوے گی۔ اور میں اس صدقۂ رسول سے ہرگز نہیں بدلوں گا اور جو عمل رسول خدا صلعم کا تھا میں بھی اسی پر چلوں گا۔ پس حضرت ابو بکر نے انکار کیا اور کچھ بھی حصّہ نہ دیا۔ اس بات پر جناب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر سے خفا ہو گئیں انتہیٰ۔ اس کو احمد بن حنبل اور بخاری نے روایت کیا ہے۔ (بخاری اور مسلم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب بی فاطمۃ الزہرا علیہا السّلام حضرت ابو بکر پر خفا ہوئیں اور مرتے دم تک نہ بولیں)۔

(ب) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہُوا اور حضرت ابو بکر خلیفہ ہُوئے تو انہوں نے فدک کو ضبط کر لیا۔ اور اموال فئے و خمس کو ان پر بند کر دیا۔ جناب سیدہ نے حضرت ابو بکر سے داد خواہی کی۔ نوشتہ پیش کیا۔ اُس وقت حضرت عمر بھی حضرت ابو بکر کے پاس تھے۔ دونوں نے جناب فاطمہ کی تصدیق سے اعراض کیا اور وثیقہ کا خیال نہ کیا۔ بلکہ حضرت عمر نے اس وثیقہ کو پھاڑ ڈالا (انسان العیون) اور جناب فاطمہؑ سے گواہ طلب کئے۔ جناب فاطمہ نے اپنی کنیز ام ایمن جناب علیؑ۔ حسنین اور ام کلثوم کو پیش کیا۔ مگر ان کی شہادت دربار خلافت میں مقبول نہ ہوئی۔ حسنین علیہما السّلام اور ام کلثوم بوجہ صغرسنی رد کر دیئے گئے۔ جناب علیؑ اور ام ایمن سے نصاب گواہان پورا نہ ہُوا۔ ایک مرد یا ایک عورت کی کسر بتائی گئی۔ جب اسماء بنت عمیس کو شریک کر کے نصاب پُورا کیا گیا تو حضرت ابو بکر فدک کی واگذاشت پر راضی ہو گئے۔ مگر حضرت عمر مانع ہُوئے اور کہا کہ **فاطمہ ایک عورت ہے** اور علیؑ اس کا شوہر ہے۔ اس نے اپنے فائدہ کے لئے گواہی دی۔ باقی رہیں دو عورتیں۔ ان کی گواہی از رُوئے شرع کافی نہیں۔ حضرت ابو بکر نے حضرت عمرؓ کی اس بات کو مان لیا۔ اور یہی جواب جناب فاطمہؑ کو دیدیا۔ پس جناب فاطمہ رنجیدہ ہُوئیں اور قسم کھائی کہ تم دونوں کی شکائیت رسول خدا صلعم سے کروں گی۔ اور قریب وفات حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ آپ کو پوشیدہ دفن کریں تا کہ ابو بکر اور عمر آپ کے جنازہ پر نہ آنے پائیں (دیکھو تاریخ الاسلام حصّہ دوم۔ باب آخری۔ صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱)۔

(ج) دعویٰ بتولؑ علیہا السّلام:۔ صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ جب جناب

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۹۴) عنادِ او را (اخلہ فیہ یعنی) از ابو بکر مرویست کہ اعرابی او را پرسید تو خلیفہ پیغمبر میباشی گفت نہ خلیفۃ الرسول نیستم بلکہ خالفہ میباشم امام ممدوح نے نوشیر خلیفہ کسے میباشد کہ قائم مقام ذاہب باشد و خالفہ کسے بود کہ در او خیر و برکت نبود و مردم را بے نیازی از وے حاصل نشود طرفہ ماجرا انیست کہ ابن صدیق سفیان فی الواقع در اینجا بصداقت با نکار خلافت خود اعتراف جستہ (دیکھو بقیہ صفحہ ۹۶)

فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ میرے باپ کی میراث مجھ کو دو۔ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا النبی لایورث (نبی کا وارث نہیں ہوا کرتا) پس جناب فاطمہؑ نے فرمایا کیا سلیمان نے داؤد کا ورثہ نہیں پایا! ابوبکر نے غضبناک ہو کر فرمایا۔ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا۔ پس جناب فاطمہ علیہا السلام نے ارشاد کیا کہ زکریا نے خدا سے یہ دعا نہیں کی فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب (پس عنایت کر مجھ کو ایک ولی جو وارث ہو میرا۔ اور آل یعقوب کا) پس جناب ابوبکر نے فرمایا۔ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا جناب فاطمہؓ نے پھر فرمایا۔ کیا خدا تعالیٰ نہیں فرماتا۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم مثل حظ الانثیین (اللہ تم کو وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ پسر کا حصہ دختر سے دگنا ہے) یہ تو کہیں نہیں فرمایا کہ نبی کی اولاد کا ورثہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکر نے پھر یہی جواب دیا کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا (تاریخ الاسلام حصہ دوم۔ قضیۂ فدک صفحہ ۱۹۱۔ قضیۂ باغ فدک تشئید المطاعن میں بڑی شرح وبسط و معتبر کتب سے مذکور ہے۔ من شاء فلیرجع الیہ)۔

(د) حجت بتول علیہا السلام:- الغرض جب ہبہ اور ورثہ دونوں میں جناب فاطمہؑ کے کسی دعوے کی سماعت دربار خلافت میں نہ ہوئی۔ تو مقنعہ سر پر ڈال کر اور اپنے کو چادر سے ملفوف کر کے چند زنان بنی ہاشم کے ساتھ مسجد رسول صلعم میں تشریف لائیں۔ جہاں مہاجرین و انصار حضرت ابوبکر کے پاس جمع تھے ایک پردہ چادر سفید کا درمیان ڈال دیا گیا۔ اور جناب سیدہ نے مہاجر و انصار کے سامنے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ سنی اور شیعہ دونوں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ اہل تسنن میں سے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغت میں اور ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری نے کتاب السقیفہ میں اور ابن مردویہ نے کتاب مناقب میں درج کیا ہے۔ اور احمد بن طاہر نے کتاب ملاعب النساء میں چند سندیں اس کی دی ہیں۔ اور ابن اثیر نے نہایہ کی لغت لمہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اور زمخشری نے فائق لغت ہنشہ میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے لالی المصنوعہ میں اس کی اصلیت کا اقرار کیا ہے۔ اور شیخ رحمتہ اللہ نے کتاب مختصر تنزیہ الشریعہ میں اس کی اصلیت ظاہر کی ہے۔ بوجہ موافقیت صحیحین کے۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں اسکے چند فقرے نقل کئے ہیں۔ اور مسعودی نے مروج الذہب میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علماء شیعہ سے علی بن حسین نے کشف الغمہ میں ابوبکر جوہری کی کتاب السقیفہ سے نقل کیا ہے۔ سید مرتضیٰ نے کتاب شافی میں شیخ صدوق نے علل الشرائع میں اور نیز مفید اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے کلاً وجزاً اس خطبہ کو روایت کیا ہے۔

سیزدہ صد سال مخالفت قول او حیرا اور اخلیفہ سید المستبدانیست مغنے مدعی شستن و گواہ جست انتہی لقد المحاجہ (دیکھو صفحہ ۹۷ سلسلہ کے لئے)

اس خطبہ کے چند فقروں کا ہم ترجمہ لکھتے ہیں :-

بعد حمد و صلوٰۃ آپ فرماتی ہیں - اسے بندگانِ خدا تم مخاطبان امر و نہی اسلام حاملان حلال و حرام دین خیر الانام اور امنائے خدا و رسول ہو کہ دین اسلام کو اپنے بعد کی نسلوں اور آئندہ امتوں تک پہنچاؤ - پس ڈرو خدا سے اور اس کی اطاعت کو واجب جانو تاکہ مسلمانی کے بعد کافر نہ ہو جاؤ - اور بحالت کفر تمہاری موت نہ ہو - ایھا الناس میں فاطمہ دختر رسول ہوں نہ جھوٹ کہتی ہوں نہ غلط - نہ کوئی فعل میرا خلاف ہے - پیغمبر خدا میرے باپ تھے نہ تمہاری عورتوں کے - میرے شوہر کے برادر و ابن عم تھے نہ تمہارے مردوں کے - حضرت صلعم نے تبلیغ رسالت کی - جہاد کیا - بتوں کو توڑا - مشرکوں کے سرگروہوں کو ہلاک کیا - یہاں تک کہ دین حق ظاہر ہوا - تم لوگ بہ سبب کفر و شرک کے جہنم کے گڑھے کے کنارہ تھے اور ذلیل و خوار کہ ہر شخص تم پر حکومت کرنے کا ارادہ کرتا تھا - سڑا ہوا پانی پیتے تھے - جس میں پیشاب اور مینگنیاں اونٹ کی ملی ہوتی تھیں - درختوں کے پتے چباتے - نہایت ذلت میں بسر کرتے تھے ہر وقت ڈرتے تھے کہ کوئی دھاوا نہ کر بیٹھے - خدا نے تم کو ان بلاؤں سے بذریعہ جناب محمد صلعم کے نجات دی - جب کوئی معرکہ جہاد قائم ہوا حضرت صلعم نے اپنے بھائی علی کو بھیجا - جنہوں نے منہ نہیں موڑا - اور آتشِ فساد کو سرد کیا - ان کی سرکشوں کو پامال کیا اور اعلائے دینِ خدا میں کسی رنج و تعب کی پرواہ نہ کی - یہ علی وہی ہیں جو رسول اللہ صلعم سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے - جنہوں نے اطاعت رسول پر کمر محکم باندھی تھی - اور خلائق کی خیر خواہی پر آمادہ تھے - تم لوگ ان حالتوں میں امن سے تھے عیش کرتے آرام مناتے تھے - اور ہر وقت ہم لوگوں کی بلا و مصیبت کی خبر سننے کے منتظر رہتے تھے - لڑائی کے وقت بھاگ جاتے تھے - جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وفات پائی تو تمہارے دلوں میں کفر و نفاق کا کانٹا چبھنے لگا و آثار عصبیت و نفاق ظاہر ہونے لگے - اور وہ لوگ باتیں سنانے لگے جو تلوار کے خوف سے چپ تھے - چند گمنام جو سب سے زیادہ ذلیل تھے ظاہر ہوئے اور شیطان کی آواز پر اُٹھ کھڑے ہوئے - اس کے بہکانے سے تم اہل حق پر غضبناک ہوئے - دوسروں کا حق اپنے گھر لیجانے لگے - حالانکہ ابھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر میں اُتارے نہیں گئے تھے - تم نے بہانہ کیا کہ بخوف فتنہ ایسا کیا - حالانکہ خود فتنے میں پڑے - اور جہنم محیط کافروں پر ...... میں رسول اللہ کی بیٹی ہوں - اے مسلمانو! کیا میں محروم کر دی جاؤں گی وراثت سے؟ اے ابو قحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر) خدا کی کتاب میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث ہو اور میں اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں - عجیب افترا باندھا ہے تو نے خدا پر کیا قصداً

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) ملاں صاحب تو آپ کی پوری تسلی ہو گئی کہ آپ کے صدیق اکبر نے صداقت سے خلافت تم کا فیصلہ کر دیا کہ حق غلیفہ نہیں ہو

فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ میرے باپ کی میراث مجھ کو دو تو حضرت ابوبکر نے فرمایا النبی لا یورث (نبی کا وارث نہیں ہُوا کرتا) پس جناب فاطمہؑ نے فرمایا کیا سلیمان نے داؤد کا ورثہ نہیں پایا! ابوبکر نے غضبناک ہو کر فرمایا۔ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا۔ پس جناب فاطمہ علیہا السلام نے ارشاد کیا کہ زکریا نے خدا سے یہ دعا نہیں کی فہب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من آل یعقوب (پس عنایت کر مجھ کو ایک ولی جو وارث ہو میرا۔ اور آل یعقوب کا) پس جناب ابوبکر نے فرمایا۔ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا جناب فاطمہؑ نے پھر فرمایا۔ کیا خدا تعالیٰ نہیں فرماتا۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم مثل حظ الانثیین (اللہ تم کو وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ پسر کا حصہ دختر سے دُگنا ہے) یہ تو کہیں نہیں فرمایا کہ نبی کی اولاد کا ورثہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکر نے پھر یہی جواب دیا کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا (تاریخ الاسلام جلد دوم۔ قضیۂ فدک صفحہ ۱۹۱ قضیۂ باغ فدک تشئید المطاعن میں بڑی شرح و بسط و معتبر کتب سے مذکور ہے۔ من شاء فلیرجع الیہ)۔

(د) حجت بتول علیہا السلام:۔ الغرض جب یہ ہبہ اور ورثہ دونوں میں جناب فاطمہؑ کے کسی دعوے کی سماعت دربار خلافت میں نہ ہوئی۔ تو مقنعہ سر پر ڈال کر اور اپنے کو چادر سے ملفوف کر کے چند زنان بنی ہاشم کے ساتھ مسجد رسول صلعم میں تشریف لائیں۔ جہاں مہاجرین و انصار حضرت ابوبکر کے پاس جمع تھے ایک پردہ چادر سفید کا درمیان ڈال دیا گیا۔ اور جناب سیدہ نے مہاجر و انصار کے سامنے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ سنی اور شیعہ دونوں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ اہل تسنن میں سے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغت میں اور ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری نے کتاب السقیفہ میں اور ابن مردویہ نے کتاب مناقب میں درج کیا ہے۔ اور احمد بن طاہر نے کتاب ملاعب النساء میں چند سندیں اس کی دی ہیں۔ اور ابن اثیر نے نہایہ کی لغت لمہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اور زمخشری نے فائق لغت ہنشر میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے لالی المصنوعہ میں اس کی اصلیت کا اقرار کیا ہے۔ اور شیخ رحمتہ اللہ نے کتاب مختصر تنزیہ الشریعہ میں اس کی اصلیت ظاہر کی ہے۔ بوجہ موافقیت صحیحین کے۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں اسکے چند فقرے نقل کئے ہیں۔ اور مسعودی نے مروج الذہب میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علماء شیعہ سے علی بن حسین نے کشف الغمہ میں ابوبکر جوہری کی کتاب السقیفہ سے نقل کیا ہے۔ سید مرتضیٰ نے کتاب شافی میں شیخ صدوق نے علل الشرائع میں اور نیز مفید اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے کلاً و جزاً اس خطبہ کو روایت کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) [illegible]

سیزدہ صد سال مخالفہ قال ... اوحد اولا خلیفہ سید المستند انیست مغنے بکی شکست و گواہ چشت انتہی لبقدالحاجہ (دیکھو صفحہ ۹۷ سلسلہ کے لئے)

اس خطبہ کے چند فقروں کا ہم ترجمہ لکھتے ہیں :۔

بعد حمد و صلوٰۃ آپ فرماتی ہیں۔ اے بندگانِ خدا تم مخاطبانِ امر و نہی اسلام حاملانِ حلال و حرام دین خیر الانام اور امنائے خدا و رسول ہو کہ دین اسلام کو اپنے بعد کی نسلوں اور آیندہ امتوں تک پہنچاؤ۔ پس ڈرو خدا سے اور اُس کی اطاعت کو واجب جانو تاکہ مسلمانی کے بعد کافر نہ ہو جاؤ۔ اور بحالت کفر تمہاری موت نہ ہو۔ ایھا الناس میں فاطمہ دختر رسول ہوں نہ جھوٹ کہتی ہوں نہ غلط۔ نہ کوئی فعل میرا خلاف ہے۔ پیغمبر خدا میرے باپ تھے نہ تمہاری عورتوں کے۔ میرے شوہر کے برادر و ابن عم تھے نہ تمہارے مردوں کے۔ حضرت صلعم نے تبلیغ رسالت کی۔ جہاد کیا۔ بتوں کو توڑا۔ مشرکوں کے سرگروہوں کو ہلاک کیا۔ یہانتک کہ دین حق ظاہر ہوا۔ تم لوگ بہ سبب کفر و شرک کے جہنم کے گڑھے کے کنارہ تھے اور ذلیل و خوار کہ ہر شخص تم پر حکومت کرنے کا ارادہ کرتا تھا۔ سڑا ہوا پانی پیتے تھے۔ جس میں پیشاب اور مینگنیاں اونٹ کی ملی ہوتی تھیں۔ درختوں کے پتے چباتے۔ نہایت ذلت میں بسر کرتے تھے ہر وقت ڈرتے تھے کہ کوئی دھاوا نہ کر بیٹھے۔ خدا نے تم کو ان بلاؤں سے بذریعہ جناب محمد صلعم کے نجات دی۔ جب کوئی معرکہ جہاد قائم ہوا۔ حضرت صلعم نے اپنے بھائی علی کو بھیجا۔ جنہوں نے منہ نہیں موڑا۔ اور آتشِ فساد کو سرد کیا۔ ان کی سرکشوں کو پامال کیا اور اعلائے دین خدا میں کسی رنج و تعب کی پرواہ نہ کی۔ یہ علی وہی ہیں جو رسول اللہ صلعم سے کسی وقت جُدا نہ ہوتے تھے۔ جنھوں نے اطاعت رسول پر کمر محکم باندھی تھی۔ اور خلایق کی خیر خواہی پر آمادہ تھے۔ تم لوگ ان حالتوں میں امن سے تھے عیش کرتے آرام مناتے تھے۔ اور ہر وقت ہم لوگوں کی بلا و مصیبت کی خبر سننے کے منتظر رہتے تھے۔ لڑائی کے وقت بھاگ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وفات پائی تو تمہارے دلوں میں کفر و نفاق کا کانٹا چبھنے لگا و آثار عصبیت و نفاق ظاہر ہونے لگے۔ اور وُہ لوگ باتیں سنانے لگے جو تلوار کے خوف سے چُپ تھے۔ چند گمنام جو سب سے زیادہ ذلیل تھے ظاہر ہوئے اور شیطان کی آواز پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے بہکانے سے تم اہل حق پر غضبناک ہوئے۔ دُوسروں کا حق اپنے گھر لیجانے لگے۔ حالانکہ ابھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر میں اُتارے نہیں گئے تھے۔ تم نے بہانہ کیا کہ بخوف فتنہ ایسا کیا۔ حالانکہ خود فتنے میں پڑے۔ اور جہنم محیط کافروں پر...... میں رسول اللہ کی بیٹی ہوں۔ اے مسلمانو! کیا میں محروم کر دی جاؤں گی وراثت سے؟ اے ابو قحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر) خدا کی کتاب میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث ہو اور میں اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں۔ عجیب افترا باندھا ہے تو نے خدا پر۔ کیا قصداً

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) ... تو آپ کی پوری تسلی ہو گئی کہ آپ کے صدیق اکبر نے صداقت سے خلافت نبی کا فیصلہ کر دیا کہ ...

[illegible]

تو نے کتاب خدا پر عمل کرنا ترک کیا۔ کیونکہ خدا تو فرماتا ہے وورث سلیمان داؤد اور قصہ حضرت یحییٰ ابن زکریا میں کہتا ہے۔ یوثنی ویوث من آل یعقوب۔ واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ اور فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم مثل حظ الانثیین۔ تم گمان کرتے ہو کہ میرا کوئی حصہ نہیں، باپ کی وارث نہیں۔ کیا خدا نے تم کو کسی آیہ میراث سے خاص کیا ہے۔ اور ہم کو اور ہمارے باپ کو اس سے نکال دیا ہے۔ کیا میں اپنے باپ کے مذہب پر نہیں یا تم کو عام وخاص قرآن کا علم میرے باپ پیغمبر اور میرے ابن عم حضرت علی سے زیادہ ہے۔ اے ابوبکر آج کے دن میرا حق بغیر کسی جھگڑے کے بیفکری سے لیلے تو بروز حشر خدا اس کا تجھ سے حساب لے۔ اور جناب محمد صلعم باز پرس کریں۔ قیامت میں تو زیاں کار ہوگا اور ندامت نفع نہ دیگی۔ الاخرہ منقول از تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۹۱ سے ۱۹۳ تک۔ اور کتاب عشرہ کاملہ میں سید المفسرین ظہیر الملت والدین علامہ حائری مجتہد لاہور نے مسئلہ فدک میں وہ معرکۃ الآرا بحث کی ہے کہ مخالفین کو بھی مبہوت ہونا پڑا اور سب سپر انداز ہو گئے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ بعد ازاں رسول خدا صلعم کے روضہ پر تشریف لائیں اور قبر انور پر جاکر اپنے تئیں گرا دیا اور یہ فرمایا ؎

قد کان بعدک انباء وھنبثۃ — لو کنت شاھدھا لم یکبر النوب

انا فقدناک فقد الارض وابلھا — واختل اھلک طالما غتالک التوب

وقد رزئنا بما لم یرزہ احد — من البریۃ لا عجم ولا عرب

(مسعودی)

ترجمہ:۔ اے بابا آپ کے بعد ہم پر مصیبتیں اور آفتیں وارد ہوئیں۔ اگر آپ ان کو دیکھتے تو وہ زیادہ نہ بڑھتیں۔ ہم آپ کے بعد مثل زمین بے باران ہو گئے۔ اور آپ کے زیر زمین جانے سے آپ کے اہل سخت پریشان ہو گئے۔ ہم ایسے ستائے گئے کہ کوئی بھی دنیا میں خواہ عرب ہو خواہ عجم ہو نہیں ستایا گیا۔

(۵) رنج حسنین الشریفین علیہما السلام:۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر تھے۔ حضرت حسن علیہ السلام تشریف لے آئے۔ بچے تو تھے ہی آپ کو منبر پر دیکھ کر فرمانے لگے۔ میرے باپ کے منبر سے اتر کھڑا ہو۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ یہ منبر تمہارے باپ کا ہی ہے (تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۴۱)۔

دوسرا واقعہ:۔ اسی طرح حضرت عمر کو بھی سیدنا امام حسین علیہ السلام نے منبر پر سے اترنے کو فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی اردو صفحہ ۷۷)۔

نتیجہ:۔ صحیحین وتواریخ معتبرہ مسلمہ اہل سنت سے ثابت ہو گیا کہ جناب سیدنا وامامنا علی المرتضیٰ

وسیدتنا فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم وسیدنا وامامنا حسن المجتبیٰ وسیدنا وامامنا حسین شہید کربلا علیہم الصلوٰۃ والتحیہ حضرات شیخین سے ناراض گئے اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ نہ جانا حضرات شیخین کو پنجتن پاک کا جنازہ تک نصیب نہ ہوا۔ جب پنجتن پاک ان سے ناراض گئے۔ تو بھی مولویو ہم کیسے ان کو اپنا خلیفہ وامام مانیں۔ ہم کو تو اللہ اور پنجتن پاک کی اطاعت و محبت کافی ہے اور بس ؎

ہو وسے دوستی پنجتن کی مجھے ۔۔۔ ضرورت نہیں مال و دھن کی مجھے (صابر)

(۵۹) دوازدہم۔ حجت جلی اقوال مولانا وسیدنا علی علیہ السلام

دعویٰ امامت:۔ ہر ایک نبی ورسول۔ اور ہر ایک امام ومامور من اللہ و حجۃ اللہ علی الارض کی امامت وخلافت کا معیار صداقت یہ بھی ہے کہ وہ خود مدعی رسالت وامامت ہو۔ قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ اللہ کریم نے خود دعویٰ فرمایا ہے۔ قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ قرآن شریف کا دعویٰ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ قرآن مجید میں موجود ہے۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اسی طرح جناب امام المتقین۔ امیر المومنین اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب سیدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بھی اپنی خلافت بلافصل وامامت کے واسطے خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ میں دعاوی پیش کئے ہیں۔ اور اپنا استحقاق خلافت ثابت فرمایا ہے۔ جن کا ذکر ثبوت خلافت میں ہذا۔ اب ہم چند دعاوی۔ اقوال وفرمان شاہ مردان علیہ السلام کتاب علی المرتضیٰ یعنی غرر الحکم و درر الکلم مرتبہ علامہ عبدالواحد بن محمد بن عبدالاحد احدی تیمی کے اردو ترجمہ مع متن کامل سے لکھتے ہیں۔ جس کو کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور نے شائع کیا ہے۔ اور تمام ہند و پنجاب کے اہل سنت والجماعت۔ اہل حدیث و مرزائیوں پر حجت جلی قائم کرتی ہیں۔

(۱) سب سے زیادہ اندھا وہ شخص ہے جو ہماری آل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور فضیلت سے اندھا ہو۔ اور بغیر اس کے کہ پہلے ہم نے اس کے حق میں کوئی قصور کیا۔ ہم سے عداوت پیدا کرلے۔ اگر ہمارا کوئی قصور ہے تو صرف یہ ہے کہ ہم نے اس کو حق بات کی طرف بلایا اور ہمارے مخالفوں نے اسے فتنے اور دنیا کی طرف کھینچا۔ پس اس نے دنیا کو اختیار کر لیا۔ اور ہم سے بلاوجہ عداوت پیدا کرلی۔ سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت کو معلوم کیا۔ ہماری طفیل مقربین بارگاہ الٰہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خالص دوستی و محبت پیدا کی

ہماری ہدایات پر چلا اور جن باتوں سے ہم نے منع کیا ہے ان سے باز رہا۔ سو ایسا شخص ہمارے گروہ میں شامل اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہوگا (صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

(۲) سب سے زیادہ اچھی نیکی یہ ہے کہ آدمی ہمارے یعنی آل بیت کرام کے ساتھ محبت رکھے اور سب سے بڑھ کر برائی یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے بغض اور دشمنی رکھے (صفحہ ۱۱۸) بے شک اہل جنت ہماری جماعت اور تابعداروں کے مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح کہ آدمی آسمان کے کنارے میں ستارے کو دیکھتا ہے (صفحہ ۱۲۶) خبردار اہل بیت کرام علم و حکمت کے دروازے۔ تاریکی دور کرنے کے لئے نور اور لوگوں کی ہدایت کے واسطے کامل روشنی ہیں (صفحہ ۹۴)

(۳) بیشک ہمارا معاملہ سخت اور دشوار ہے۔ خدائے تعالیٰ کے مقرب فرشتوں۔ انبیاء مرسلین اور مومنین کامل ایمان والوں کے بغیر کوئی دوسرا شخص اس کی برداشت نہیں کر سکتا اور ہماری بات کو امانت دار سینوں اور مضبوط عقلوں کے سواء کوئی دوسرا محفوظ نہیں رکھ سکتا (صفحہ ۱۲۹)۔

(۴) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین پر نظر ڈال کر ہمیں برگزیدہ فرمالیا۔ اور ہمارے لئے ایک جماعت کو پسند فرمایا ہے۔ جو ہماری نصرت و یاوری کرتی۔ ہماری خوشی سے خوش ہوتی۔ ہماری تکلیف پر غم کھاتی اور ہماری حمایت میں **اپنے مال و جان خرچ کرتی ہے** ایسے لوگ ہماری جماعت اسلام میں داخل ہیں اور ہم سے انکو رابطہ اور تعلق ہے اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہوں گے (صفحہ ۱۲۹)۔

(۵) بے شک ہمارا معاملہ سخت دشوار۔ کڑا۔ ناہموار اور پوشیدہ اور ڈھکا ہوا راز ہے اس کی برداشت وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو کامل ایمان رکھتا ہو (صفحہ ۱۲۹)۔

(۶) تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسا اندھیرے گھر میں دیا۔ جو شخص گھر کے اندر آتا ہے اُس سے روشنی حاصل کرتا ہے (صفحہ ۱۶۰)۔

(۷) جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنے پروردگار کے احکام کو لوگوں کے عذر بہانے دور کرنے کے لئے پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے میں اپنی اُمت کی خیر خواہی فرمائی اور جنت کے حسن لطافت سے انہی نعمتوں کی خوشخبری سُنا کر ان کو اس کی طرف بلایا۔ جہالت کی تاریکی میں ہماری طفیل تم نے راہ ہدایت پایا اور عزت اور بلندی کے کوہان پر سوار ہوئے۔ ہماری بدولت تمہاری قوت و زور کے سیلاب میدانوں میں بہنے لگے۔ خدائے تعالیٰ نے سلسلۂ عالم کو

ہماری ذات سے شروع کیا اور ہم پر ہی اُسے ختم کرے گا۔ ہمارے ذریعہ جو چاہتا ہے مٹاتا اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ ہمارے وسیلہ سے سخت زمانے کو دفع کرتا اور ہماری برکت سے مینہ برساتا ہے۔ پس چاہیئے کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیائے فانی فریب اور دھوکے میں نہ ڈالے (صفحہ ۱۸۳)

(۸) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ یہ تم پر لازم اور ضروری اور خدائے تعالےٰ کی بارگاہ میں تمہارے محبوب ہونے کا وسیلہ ہے۔ کیا تم نے خداوند تعالےٰ کے اس کلام پاک کو کبھی غور سے نہیں پڑھا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ اے پیغمبر ان سے کہہ دے کہ میں تم سے اس کام تبلیغ اسلام پر اپنے رشتہ داروں کی دوستی کے سوا کوئی اور مزدوری نہیں مانگتا (صفحہ ۲۵۹۔ کالم دوم) اپنے اماموں اور پیشواؤں کی اطاعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ قیامت کے دن وُہ تمہارے گواہ اور کل خدا کے ہاں تمہارے سفارشی ہونگے صفحہ ۲۵۹ کالم دوم

(۹) مجھے اس اُمت کے عوام کی حالت پر تعجب ہے اور یہ تعجب کیونکر نہ ہو کہ ان کی کتنی بڑی غلطی ہے کہ اپنے مذہبی مسائل میں مختلف حجتیں پیش کرتے ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشانِ قدم پر نہیں چلتے نہ ان کے وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں (صفحہ ۲۷۹)۔

(۱۰) اگر سچے مومن کی ناک کاٹ دی جائے۔ اور اسے اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وُہ مجھ سے دشمنی کرے تو وُہ مجھ سے کبھی دشمنی نہیں کرے گا۔ اور اگر منافق کو تمام دُنیا دیدی جائے اور اُسے یہ کہا جائے کہ وُہ مجھ سے محبّت کرے تو وُہ مجھ سے کبھی محبت نہیں کرنے کا (صفحہ ۳۲۸)۔

(۱۱) اگر مَیں چاہتا تو تم میں سے ہر ایک شخص کے نکلنے اور داخل ہونے کی جگہ اور اس کے تمام حالات بتلا دیتا۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم میری باتیں سُنکر رسول خدا کے ساتھ کفر کرنے نہ لگو۔ اس لئے مَیں وُہ حالات بیان نہیں کرتا۔ البتہ جن خاص لوگوں کی نسبت مجھے پُورا اطمینان ہے۔ ان کو مَیں کچھ حالات بتلائے دیتا ہوں۔ اُس خدائے پاک کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ کی ذات کو تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا ہے کہ آپ نے جو کچھ زبانِ مبارک سے بیان فرمایا ہے۔ سب سچ کہا ہے۔ اور آپ نے علوم شریعت میں سے مجھے سب کچھ بتلا دیا ہے۔ اور یہ بھی کہ بعض لوگ اپنے اعمال کی طفیل ہلاک ہو جائینگے اور بعض نجات پائینگے۔ آپ کو جو کوئی حالت پیش آتی اس کو ضرور میرے گوش گزار فرماتے اور مجھ سے صلاح ومشورہ لیتے (صفحہ ۳۳۱)۔

(۱۲) ہمارا لوگوں پر کچھ حق ہے۔ اگر ہمیں ملیگا تو بہتر ورنہ ہم اونٹوں پر سوار ہو کر مطالعہ کرینگے

گو ہم کو کتنا دُور دراز سفر کرنا پڑے۔ (صفحہ ۴۴۳)۔

(۱۳) لوگوں پر یہ حق ہے کہ وُہ ہماری اطاعت اور ولائیت کو قبول کریں۔ اور ان کو اس کے عوض خدائے تعالےٰ کی بارگاہ سے بہت اچھا بدلہ ملے گا (صفحہ ۴۴۳)۔

تم کہاں حیران پھرتے ہو۔ تم پر کہاں سے آفت آرہی ہے۔ تم کہاں چلے جاتے اور کس چیز پر فریفتہ اور سرگردان ہو رہے ہو کہ تمہارے درمیان پیغمبر خدا صلعم کی آل موجود ہے یہ لوگ سچائی کی باگیں اور حق کی زبانیں ہیں (۹۶)۔

(۱۴) جو شخص ہماری ہدایات کی پیروی کریگا وُہ آخرت میں سابقین اوّلین کے ساتھ رہیگا (۴۴۳)

(۱۵) جو ہماری کشتی کے سوا کسی دوسری کشتی پر سوار ہوگا وُہ ڈوب مریگا (صفحہ ۴۴۳)۔

(۱۶) ہم نے حق کے ستون کو قایم کیا۔ اور باطل کے لشکروں کو شکست دی اور بھگا دیا (صفحہ ۴۴۳)

(۱۷) ہم لوگ یعنے آل بیت کرام نبوت کا درخت رسالت کے اترنے کی جگہ۔ فرشتوں کی آمدورفت کا مقام۔ حکمت کے چشمے اور علم کی کانیں ہیں۔ کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم میں سے ہیں ہمارا محب۔ اور مددگار خدائے پاک کی رحمت کا مددگار ہے۔ اور ہمارا مخالف اور دشمن اس کے قہر اور عذاب کا منتظر اور سزاوار ہے (صفحہ ۴۴۴)۔

(۱۸) ہم لوگ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص راز دان اور اصحاب اور نبوت کے گھر کی دہلیز اور اس کے دروازے ہیں۔ جو شخص کسی گھر کے اندر دروازے کے سوائے کسی دُوسرے راستے سے آئے وُہ چور اور سزا کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ ہم خدا تعالےٰ سے شہدا کے مدارج۔ باسعادت لوگوں کی زندگی اور جنت میں انبیاء علیہم السلام اور اس کے نیک بندوں کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں (صفحہ ۴۴۴)۔

(۱۹) یہ تعجب کی بات ہے کہ میرے مخالف کو منصب خلافت صرف صحابی ہونے کی وجہ سے حاصل ہو اور مجھے صحابی اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہوتے ہوئے حاصل نہ ہو (صفحہ ۴۵۰)۔

(۲۰) اس خدائے پاک کی قسم ہے جس نے دانے سے اقسام نباتات بنائے اور جان کو پیدا کیا کہ کئی لوگ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ صرف ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور دل میں کفر کو پوشیدہ رکھا تھا۔ پھر جب اپنے موافق لوگ مل گئے تو اپنے کفر کو ظاہر کر دیا۔ اور دلی خیالات کے جوش کو نکالا (صفحہ ۴۵۱ کالم ۱)

(۲۱) خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر ہموار زمین پر خار دار درخت کے کانٹے فرش کی طرح بچھے ہوئے ہوں اور مجھے تمام رات اُن پر لٹایا جائے۔ یا زنجیروں میں جکڑ کر کھینچا جائے تو اس بات سے مجھے زیادہ پسند ہے کہ مَیں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں جاؤں کہ میں نے کسی بندے پر

ظلم کیا ہو۔ یا کسی شخص سے دنیا کی کوئی چیز غصب کر رکھی ہو اور میں اس جان کی خاطر جو بہت جلد واپس جانے والی اور مدتیں قبر کی مٹی میں رہے گی کسی شخص پر کیسے ظلم روا رکھ سکتا ہوں (صفحہ ۴۵۱)۔

(۲۳) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے جو لوگ مجھ سے ناخوش ہیں ان کو یقیناً معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعلےٰ اور اس کے رسول کریم صلعم کے حکم سے کبھی انکار نہیں کیا۔ میں نے آنحضرت صلعم پر ایسے مواقع میں اپنی جان کو قربان کر دیا۔ جہاں بڑے بڑے بہادر پسپا ہو جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے شہ زوروں کے پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں۔ میں نے ایسے موقعوں میں اُس بہادری اور قوت سے کام کیا ہے کہ اس کی بدولت خدائے پاک نے رضامندی کی خلعت سے مجھے معزز و مکرم فرمایا ہے۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں اپنی پوری کوشش کو صرف کیا۔ اُس کے دُشمنوں کے مقابلہ میں اپنی طاقت کو خرچ کر دیا۔ آنجناب نے مجھے بعض ایسی باتیں بتلائی ہیں جو اُن کو نہیں بتلائیں (صفحہ ۴۵۱ - ۴۵۲)۔

(۲۴) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں آپ کے پاس موجود تھا۔ آپکا سر مبارک میرے سینے پر رکھا تھا۔ آپ کی جان میرے ہاتھ میں نکلی۔ جب آپ کی رُوح پرواز کر گئی تو میں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لئے کہ اس جان کی برکت باقی رہے۔ میں نے آپ کے غسل کا انتظام کیا۔ اس کام میں ملائکہ میرے ساتھ شریک تھے۔ تمام گھر اور صحن فرشتوں سے بھر گیا۔ فرشتوں کی ایک جماعت نیچے آتی اور دُوسری اُوپر جاتی اور مجھے اُن کی آواز سنائی دیتی تھی کہ وہ آپ پر درود پڑھتے تھے۔ اور جب ہم نے آپ کو قبر مبارک میں دفن کر دیا تو فرشتوں کی آواز ختم ہو گئی۔ پس کون شخص ہے جس کو حیات یا ممات کسے وقت مجھ سے بڑھ کر زیادہ قرب حاصل ہو (صفحہ ۴۵۲)۔

(۲۴) بنی اُمیہ کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے آخرت کی لذیذ زندگانی کو چھوڑ دیا۔ دُنیا کی چند روزہ لذت کی طرف مائل ہو گئے اور وہاں کی ہمیشہ کی نعمت کو چھوڑ دیا (صفحہ ۴۵۴)۔

(۲۵) **مناقب اہلبیت:**۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آل کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اسلام کے ستون اور شریعت کی پابندی کے ذریعے ہیں۔ ان کی برکت سے دُنیا میں توحید اور حق کی بنیاد نئے سرے سے قایم ہوئی اور شرک اور باطل اپنی جگہ سے ہلے اور ان کی زبان جڑ سے کٹ گئی ان لوگوں نے دین کو کما حقہٗ سمجھا۔ اسے محفوظ رکھا نہ یہ کہ صرف کانوں سے سُنا اور دوسروں سے بیان کر دیا۔ یہ لوگ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص راز دان ہیں۔ آپ کے دین کے حامی۔ آپکے علم کے حافظ۔ آپ کے حکم ماننے والے۔ آپ کے معاون و مددگار۔ آپ کے دین کے پہاڑ ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں

کے برگزیدہ اشخاص اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے خزانے ہیں۔ اگر کلام کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔ اور اگر خاموش ہوں تو ان کی ہیبت کے مارے کوئی شخص پہلے کلام نہیں کرتا۔ یہ ایمان کے خزانے اور احسان کی کانیں ہیں اگر فیصلہ کریں تو انصاف کرتے ہیں۔ اور اگر کسی سے مقابلہ کریں تو غالب آجاتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ حد سے بڑھنے والا آخر ان کی طرف رجوع کرتا اور ان کے پیچھے چلنے والا ان کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ اندھیروں کے دور کرنے کے لئے چراغ حکمت کے سرچشمے علم کی کانیں اور علم کے خزانے ہیں۔ یہ لوگ علم کی حیاتی اور جہالت کی موت ہیں۔ ان کی بردباری ان کے علم کو ظاہر کرتی ہے۔ اور ان کی خاموشی ان کی حسن بیانی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ لوگ حق کی مخالفت اور اس میں اختلاف نہیں کرتے۔ پس حق ان کے زبان ناطق اور شاہد صادق ہے (صفحہ ۴۵۷ و ۴۵۸)۔

(۲۶) حق اور اہل حق کا دامن مت چھوڑو۔ جو لوگ ہماری آل بیت کو چھوڑ کر دوسرے کا ساتھ کریں گے وہ دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائیں گے (صفحہ ۴۸۴)۔

(۲۷) آل بیت کرام کی نسبت فرماتے ہیں کہ اس امت میں پیغمبر کے رشتے کے لحاظ سے کوئی شخص ان کے ساتھ برابر نہیں اور جن لوگوں پر ہمیشہ سے ان کے احسان جاری ہیں وہ ان کے ساتھ کیسے برابر ہو سکتے ہیں (صفحہ ۴۹۲)۔

(۲۸) مجھے قرآن شریف کی ہر ایک آیت کا شان نزول معلوم ہے۔ اور ہر ایک آیت کی نسبت یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کس مقام میں پہاڑ یا میدان میں اور کس وقت۔ دن یا رات میں نازل ہوئی ہے۔ میرے پروردگار نے مجھے سمجھدار دل اور بولنے والی زبان عطا فرمائی ہے (صفحہ ۴۲۹)۔

(۲۹) حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں دوزخ تقسیم کرنے والا۔ باغ جنت کا خزانچی۔ حوض کوثر اور اعراف کا گویا مالک ہوں۔ ہم اہل بیت میں جتنے امام ہیں وہ سب اپنے محبوں اور دوستوں کو جانتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انما انت منذر و لکل قوم ھاد۔ اے نبی بس آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ اور ہر ایک قوم کا ایک ہادی ہے (صفحہ ۱۵۲)۔

(۳۰) میں جناب رسول خدا صلعم کا بھائی۔ سب سے پہلے اسلام لانے والا۔ بت شکن۔ کفار سے جہاد کرنے والا۔ اور دشمنوں کا قلع قمع کرنے والا ہوں (صفحہ ۱۵۲)۔

(۳۱) میں دنیا کو منہ کے بل گرانے والا۔ اسکی قدر جاننے والا اور اسکو الٹے پاؤں واپس کرنیوالا ہوں (صفحہ ۱۵۲)

(۳۲) میں قیامت کو حوض کوثر پر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہوں گا۔ اور میرا کنبہ میرے ساتھ ہوگا۔ تم کو چاہیئے کہ ہمارے کہنے پر چلو اور ہمارے عمل کی پیروی کرو (صفحہ ۱۵۲)۔

(۳۳) ہم حوض کوثر پر بڑی رغبت سے اُس کا پانی پی رہے ہونگے۔ ہم اس سے اپنے دشمنوں کو ہٹائینگے۔ اور اپنے دوستوں کو پیالے بھر بھر پلائیں گے۔ جو شخص اس کا ایک گھونٹ پی لیگا وُہ اسکے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا (صفحہ ۱۵۲۔ کالم اوّل)۔

(۳۴) مَیں ایمانداروں کا سردار ہوں۔ اور مال دنیا بدکاروں کا۔ میں نے عرب کو سینے کے بل گرایا۔ اور قبائل ربیعہ اور مصر کے دانت توڑ دیئے (صفحہ ۱۵۳)۔

(۳۵) مَیں قیامت کے دن تمہارا شاہد ہوں گا اور بارگاہ آلہی میں تمہارے ساتھ خصومت کرونگا مَیں تمہیں پروردگار کی اطاعت کی طرف بلاتا۔ دین کے فرائض سے آگاہ کرتا۔ اور وُہ کام بتلاتا ہوں۔ جو تمہاری نجات کا موجب ہیں (صفحہ ۱۵۳)۔

(۳۶) مَیں اور میری اہل بیت اہل زمین کی امان کا باعث ہیں۔ جیسے کہ ستاروں کا قیام اہل آسمان کے لئے امن کا موجب ہیں (۱۵۳ صفحہ)۔

(۳۷) میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ دین کی حدیں قائم کرنے والا اور رعیت کو جنت ماویٰ کی طرف بُلانے والا ہوں (صفحہ ۱۵۳)۔

(۳۸) بیشک مجھے اپنے پروردگار کی طرف سے یقین حاصل ہے۔ اور اپنے دین کی نسبت کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں (صفحہ ۱۵۳)۔

(۳۹) بیشک میری حالت یہ تھی کہ مَیں جب کوئی چیز جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تو آنجناب مجھے ضرور عطا فرماتے۔ اور اگر مَیں سوال کرنے سے خاموش رہتا تو آپ بن مانگے دیا کرتے (صفحہ ۱۵۴)۔

(۴۰) قبل اس کے کہ مَیں تمہارے ہاتھ سے مفقود ہو جاؤں۔ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ کیونکہ جس طرح تم زمین کے رستے جانتے ہو میں اس سے زیادہ آسمان کی راہیں پہچانتا ہوں (ربیع الابرار صفحہ ۲۳۵)

(ب) جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے خیال کیا کہ ہم حضرت صلعم کی اہلبیت ہیں اور اُنکے ولی ہیں۔ کوئی حضرت صلعم کی سلطنت میں ہم سے منازعت نہ کریگا۔ مگر ہماری قوم نے غیروں کو خلیفہ بنایا۔ قسم خدا کی اگر تفرقہ پڑ جانے کا خیال نہ ہوتا اور یہ کہ کفر عود کر آئے گا اور دین غیروں کا ہو جائیگا۔ تو ہم بتا دیتے۔ پس ہم نے اس سختی پر صبر کیا۔

استیعاب جلد اوّل۔ صفحہ ۸۲ بحوالہ تاریخ الاسلام۔ جلد دوم۔ صفحہ ۱۹۳۔ فٹ نوٹ)۔

نتیجہ:۔ سید سنی نہیں کاٹھ کی ہنڈی (ہانڈی) نہیں:۔ تمام دنیا میں یہ قاعدہ چلا آتا ہے

اور انسانی حمیت اور غیرت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انسان اپنے آبا و اجداد کے دشمن اور مخالف سے ہمیشہ عداوت و دشمنی رکھتا ہے۔ پٹھانوں کی تربوری مشہور ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ انتقام لیتے ہیں۔ سرورِ عالم صلعم کے سامنے جب کبھی وحشی غلام نو مسلم قاتل سید الشہداء امیر حمزہ علیہ السلام آتا جناب سرورِ کائنات صلعم ان سے منہ پھیر دیتے اور اس کو سامنے آنے سے منع فرماتے۔ پس سادات بنی ہاشم۔ بنی فاطمہ کو بھی اپنی جد امجد اہل بیت کرام کے دشمنوں سے منہ پھیر لینا چاہیئے اور ان سے کبھی دوستی نہیں رکھنی چاہیئے۔ سید کو اللہ تعالیٰ نے خود سردار وحاکم بنایا ہے۔ علمِ دین حاصل کر کے خود رہبرِ دینِ متین بنیں نہ کہ عوام ملاں مولویوں کے ماتحت و ذلیل ہو کر رہیں۔ حضرات اصحاب ثلاثہ بانیاں جور وظلم تھے۔ تمام بنی امیہ نے سادات کی بیخ و بنیاد کو اکھاڑ دیا معاویہ جناب امیر علیہ السلام اور حسنین الشریفین علیہم السلام کو گالیاں دیتا رہا تو وہ سادات کا امیر قابلِ عزت کیسے ہو سکتا ہے

(ب) ابو بکر جوہری دعلامہ ابن الحدید کے حوالہ سے مصنف تاریخ اسلام جلد سوم۔ باب دوم صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے۔ کہ ابو بکر جوہری لکھتا ہے کہ ہم عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کے پاس آئے۔ ایک گروہ کے ساتھ جب کہ ہم حج سے واپس آ رہے تھے۔ ہم نے اُن سے کچھ مسئلے پوچھے۔ میں نے اُن سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارہ میں سوال کیا۔ کہا میں تم کو وہی جواب دیتا ہوں جو میرے دادا عبد اللہ بن الحسن نے جواب دیا تھا۔ جب ان سے ان دونوں کی بابت سوال کیا گیا تھا کہ ہماری ایک دادی صدیقہ بنی مرسل کی بیٹی تھیں اور وہ ایک قوم سے غضبناک مریں۔ انکے غضبناک ہونے کی وجہ سے ہم بھی غضبناک ہیں۔ پھر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری دادی تو ناراض مریں اور ہم راضی ہو جائیں۔ پھر ہم ان کی اولاد کرام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ انتہی سادات عظام غور کریں۔

(۵۹) صحیح مسلم کی حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرت عمر ابن الخطاب سے کراہیت رکھتے تھے۔ پس جو دوستداران اہل بیت رسالت ہیں ان کو حضرت عمر سے ضرور کراہیت کرنی چاہیئے۔ ورنہ دعویٰ محبت جھوٹا ہے (مفصل دیکھو باب سوم ثبوت خلافت جدید طبع)

(۶۰) نکاح ام کلثوم کا جواب کنز المکتوم عن عقد ام کلثوم میں دیکھو دفتر اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے طلب کرو۔ جس میں ایسے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں کہ قیامت تک سر نہیں اٹھا سکتے۔ اس بات کو عقل سلیم بھی تسلیم نہیں کرتی کہ جن حضرت عمر ابن الخطاب سے سرورِ عالم صلعم کراہیت رکھیں اور رسول خدا سے خطبہ کے وقت جناب سیدہ معصومہ بتول علیہا السلام حضرت عمر کو دینے سے انکار فرما دیں جس حضرت عمر نے صلح حدیبیہ میں رسالت پر شک کیا ہو۔ حجرہ میں ہذیان کا کلمہ استعمال کیا ہو۔ تجہیز و تکفین سے منہ موڑ کر سقیفہ میں جا کر اجماعی خلافت قائم کی ہو۔ سیرت شیخین کو جناب امیر نا پسند کریں۔ اور حضرت عمر نے

اہل بیت سے خلافت نکال کر بنی اُمیہ کے حوالے کر دی ہو۔ جس حضرت عمر نے بعد وفات النبی صلعم جناب بتول بنت رسُول مقبول صلعم کو ایذا پہنچائی ہو۔ ان کے مکان جنت نشان کو آگ لگائی ہو۔ اور جناب امیر علیہ السلام سے گستاخی سے پیش آیا ہو۔ اور جناب امیر اس سے کراہیت کریں۔ کاذب و غادر کہیں اس کو جناب امیر علیہ السلام اپنی کم سن چھ سات سالہ لڑکی حوالہ کر دیں۔ حالانکہ حضرت عمر اُس وقت ستر اسی سال کے ہو چکے تھے۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۶۱) حد تحقیق بمذہب سُنی۔ شیعہ مذہب کی کوئی کتاب نہیں ملاں صاحب ہوش میں آؤ۔

(۶۲) سردار کے واسطے افضلیت کی شرط ہو یا نہ ہو مگر خلیفۃ اللہ کے واسطے افضل ہونا ضروری ہے (دیکھو مقدمہ ثبوت خلافت) خاصکر خلیفۃ اللہ میں شجاعت اور اعلیٰ علمی لیاقت کا ہونا لابدی ہے اور یہ دو اوصاف حضرات اصحاب ثلثہ میں مفقود تھے۔ پڑھو وَلا علی لمالک عمر۔ اقیلونی اقیلونی لست بخیر کم و علی فیکم۔ جس طرح جالوت بادشاہ تھا۔ ہم بھی حضرات اصحاب ثلاثہ کو دنیاوی بادشاہ جانتے ہیں۔

(ج) آپ آیات اور احادیث سرور کائنات صلعم سے حضرات اصحاب ثلاثہ کی افضلیت ثابت کریں۔ آپ کے امام نوری۔ امام اعظم صاحب۔ فخر الدین رازی۔ رومی۔ شامی۔ جامی۔ نظامی ہمارے واسطے حجت نہیں۔ ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ وما آتیکم الرسول فخذوہ کو پڑھو اور اجماع پرستی کو چھوڑو (جواب صفحہ ۲۱۵)۔

(۶۳) ملاں صاحب فرماویں کہ سیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی میں کس لفظ کے معنے حضرت ابو بکر ہیں۔ اور ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون میں سب جمع کے صیغے ہیں مگر حضرت صدیق ایک واحد شخص تو کس طرح متقین اور محسنین ہو گئے جیسے دُوسرے صحابہ کرام متقین و محسنین میں داخل ہیں۔ اگر حسب عقیدہ آپ کے حضرت ابو بکر بھی شامل ہوئے تو خصوصیت نہ رہی۔ اگر اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حضرت ابو بکر متقی تھے اور بقول ابن جوزی اجماع ہوا ہے تو آیت ذیل پر غور کرو قولہ تعالیٰ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ وجعلنا للمتقین اماما۔ سنو کون امام المتقین بنائے گئے۔ حدیث شریف۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ عزوجل اوحی الی فی علی انہ امام المتقین (دیلمی۔ ابوبکر بن مردویہ۔ ابو نعیم۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۹) پس اگر حضرت ابو بکر کا متقی ہونا ثابت ہو جائے تو وُہ بھی ماتحت جناب شاہ ولایت رہے۔ جناب سیدنا علی علیہ السلام باعتبار اتقا ان کے سردار ہُوئے۔ فافہم وتدبر (جواب صفحہ ۲۱۷)۔

(۶۴) حدیث۔ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کے اسناد و صحت پیش کریں۔ دعویٰ بلا دلیل غلط ہے

واقعات اجماع اس حدیث کے مخالف ہیں۔ اجماع امت نے سرورِ عالم صلعم کا جنازہ تک نہ پڑھا۔ نہ کفن و دفن میں شریک ہوئے۔ اجماع امت نے ایک مفضول بزرگ کو فلتۃً خلیفہ بنا دیا اور بنی ہاشم کے حقوق سلب ہو گئے۔ اجماع امت نے جناب سیدہ معصومہ بنت رسول مقبول صلعم کے گھر کو آگ لگا دی۔ اجماع امت نے خاتون قیامت علیہا السلام کو رونے تک نہ دیا۔ وہ معصومہ مطہرہ بیت الاحزان جنت البقیع میں جا کر رہیں۔ اجماع امت نے حضرت امام حسن کے جسد مبارک پر تیر چلائے۔ اجماع امت نے فرزند رسول مقبول صلعم کو ذبح کر ڈالا۔ اجماع امت نے یزید پلید کی بیعت کی۔ اجماع امت سے جھوٹے مدعیان نبوت و مہدیت کھڑے ہو گئے۔ اجماع امت نے روضۂ رسول مقبول صلعم کو مسمار کر دیا۔ اجماع امت نے قادیانی رسول و نبی بنا دیا۔ اور جماعت احمدیہ علیحدہ بن گئی۔ فرمائیے ملاں صاحب یہ امت محمدیہ صلعم گمراہی میں پڑ گئی یا نہیں؟ (صفحہ ۲۱۸)۔

(۶۵) خطبہ شقشقیہ کی اسناد دیکھو قاموس منتہی الارب۔ مجمع البحار و برہان قرآنی۔

(۶۶) آیت شوریٰ اور خط بنام معاویہ کا جواب براہین قرآنی۔ ثبوت خلافت میں گذرا۔ آپکو واسطے ندامت کافی سے زیادہ ہے کہ تمام تفاسیر۔ کتب احادیث و تواریخ سوائے معدودے چند کے سب کو جھوٹا اور شنیعہ لکھ کر اپنے مذہب اہل سنت پر پانی پھیر دیا ہے۔ پھر اپنی کتاب میں نہیں ضعیف و موضوع سے استدلال کیا ہے۔ جس سے آپکی کتاب مجروح و مردود ہو گئی۔ اہل سنت میں کوئی منصف مزاج ہے جو انصاف کرے اور ہماری تحقیق و تدقیق کی داد دے کہ ہم نے زیادہ تر ملاں صاحب کے ہی اقوال سے ان کو شرمندہ کیا ہے۔ امید ہے کہ ملاں صاحب کو اگر کچھ بھی شرم ہو گی تو آئندہ قلم نہ اٹھائینگے۔

اے قوم بنی امیہ اور اسکے معاونین نواصب و خوارج یاد رکھو کہ قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائیگا اذکرکم اللہ فی اھل بیتی۔ اذکرکم اللہ فی اھل بیتی (رواہ مسلم)۔

مصنفہ صابر

جب روزِ جزا حساب ہو گا — لیکھیں کا کیا جواب ہو گا
نارِ دوزخ کا ہو ٹھکانہ ہو ہو — جو دشمنِ بوتراب ہو گا
نبی کے گھر کا جو ہو گا دشمن — ہمیشہ خستہ خراب ہو گا

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین وآخر دعوٰینا الحمد للہ رب العالمین

ازمقام پشاور مورخہ یکم فروری ۱۹۱۶ء

راقم خاکسار نور حسین صابر ڈاکٹر عفی عنہ

اشتہار واجب الاظہار

(۱) ثبوت خلافت:- مشتمل بر سوانح عمری جناب امیر علیہ السلام۔ غزوات النبی صلعم میں ثابت قدمی۔ ایثار نفسی۔ خدمات اسلامی۔ تمغے وسندات۔ مناقب وفضائل۔ خلافت اصحاب ثلاثہ پر ریویو۔ مسئلہ قرطاس۔ یوم شوریٰ۔ تفسیر آیات استخلاف وشوریٰ۔ خطبہ شقشقیہ وغیرہ پر مفصل بحث اور خلافت بلافصل پر دلائل عقلیہ۔ اہل سنت کی مستند کتب کا ماخذ و مصدقہ مجتہدین عظام بیادگار جناب آغا سید محمد تقی شاہ صاحب مرحوم خلف الرشید جناب فیضمآب آغا سید فضل علی شاہ صاحب مغفور آنریری مجسٹریٹ ورئیس اعظم پشاور۔ رعایتی قیمت بارہ آنے .. (۱۲/)

(۲) تحفۂ نورانی ایمان قادیانی:- انجمن احمدیہ پشاور کے ایماء سے ایک پشاوری احمدی عرضی نویس نے آئمہ اطہار اولاد سید الابرار کی امامت مٹانے اور اپنے مرشد مصنوعی پنجابی نبی ومسیح قادیانی کی امامت چلانے کے واسطے متعدد رسالے شائع کئے۔ جن کے جواب میں آیات بینات واحادیث صحیحہ سرور کائنات صلعم سے عقائد۔ ایمان واسلام جناب مرزا صاحب قادیانی پر محققانہ بحث کی گئی ہے اور ان کی تمام دعاوی کا بطلان صرف آیات القرآن سے کیا گیا ہے۔ شیعی دنیا میں مرزائی مذہب کے پاش پاش کرنے کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کوئی حربہ نہیں۔ صرف مرزا صاحب کے ایمان کے اثبات کے واسطے ایک ہزار روپیہ کا انعام مقرر ہے۔ مصنف موصوف کے مقابلہ میں کوئی مرزائی نہیں ٹھہر سکتا۔ بید لرزاں کی طرح نام سے کانپتے ہیں۔ برادران ایمانی کو قدردانی کرنی چاہیئے۔ لکھائی چھپائی عمدہ صفحہ ۱۶ ۱۰۶۔ قیمت صرف آٹھ آنہ .. .. .. (۸/)

ملنے کا پتہ:- منظور حسین ولد ڈاکٹر حاجی نور حسین صابر پشاور